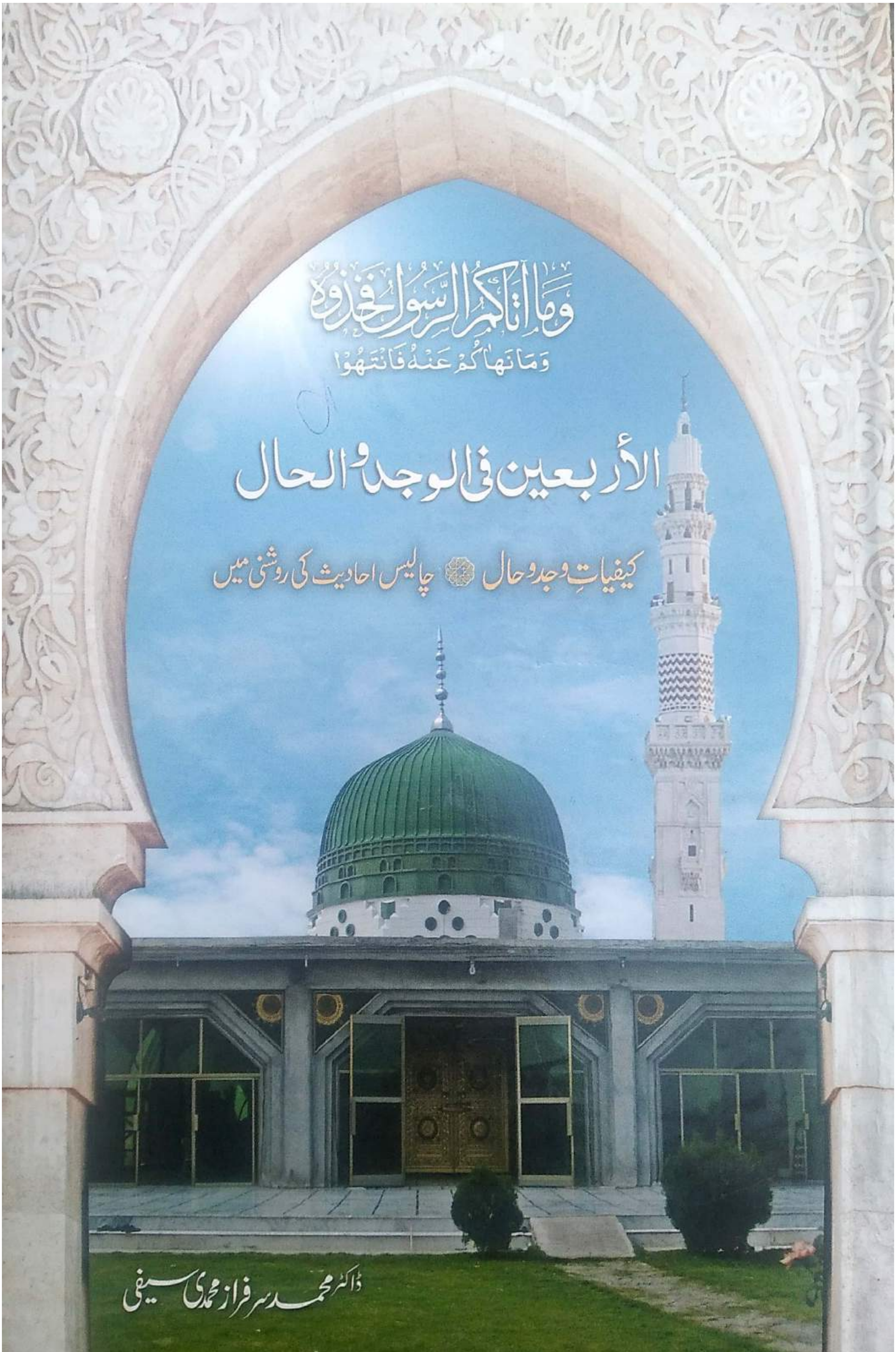


وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

الأربعین فی الوجد والحال

کیفیاتِ وجد وحال ۞ چالیس احادیث کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ
وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

الاربعین فی الوجد والحال

کیفیاتِ وجد وحال
چالیس احادیث کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی

مکتبہ خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم۔ اسلام آباد

نام کتاب	الاربعین فی الوجد و الحال کیفیاتِ وجد و حال - چالیس احادیث کی روشنی میں
ترتیب و تحریر	ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی
اہتمام	خانقاہ و جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم، ترنول، اسلام آباد
تعداد	1100
اشاعتِ اول	مئی 2021 بمطابق رمضان المبارک 1442ھ

اللہ کے فضل و کرم، انسانی طاقت و بساط کے مطابق کمپوزنگ، پروف ریڈنگ، تصحیح، طباعت اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ ان شاء اللہ مستقبل میں مزید احتیاط کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔
اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے ہماری سعی قبول فرمائے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بَلَغَ العُلىٰ بِكمالِهِ
كَشَفَ الدُّجىٰ بِجَمالِهِ
حَسُنَت جَميعُ خِصالِهِ
صلّو عليهِ وآلِهِ

فیضانِ نظر

مجدد العصر، دلیل السُبُل، خزینۃ الاسرار

وارث النبیِ المختار، وسیلۃ الطالبین، نقیب المحبوبین

محبوب السالکین، امام المتقین، وصفوۃ العابدین

جلیس الرحمٰن، الامام الخراسان

حضرت اخوندزادہ پیر **سیف الرحمٰن** مبارک نور اللہ مرقدہ

بنظر کرم

غوث الزمان، محبوب الامام الخراسان، تاج الاولیاء

امام الاتقیاء، زینۃ الاصفیاء، طبیب ارواحنا وقلوبنا

سیدی و سندی، مرشدی و مولائی، وسیلتنا الی اللہ

شیخ المشائخ شیخ الطریقۃ

حضرت **میاں محمد السیفی** اطال اللہ حیاتہ

فہرست

تاثرات

استاذ الکل رئیس المناطقہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی

صدر مدرس جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفرازالعلوم، ترنول، اسلام آباد

بانی و مہتمم دارالعلوم انوارِ رضا، راولپنڈی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

مصنف علام ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی صاحب اس سے قبل مختلف عنوانات پر سلسلہ اربعینات کے ضمن میں تصانیف کر چکے ہیں، انتہائی اہم اور نازک عنوانات پر قلم کو آزمانے میں کامیاب رہے اور داد و تحسین کے گلدستے وصول کئے۔اب آپ نے تصوف اور متصوف کے رشتے پر طبع آزمائی میں کامیابی پا کر وَيُزَكِّيهِمْ[1] کے مخفی شعبوں کو آشکار کر کے دعوت فکر و عمل دی ان حضرات کو جو بالفاظ دیگر وارث علم لدنّی قرار پائے۔ان متعلقہ عنوانات تصوف کو جن میں ایک عظیم جماعت صوفیاء نمایاں ہے۔اور وہ عنوان ہے۔

قال را بگزار مردِ حال شو   پیش مرد کاملے پامال شو[2]

---

[1] البقرۃ:129

[2] مثنوی مولانا روم

تو بحث و مباحثہ کو چھوڑ دے اور مردِ حال بن جا کسی کامل کے قدموں میں خود کو پامال کر دے۔

علم نبود الاّ علمِ عاشقی   ما بقی تلبیسِ ابلیسِ شقی

ترجمہ: حقیقی علم درحقیقت حق تعالیٰ کی محبت کا نام ہے اور اس کے بجائے اگر علومِ ظاہری کے اصل مقصود یعنی حصولِ محبتِ حق سے روگردانی کی تو ایسا علم ابلیسِ لعین کی تلبیس کا ذریعہ ہوتا ہے۔

وجد و حال کی کیفیات سے آشنائی اور عملاً اس کو پانے کا استحباب اور استحسان کا لزوم بہت احسن بات ہے۔

و قد ورد فی الحدیث رَقْصُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَالَ لَهُ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي[1]

ایک موقع پر جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے ان مقدس جملوں کو سن کر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رقص کرنے لگے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں رقص و وجد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہوتے ہوئے جبکہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اور داد دی۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقع

---

[1] الحاوی للفتاوی للسیوطی، الفتاوی المتعلقة بالتصوف، المسئلة الثانية

سے اس عمل کو جائز قرار دیا۔ اور تصدیق کی مہر ثبت فرما دی۔ (بحوالہ الحاوی للفتاوی از مفسر جلیل جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ جلد دوم صفحہ 283)

محض تڑپنے سے ایک جملہ ارشاد فرمائے ہوئے بقول کسے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　　　بسا کیں دولت از گفتار خیزد

ترجمہ: عشق صرف محبوب کے دیدار سے پیدا نہیں ہوتا، بلکے یہ دولت اکثر محبوب کی باتوں سے بھی حاصل ہو جاتی ہے

پھر سیوطی نے مِنْ لَذَّةِ هٰذَا الْخِطَابِ گویا ایک جملہ سن کر اتنا لطف آیا کہ رقص کرنے لگے

فائدہ واسعہ: سرور کا آجانا علت و بلاغت کلام و متکلم

انسان تو انسان جمادات میں بھی اللہ تعالٰی نے یہ تاثیر رکھی کہ جب نبی کائنات ﷺ نے قدم رکھا تو پتھر وجد و کیف میں آیا تو فرمایا، اُثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ[1] وہ تھم گیا۔

[1] اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب المناقب، باب قول النبی ﷺ «لو کنت متخذا خلیلا»، والسنن الترمذی، والسنن ابوداؤد

اب نباتات کھجور سے جب نبی پاک ﷺ نے اپنے اتصال کو انفصال سے بدلا تو حدیث میں ہے کہ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ[1] کہ حضور ﷺ کی جدائی کے غم ہچکیاں لے لے کر درخت روتا رہا۔ چہ جائیکہ ڈاکٹر صاحب نے اس پر چالیس احادیث پیش کی ہیں جبکہ مشاہدات اس سے وراء ہیں۔ حدیث خواہ ایک ہی ہو، اس پر ایمان لانا لازم کیفیت عرض لازم ہے۔ڈاکٹر صاحب مد ظلہ نے تو احادیث کے انبار لگا دیئے۔ سو یہ کتاب اس عنوان پر مثالی، مفید، مؤثر راہنمائی کیلئے کافی ہے۔ جبکہ آپ کی محافل میں آپ کی توجہ کے اثرات سے وجد وجذب وحال کی کیفیات کے یہ مناظر دیکھے جاسکتے ہیں، جن کو دیکھ کر سلف صالحین مشائخ کی محافل کے تذکرے نگاہوں کے سامنے آجاتے ہیں۔آپ کے تربیت یافتہ سالکین، چاہے کسی بھی معاشرے کے کسی بھی طبقے اور شعبے سے متعلق ہوں، شریعتِ مطہرہ پر عامل اور سنتِ مبارکہ پر کاربند نظر آتے ہیں۔

اس عظیم کتاب کی تصنیف لطیف ومنیف پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔اہل علم غور وفکر و تدبر سے جب پڑھیں گے تو پڑھنے والوں کا سرور گواہی دے گا کہ ایں چنیں باید وشد۔

[1] اخرجه بخاری فی الصحیح، کتاب البیوع، باب النجار

ادارہ محمدیہ سیفیہ سرفرازالعلوم کی کارکردگی قابل رؤیت ہے۔ بارگاہ لایزال میں دعا ہے کہ یہ ادارے پھولیں پھلیں جن کی خوشبو اطراف واکناف عالم میں محسوس ہو رہی ہے۔ مستزاد ہوگی ثم وثم۔ دعا ہے کی اس قسم کے نادر ادارے کی یہ روحانی کاوشیں آسمانوں کی بلندیوں کو چھوتی رہیں، اور امتِ محمدیہ میں حضور ﷺ کے قلبِ اطہر کی نورانی خیرات تقسیم ہوتی رہے۔

آمین بوسیلہ رحمت للعالمین ﷺ

فقط والسلام خیر آگیں اور دعاجو

(مفتی) محمد سلیمان رضوی

22 رمضان المکرم 1442ھ بمطابق 4 مئی 2021

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری
شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ داتادربار لاہور/رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی زید مجدہ تصوف اور سلوک کی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ تزکیٰ اور تزکیہ کی دولت سے مالا مال ہیں اصلاح امت کے فریضہ سے منسلک ہیں اس لیے ان کی یہ تالیف تصوف کی دنیا سے تعلق رکھنے والے بلکہ ہر مسلمان کے لیے نہایت اہم ہے۔

وجد اور حال دونوں تصوف کی اصطلاحات ہیں اور صوفیائے کرام نے کتب تصوف میں ان پر بحث کی ہے۔ اسی طرح محترم ڈاکٹر صاحب نے ان اصطلاحات پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اس بات کی ضرورت ہے کہ وجد کو کھیل تماشا نہ بنایا جائے اور ہر شخص ان اوصاف سے موصوف نہیں

تانہ بخشند خدائے بخشندہ

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد حقیقت حال سے آگاہی حاصل کرنا لازم ہے پھر ذکر الٰہی سے جو قلبی کیفیت پیدا ہو کر خصوصی حالات پیدا کرے اور وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہو۔

اللہ تعالٰی اس کتاب مستطاب کے افادہ و استفادہ کو دولت عموم سے بہرہ ور فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری

استاذ الحدیث جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء

دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

25 شعبان المعظم 1442ھ بمطابق 09 اپریل 2021

جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر بقیۃ السلف علامہ مفتی ظہور احمد جلالی
صدر مدرس دارالعلوم محمدیہ اہلسنت مانگامنڈی ضلع لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

نستعین برسول اللہ ﷺ

محترم المنام پیر طریقت ڈاکٹر کرنل (ر) سرفراز احمد سیفی محمدی زید مجدہ نے اپنی تصنیفات کردہ اربعینات بشمول

(۱) دن کا معمول بمطابق فرمان رسول ﷺ (۲) الاربعین فی التوبہ و استغفار (۳) الاربعین فی ختم نبوت بمحمد ﷺ (۴) الاربعین فی صفۃ الصلاۃ النبی ﷺ (۵) الاربعین فی اسلوبِ الادب للوالدین (۶) الاربعین فی معرفۃ النفس و تزکیتھا (۷) الاربعین فی احکام الصلوۃ (۸) الاربعین فی الصوم (۹) الاربعین فی الاعتکاف (۱۰) الاربعین فی احکام الصلوٰۃ بالجماعۃ (۱۱) الاربعین فی الوجد و الحال سے سرفراز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام اربعینات کو امت مسلمہ کی اصلاح احوال، پختگی عمل اور استقامت فی الدین میں مزید برکات کا ذریعہ بنائے (آمین بجاہ طٰہٰ، یٰسین ﷺ)۔ اس دور پر فتن میں جہاں ہر طرف سے باطل قوتیں اہل اسلام پر حملہ آور ہیں انکا مقابلہ کرنا ہر اہل نظر پر ضروری و لابدی ہے۔ اور تمام اہل اسلام کو بالخصوص اپنے وابستگان کو برے عقائد، برے اعمال اور برے خیالات سے بچا کر انہیں متوجہ الی اللہ جل وحدہ کرنا اور بارگاہ مصطفویہ ﷺ کا شیدائی بنانا اور صحابہ کرام و اہلبیت عظام علیہم الرضوان اور محسنین اسلام آئمہ دین علیہم الرحمہ کی کامل پیروی کا درس دینا ان کا فرض منصبی ہے۔ اس گئے گزرے دور میں اس فریضہ کی ادائیگی میں جو حضرات سرگرم نظر آتے ہیں ان میں راوی ریان شریف اور ان سے وابستہ خانقاہوں کا کردار بڑا اہم ہے۔ اللھم زد فزد

بہر حال اربعین وجد و حال کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ مؤمن کے دل میں صدق و سوز ہوتا ہے اس کی برکت سے وجد و حال کی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان استقامت، عزیمت اور قوت برداشت میں کوہ الوند سے بھی بلند تھے۔ ان کے قلوب مطہرہ پر انوار الٰہیہ اور توجہات نبویہ ﷺ کی بارش ہوتی تو اندر ہی اندر جذب ہوتی چلی جاتی۔ جبکہ بعد والوں کی ہمتیں اس قدر نہ تھیں۔ تو ان کے وجد و حال کے

واقعات بکثرت ملتے ہیں ورنہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے صدق و سوز سے در و دیوار وجد میں آجاتے تھے۔

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک بندہ جو کہ آپ ﷺ کے ننھیال سے تھا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس شخص کو قبیصہ کہا جاتا تھا اس نے آپ ﷺ پر سلام عرض کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور اسے مرحبا کہا اور آپ ﷺ نے فرمایا اے قبیصہ تو اب آیا ہے جبکہ تیری عمر بڑی ہو چکی ہے اور تیری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں اور تیری موت قریب آ چکی ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قریب نہ تھا کہ میں آپ ﷺ کے پاس آتا میری عمر بڑی ہو چکی ہے میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ اور میری موت قریب آچکی ہے اور میں لوگوں میں محتاج اور بے وقعت ہو گیا ہوں۔ پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیں جس کیساتھ اللہ تعالیٰ مجھے دنیا و آخرت میں نفع دے لیکن وہ الفاظ مجھ پر بھاری نہ ہوں کہ میں بوڑھا ہوں بھول جاتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے کیسے کہا اے قبیصہ! تو اس نے آپ ﷺ پر وہ کلمات دھرائے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

وَالَّذِی بَعَثَنِی بِالْحَقِّ مَا كَانَ حَوْلَكَ مِنْ حَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ وَلَا مَدَرٍ إِلَّا بَكَى لِقَوْلِكَ

قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کیساتھ بھیجا تیرے ارد گرد کوئی پتھر درخت اور ڈھیلا نہ تھا مگر یہ کہ وہ تیری بات پر رونے لگ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے قبیصہ ! جب تو صبح کرے اور نماز فجر پڑھ لے تو پس تم کہو سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ چار مرتبہ اسکے بدلے اللہ تعالیٰ تجھے چار چیزیں دنیا میں دے گا اور چار چیزیں آخرت میں دے گا پس دنیا میں یہ چار چیزیں دے گا کہ تجھے جذام برص اور فالج سے نجات دے گا اور چار چیزیں آخرت میں وہ یہ کہ تم کہو

اللَّهُمَّ اهْدِنِي مِنْ عِنْدِكَ، وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَيَّ رَحْمَتَكَ وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ

اے اللہ تو اپنی رحمت سے مجھے ہدایت دے اور اپنی مہربانی سے مجھ پر فضل فرما اور اپنی رحمت مجھ پر پھیلا دے اور اپنی برکات مجھ پر نازل فرما[1].

---

[1] اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ رضی اللہ عنہم جلد ؛ صفحہ مطبوعہ پشاور

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا صدق و سوز ذات باری تعالیٰ کیساتھ معاملہ بہت ہی نرالا اور منفرد تھا جیسا کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی اس اربعین میں مذکور ہے۔

اس انداز کا ایک واقعہ معجم الکبیر للطبرانی شریف میں موجود ہے

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْأَسْفَاطِيُّ، ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثنا أَبُو عَبْدِ اللهِ، صَاحِبُ الصَّدَقَةِ، ثنا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ لَهُ، إِذْ أَتَى عَلَى رَجُلٍ يَتَقَلَّبُ فِي الرَّمْضَاءِ ظَهْرًا لِبَطْنٍ، وَيَقُولُ: يَا نَفْسُ نَوْمٌ بِاللَّيْلِ، وَبَاطِلٌ بِالنَّهَارِ، وتُرَجِّينَ أَنْ تَدْخُلِي الْجَنَّةَ فَلَمَّا قَضَى ذَاتَ نَفْسِهِ أَقْبَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: دُونَكُمْ أَخُوكُمْ ، قُلْنَا: ادْعُ اللهَ لَنَا يَرْحَمْكَ اللهُ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ عَلَى الْهُدَى أَمْرَهُمْ، قُلْنَا: زِدْنَا، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ التَّقْوَى زَادَهُمْ،

قُلْنَا: زِدْنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: زِدْهُمِ اللّٰهُمَّ، وَفِّقْهُ، قَالَ:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْجَنَّةَ مَآبَهُمْ[1]

ترجمہ: حضور ﷺ دوران سفر ایک آدمی کی پاس سے گزرے جو سخت گرمی میں زمین پر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے اور اپنے آپ کو مخاطب ہو کر فرماتے تھے اے نفس ساری رات سویا رہتا ہے اور دن بھر باطل کاموں میں مصروف رہتا ہے اسکے باوجود جنت میں واقع کی امید رکھتا ہے (اسطرح وہ یہ عمل کر رہے تھے) جب وہ اس مجاہدہ اور نفس کی سرکوبی سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آدمی کو لازم کر لو یہ تمہارا بھائی ہے (یعنی اس کی صحبت کو غنیمت جانو،اس سے دعا کروالو ،اس سے برکات حاصل کرلو) صحابہ کرام علیہم الرضوان نے انہیں کہا کہ ہمارے لئے دعا کیجئے اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تو انہوں نے یہ دعا کی

اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ عَلَى الْهُدَى أَمْرَهُمْ

اے اللہ انکا معاملہ ہدایت پر جمع فرما (سارے ہدایت پر متفق رہیں)

[1] المعجم الکبیر جلد اول صفحہ ٢٩١

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پھر کہا کہ مزید دعا کیجئے تو انہوں نے یہ دعا کی

اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ التَّقْوٰی زَادَھُمْ

یا اللہ! تقوی انکا زادراہ بنادے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پھر مزید دعا کیلئے کہا تو حضور ﷺ نے اس مجاہدہ کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کیلئے مزید دعا کریں اور ساتھ ہی اللہ کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ! اسے مزید دعا کی توفیق عطا فرما تو انہوں نے تیسرا دعائیہ کلمہ یوں عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ الْجَنَّۃَ مَآبَھُمْ

(اے اللہ! جنت انکا ٹھکانا اور لوٹنے کی جگہ بنادے)

ہم مجموعی طور پر یوں عرض کریں گے

اَللّٰھُمَّ اجْمَعْ عَلَی الْھُدٰی أَمْرَنَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ التَّقْوٰی زَادَنَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ الْجَنَّۃَ مَآبَنَا

بندہ ناچیز عرض گزار ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان براہ راست نسبت رسول ﷺ کے حامل ہونے کے باوجود اس قدر جفاکشی، فاقہ کشی اور مجاہدہ و ریاضت سے کام لیتے

تھے جب کہ ہم خوش نوش، خوش خور، خوش پوش، خوش رکاب رہ کر ان کے تواجد و احوال کی توقع رکھ سکتے ہیں اس گئے گزرے دور میں لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرنا اور نعمت خداداد کو دوسروں کے سینوں میں منتقل کر دینے کیلئے ہمہ تن مصروف رہنا یہ بہت بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بابرکت نفوس قدسیہ سے استفادہ کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ، یٰسین ﷺ

شیخ الحدیث مفتی ظہور احمد جلالی عفی عنہ

دار العلوم محمدیہ اہلسنت مانگامنڈی ضلع لاہور

11 رمضان المبارک 1442ھ بمطابق 24 اپریل 2021ء

جامع المعقول والمنقول، فضیلۃ الشیخ، سید عمر بن سلیم الدباغ الأعظمی
سابق معلم، جامعہ امام اعظم ابی حنیفہ النعمان اعظمیہ، بغداد، عراق
شیخ الحدیث جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد لله القائل: فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلۡجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوۡسٰى صَعِقًا وقال عز وجل ايضا لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ والصلاة والسلام على من ارتجّ أُحد تحت قدميه وحن الجذع اليه وسبح الطعام في كفه وسلّم الحجر عليه وعلى آله وصحبه الذين تأدبوا بحضرته وتشرفوا بتقبيل يديه وعلى أتباعهم ومن تبعهم بإحسان إلى يوم العرض عليه وبعد:

جاء في التعريفات للشريف الجرجاني في باب الواو: الوجد ما يصادف القلب ويرد عليه بلا تكلف وتصنع وقيل هو بروق تلمع ثم تخمد سريعا وأيضا قيل في الوجد إنه عجز الروح عن احتمال غلبة الشوق عند حلاوة الذكر ولأن حاله وجدانية قلبية يصعب تصورها فقد استصعب على البعض تعريفه.

و لا شك أن الوجد محله القلب حاله حال الوجدانيات القلبية كالفرح والشوق والحزن والألم وهذا المقام قد تعرض إليه السادة الصوفية وقيدوه بضابط الكتاب والسنة وقسموه إلى مراتب وأتوا له بشواهد وحكوا في ذلك بعض القصص التي جاء فيها ذكر الوجد وحال المتواجدين والذي يرجع إلى

مؤلفات السادة الصوفية سيجد هذا المبحث قد أشيع بحثا من حيث المعنى اللغوي والإصطلاحي ومن حيث الدليل على وجوده من الكتاب والسنة وأحوال بعض السلف الصالح وأصفياء الصالحين وها هو الأخ الفاضل الدكتور محمد سرفراز يطالعنا بهذا المؤلف الذي كتبه في شأن الوجد والحال وسرد فيه أربيعن حديثا تشير إلى أمر الوجد والحال وقد أعقب هذه المجموعة من الأحاديث بجملة من المسائل التي تتعلق بهذا الباب وما قيل فيه من أقوال الفقهاء فجزاه الله خيرا على هذا المؤلف الذي هو ليس شائعا ولم يتناوله الكثير من أهل العلم على إعتبار أن هذا الأمر من الوجدانيات القلبية التي قلّ من يخوض غما بها والحمد الله الذي بنعمته تتم الصالحات

الفقير إلى رحمة ربه الأكرم السيد عمر بن سليم الدباغ الأعظمي
الإمام السابق بجامع الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان
الأعظمية بغداد العراق

میزانِ حروف : ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ انوارِ رضا جوہر آباد، مدیر سوئے حجاز لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

قریب ہو کر جو کوئی دیکھے عجیب حالت ہے اہل دل کی

کبھی دو عالم سے باخبر ہیں کبھی خود اپنا پتہ نہیں ہے

وجد ایک کیفیت ہے۔ایسی کیفیت جسے فقط محسوس کیا جا سکتا ہے بیان نہیں کیا جا سکتا۔کسی سے پوچھا، کیا کھا رہے ہو؟ جواب ملا آم کھا رہا ہوں۔پھر پوچھا یہ کیسا ہے؟ جواب ملا، میٹھا ہے یا کھٹا ہے؟ اب اگر پوچھا جائے کہ میٹھا کیا ہوتا ہے یا کھٹا کیسا ہوتا ہے؟ تو اس کا جواب کیا ہو گا؟

ذائقہ کو فقط محسوس کیا جا سکتا ہے بیان نہیں کیا جا سکتا، آم کھاؤ تو تمہیں معلوم ہو گا کہ میٹھا کیسا ہوتا ہے اور کھٹا کیسا۔یہی معاملہ وجد و حال کا ہے جس کا تعلق عالم بیان سے نہیں ہے بلکہ عالم محسوسات کیساتھ ہے۔اس کیفیت کا علم فقط اسے ہے جو اس کیفیت سے لذت آشنا ہوتا ہے۔

مشکوۃ کتاب العلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ ارشاد فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو ایسے علوم حاصل کئے جو پوشیدہ تھے۔ان میں سے ایک

کو تم لوگوں کے سامنے بیان کیا مگر دوسرا نہیں۔ اگر وہ بیان کروں تو میرا گلا ہی کاٹ دیا جائے۔ شریعت و طریقت کے موضوع پر حضرت شیخ محقق برکۃ المصطفیٰ فی الھند محقق علی الطلاق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "روضات "اردو ترجمہ مولوی ثناءاللہ ندوی نے کیا۔ رقمطراز ہیں کہ عوام کو باطنی معنی معلوم نہیں۔ ہر چند کہ یہ اسرار عوام میں مشہور ہو گئے ہیں لیکن ان کے انوار آیات واحادیث پر عمل کرتے ہیں اور باطنی معانی کے دروازے ان پر اب بھی نہیں کھلے۔

اسرار ازل بقال نتواں دانست　　　بے نشہ ءوجد وحال نتواں دانست
تا کسب کمال نکنی ایں معنی　　　از گفتہ کسے کمال نتواں دانست

ترجمہ: ازل کے اسرار فال دیکھ کر معلوم نہیں ہو سکتے اس کو وجد وحال کی کیفیت کے بغیر نہیں جانا جا سکتا۔ جب تک خود کمال حاصل نہ کرے دوسروں کے بتانے سے کمال معلوم نہیں ہو سکتا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ میں وجد وحال کو ایک خاص مقام حاصل ہے اور یہ کیفیت حضرت آخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتہم القدسیہ کے دم قدم سے اس سلسلہ میں خوب ظاہر ہوئی۔ جسے میں نے خود بیسیوں مرتبہ محافل و مجالس میں ملاحظہ کیا۔ گرامی قدر حضرت آخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن دامت برکاتہم القدسیہ (المعروف

مبارک سرکار) سے کوئی اکیس برس قبل خانقاہ عالیہ و جامعہ سیفیہ مجددیہ نقشبندیہ منڈی کس کھجوری خیبر ایجنسی میں کثیر مشائخ و علماء کے ہمراہ ہوئی جو تقریباً ساڑھے چھ گھنٹے تک جاری رہی۔سچ یہ ہے کہ ایک متبحر عالم و عارف تھے ان کا کثیر مطالعہ مستحضر تھا۔ حوالہ جات اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ وہ کلام کرتے تھے اور صاحبِ حال تھے۔ خدا کی شان کہ کم و بیش گیارہ برس ان سے رابطہ رہا کبھی دوبارہ تعارف کی ضرورت نہ پڑی۔ ان کی مجلس میں وجد وحال نمایاں حیثیت کے ساتھ جاری رہتے تھے حتیٰ کہ جب لاہور شیخ زید ہسپتال میں زیر علاج تھے تو باہر کمرے کی کھڑکیوں سے جھانکنے والے سالکین تڑپتے بلکتے دکھائی پڑتے تھے،۔اب محترم کرنل صاحب نے وجد وحال کو موضوع سخن بنایا اور دلائل و براہین کے ساتھ کتاب خوب منظر عام پر لا رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب اہل تصوف کیلئے باد بہاری کا جھونکا ثابت ہو گی۔اہل طریقت کیلئے اس کی حیثیت خوشخبری جیسی ہے۔ رب کریم اسے قبول عام بخشے اور کرنل صاحب کو دارین میں جزائے خیر سے نوازے،آمین

غبار راہ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد

مدیر ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

13رمضان1442ھ بمطابق26اپریل2021

حرف آغاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَبۡدَعَ الۡاَفۡلَاكِ وَالۡاَرۡضِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ

الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

انسان کے پیدا کرنے کا مقصد اس کے پیدا کرنے والا رب عز و جل اپنے کلام میں فرماتا ہے

وَ مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ[1]

ترجمہ: اور نہیں پیدا کیا جن وانس کو مگر اپنی عبادت کیلئے۔

اللہ کے محبوب باعث تخلیق کائنات انسانوں کو بندگی یعنی عبادت کے اسلوب میں ڈھالنے کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اللہ کے اولوالعزم نبی، جد الانبیاء، خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں دعا فرمائی:

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ

---

[1] الذاریات: 56

وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[1]

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

لیکن رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہو گا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔

---

[1] البقرۃ: 129

[2] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ من الایمان

قرآن عظیم الشان میں متعدد جگہوں پر اطاعت خداوندی اور اطاعت رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ[1]

ترجمہ: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

لیکن انسان کے پیدا کرنے کا مقصد اپنی عبادت بتایا ہے فقط اطاعت نہیں۔ اس لئے کہ اطاعت عبادت کا درجہ اس وقت اختیار کرتی ہے جب انتہائی شدید محبت و وارفتگی کے ساتھ بے اختیار بلا تکلف ہو اور ایسا ہونے کے لئے جس کا حکم ماننا، مقصود ہو اس سے شدید ترین محبت چاہیئے۔ ایسی محبت جس میں حاکم کی ناراضگی کا ڈر ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی شدید محبت اور اطاعت اس لئے اللہ جل شانہ کی محبت اور اطاعت بن جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ[2]

ترجمہ: ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

---

[1] النساء: 59

[2] البقرۃ: 165

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ[1]

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کا یہ اسلوب اصحاب رسول ﷺ پر وجد وحال کی کیفیت میں نظر آتا تھا۔

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يَبْكِي فَقَالَ مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا أَبَا بَكْرٍ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا إِلَى الْأَزْوَاجِ وَالضَّيْعَةِ نَسِينَا كَثِيرًا قَالَ فَوَاللهِ إِنَّا لَكَذَلِكَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْنَا فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا لَكَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا رَجَعْنَا عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالضَّيْعَةَ

[1] النساء:80

وَنَسِينَا كَثِيرًا قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى الْحَالِ الَّذِي تَقُومُونَ بِهَا مِنْ عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِي مَجَالِسِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَعَلَى فُرُشِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً وَسَاعَةً وَسَاعَةً[1]

ترجمہ: حضرت ابو عثمان النہدی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے روتے ہوئے گزرے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا حنظلہ کیا ہوا؟ عرض کیا: حنظلہ منافق ہو گیا۔ اے (سیدنا) ابو بکر رضی اللہ عنہ! جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو ہم اس طرح ہوتے ہیں گویا کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں لیکن جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس سے لوٹتے ہیں تو اپنی بیویوں اور سامان دنیا میں مشغول ہو کر اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میرا بھی یہی حال

---

[1] اخرجہ ترمذی فی السنن، أبواب صفة القيامة

ہے۔ چلو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں چلتے ہیں۔ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حنظلہ تجھے کیا ہوا۔ عرض کیا۔ میں منافق ہوگیا یا رسول اللہ ﷺ کیونکہ جب ہم آپ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ جنت ودوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں لیکن جب ہم اپنے گھر بار اور بیویوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ان نصیحتوں کا اکثر حصہ بھول جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ اس حال پر باقی رہو جس پر میرے پاس سے اٹھ کر جاتے ہو تو فرشتے تمہاری مجالس، تمہارے بستروں اور تمہاری راہوں میں تم لوگوں سے مصافحہ کرنے لگیں۔ لیکن حنظلہ کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے اور کوئی کیسی۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ادب و محبت کے ساتھ حضور ﷺ کے سامنے ہوتے تھے تو اللہ جل شانہ کے انوار و تجلیات کے ورود کی وجہ سے ان کے قلوب مزین ہوتے تھے تو اس کا اثر ان کے اجسام پر وجد وحال کی صورت میں نظر آتا تھا۔

مثال کے طور پر جب جنگ تبوک کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سب سامان حتی کہ لباس تک خدمت میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا سلام بھیجا۔ اور جب یہ سلام حضور ﷺ کی زبان اقدس سے انہیں پہنچا تو وہ وجد میں جھومنے لگے۔ اسی طرح جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے خلق اور خلق میں مشابہ ہونے کا بتایا تو وہ وجد میں آکر بھاگنے لگے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعْفَرٌ وَزَيْدٌ قَالَ فَقَالَ لِزَيْدٍ أَنْتَ مَوْلَايَ فَحَجَلَ قَالَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَنْتَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي قَالَ فَحَجَلَ وَرَاءَ زَيْدٍ قَالَ وَقَالَ لِي أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ قَالَ فَحَجَلْتُ وَرَاءَ جَعْفَرٍ[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں، حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو میرا مولیٰ ہے! تو حضرت زید رضی اللہ عنہ (اس قول کی لذت سے وجد میں آکر) حجل یعنی ایک

[1] مسند احمد بن حنبل کذا فی مسند البزار و السنن الکبریٰ و شعب الایمان للبیہقی

پاؤں پر کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم سیرت و صورت میں میری طرح ہو! تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں! تو میں بھی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر رقص کرنے لگا۔

أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ حَدَّثَهُ أَنَّ شُفَيًّا الْأَصْبَحِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ دَخَلَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقَالُوا أَبُو هُرَيْرَةَ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ أَنْشُدُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَفْعَلُ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتُهُ

وَعَلِمْتُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً فَمَكَثَ قَلِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً أُخْرَى ثُمَّ أَفَاقَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً أُخْرَى ثُمَّ أَفَاقَ وَمَسَحَ وَجْهَهُ[1]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن مسلم رضی اللہ عنہ سے حضرت شفیا اصبحی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ وہ مدینہ میں داخل ہوئے، اچانک ایک آدمی کو دیکھا جس کے پاس کچھ لوگ جمع تھے، انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے جواباً عرض کیا: یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، شفیا اصبحی کا بیان ہے کہ میں ان کے قریب ہوا یہاں تک کہ ان کے سامنے بیٹھ گیا اور وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے، جب وہ حدیث بیان کر چکے اور تنہا رہ گئے تو میں نے ان سے کہا: میں آپ سے اللہ کا بار بار واسطہ دے کر پوچھ

---

[1] اخرجہ ترمزی فی السنن، ابواب الزھد، باب ما جاء فی الریاء والسمعۃ

رہاہوں کہ آپ مجھ سے ایسی حدیث بیان کیجئے جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سناہو اور اسے اچھی طرح جانا اور سمجھا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'ٹھیک ہے، یقینامیں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جسے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے بیان کیاہے اور میں نے اسے اچھی طرح جانا اور سمجھا ہے۔ پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے زور کی چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے، تھوڑی دیر بعد جب افاقہ ہواتو فرمایا: 'یقینامیں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اسی گھر میں بیان کیا تھا جہاں میرے سوا کوئی نہیں تھا، پھر دوبارہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے، پھر جب افاقہ ہواتو اپنے چہرے کو پونچھا اور فرمایا: ' ضرور میں تم سے وہ حدیث بیان کروں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے بیان کیا ہے اور اس گھر میں میرے اور آپ کے سوا کوئی نہیں تھا، پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے زور کی چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے، پھر جب افاقہ ہواتو اپنے چہرے کو پونچھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ربِ کریم نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت کریمہ نازل کی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا [1]

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔

یہ آیت ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم کے سامنے تلاوت فرمائی تو ایک نوجوان لڑکا سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے دل پر اپنا دست مبارک رکھا اس کا دل دھڑک رہا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہو لا الٰہ الا اللہ اور اس کے ساتھ ہی جنت کی خوش خبری سنادی۔ [2]

اس طرح اولیاء کرام کی محافل میں اللہ تعالیٰ کے ڈر اور محبت کے غلبہ سے لوگوں کے جنازے اُٹھ جاتے تھے۔ [3]

---

[1] التحریم:6

[2] الترغیب الترهیب، جلد 4، صفحہ 233

[3] بهجة الاسرار

یہ وجد و حال کی کیفیات بندوں پر اللہ کے ڈر اور اللہ کی محبت کے غلبہ ہونے سے وارد ہوا کرتی ہیں جو اطاعت کو عبادت کا درجہ دینے کا سبب بنتی ہیں۔ جس طرح پانی کے ساتھ شہد یا چینی رکھنے سے میٹھا نہیں ہوتا بلکہ اندر حل کرنے سے میٹھا ہوتا ہے اسی طرح دل کے اندر اللہ کی محبت اور خشیہ داخل ہونے سے بندہ بندگی والا ہوتا ہے یہ حضور ﷺ کی خیرات ہے

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِسْلَامُ عَلَانِيَةٌ ، وَالْإِيمَانُ فِي الْقَلْبِ ، ثُمَّ يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ وَيَقُولُ: التَّقْوَى هَاهُنَا ، التَّقْوَى هَاهُنَا[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اسلام واشگاف ہے اور ایمان دل میں ہے پھر آپ ﷺ اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے کہ تقویٰ یہاں ہے۔

اس کو مد نظر رکھتے ہوئے فقیر نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا[1] (اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس

---

[1] فقد أخرجه الإمام أحمد في المسند، وأبو يعلى وابن أبي شيبة في المصنف

سے منع فرمائیں باز رہو) کے مطابق چالیس احادیث بعنوان "الأربعین فی الوجد والحال" جمع کرنے کی سعی کی ہے۔

فقیر اس کاوش کو اپنے مرشدین کرام ،والدین کریمین ،اساتذہ، محبین متوسلین سالکین ادارہ ہذا کے اراکین، طلباء اور امت محمدیہ کے نام کرتا ہے اور دعا گو ہے کے یہ ہمارے اور پڑھنے والوں کے لئے دنیا میں آنے کا مقصد پورا کرنے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے۔

آمین بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الفقیر

ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی عفی عنہ

[1] الحشر: 7

محبت اور خشیت الٰہی میں کیفیاتِ وجد وجذب وحال۔احادیثِ نبویہ

1. عَنْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ أُحُدًا، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو احد پر چڑھے اچانک پہاڑ (احد) ان کے ساتھ (جوش مسرت سے) جھومنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ہے ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

2. عَنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَهَاجَتْ رِيحٌ فَوَقَعَ مَا كَانَ عَلَيْهَا مِنْ وَّرَقٍ نَخِرٍ وَبَقِيَ مَا كَانَ مِنْ وَّرَقٍ أَخْضَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مَثَلُ

---

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب المناقب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم «لو کنت متخذا خلیلا»، والسنن الترمذی، والسنن ابوداؤد

هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَقَالَ الْقَوْمُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ إِذَا اقْشَعَرَّ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ وَبَقِيَتْ لَهُ حَسَنَاتُهُ[1]

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ اچانک ہوا چلی اور درخت سے خشک پتے جھڑ گئے اور سبز پتے درخت کے ساتھ لگے رہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس درخت کی مثال کس کی طرح ہے؟ تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے جواب دیا اللہ عز و جل اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اس درخت کی مثال مومن جیسی ہے جب وہ (مومن) خشیت خداوندی سے کانپ جاتا ہے تو اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور نیکیاں یوں ہی باقی رہ جاتی ہیں۔

[1] اخرجه البیهقی فی شعب الإیمان۔ کتاب الخوف من الله تعالی، ومسند أبي یعلی، ومجمع الزوائد ومنبع الفوائد،

3. عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ابْكُوا، فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا[1]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا روا گر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔ آخرت کی یاد کر کے۔

4. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ فَإِنَّ لِي غُلَامًا نَجَّارًا قَالَ إِنْ شِئْتِ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِي صُنِعَ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ تَنْشَقُّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ

---

[1] اخرجه ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحزن والبكاء

الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ[1]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے لیے ایسی چیز نہ بنادوں جس پر آپ ﷺ بیٹھیں، میرا ایک لڑکا بڑھئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تیری خواہش ہے تو بنوا دے، آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کیا گیا جب جمعہ کا دن آیا تو نبی ﷺ اس منبر پر بیٹھے جو بنایا گیا تھا کھجور کا وہ تنا چیخنے لگا جس پر آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے یہاں تک کہ قریب تھا کہ پھٹ جائے نبی ﷺ اترے اس کو پکڑا اور اپنے سینے سے چمٹا لیا وہ تنا اس چھوٹے بچے کی طرح رونے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ٹھہر گیا اور فرمایا کہ یہ لکڑی اس بنا پر روئی کہ اس کے پاس جو ذکر ہوتا تھا اس کو سنتی تھی۔

[1] اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب البیوع، باب النجار

5. عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَجَعْفَرٌ، وَزَيْدٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَقَالَ لِزَيْدٍ: أَنْتَ مَوْلَايَ فَحَجَلَ، قَالَ: وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: أَنْتَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي ، قَالَ: فَحَجَلَ وَرَاءَ زَيْدٍ، قَالَ: وَقَالَ لِي: أَنْتَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْكَ، قَالَ: فَحَجَلْتُ وَرَاءَ جَعْفَرٍ[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے، نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا! آپ ہمارے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے خوشی میں رقص[2] کرنے لگے انہوں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا آپ ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: آپ تو صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہیں۔ انہوں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بعد خوشی میں رقص کیا۔ انہوں (حضرت علی

---

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ۔ مسند البزار، الآداب للبیہقی، سنن البیہقی الکبری، شعب الإیمان۔ البیہقی

[2] حجل فرط مسرت میں ایک پاؤں اٹھا کر اچھلنے کو کہتے ہیں جو وجد کی کیفیت ہے۔

رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں، تو میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بعد خوشی میں رقص کیا۔

یہی الفاظ بخاری میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کے آخر میں ہیں:

وَقَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَقَالَ لِزَيْدٍ: أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم صورت و سیرت میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہو اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو ہمارا بھائی اور مولا ہے۔

[1] اخرجہ البخاری فی الصحیح کتاب الصلح

6. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ ذَكَرَ اللهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتَّى تُصِيبَ الْأَرْضَ دُمُوعُهُ لَمْ يُعَذِّبْهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کا ذکر کیا، پھر خشیت کی وجہ سے اس کی آنکھیں بہہ پڑیں حتی کہ زمین پر بھی کچھ قطرات گر گئے تو اللہ قیامت کے روز اس کو عذاب نہ فرمائے گا۔

7. وَقَالَ أُبَيّ بِن كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : عَلَيْكُمْ بِالسَّبِيلِ وَالسُّنَّةِ، فَإِنَّهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ عَبْدٍ عَلَى السَّبِيلِ وَالسُّنَّةِ ذَكَرَ اللهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِ فَيُعَذِّبَهُ اللهُ أَبَدًا، وَمَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ عَبْدٍ عَلَى السَّبِيلِ وَالسُّنَّةِ ذَكَرَ اللهَ فِي نَفْسِهِ فَاقْشَعَرَّ جِلْدُهُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ، إِلَّا كَانَ مَثَلُهُ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ قَدْ يَبِسَ وَرَقُهَا فَهِيَ كَذَلِكَ إِذَا أَصَابَتْهَا رِيحٌ

---

[1] کنزالعمال، اخرجه المستدرك على الصحيحين، كتاب التوبة والإنابة، والطبرانی فی معجم الاوسط، باب الالف من اسمه احمد

شَدِيدَةٌ، فَتَحَاتَّ عَنْهَا وَرَقُهَا إِلَّا حَطَّ اللهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ، كَمَا تَحَاتَّ عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَرَقُهَا، وَإِنَّ اقْتِصَادًا فِي سَبِيلٍ وَسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنَ اجْتِهَادٍ فِي خِلَافِ سَبِيلٍ وَسُنَّةٍ، فَانْظُرُوا أَنْ يَكُونَ عَمَلُكُمْ إِنْ كَانَ اجْتِهَادًا أَوِ اقْتِصَادًا أَنْ يَكُونَ عَلَى مِنْهَاجِ الْأَنْبِيَاءِ وَسُنَّتِهِمْ[1]

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنالو کیونکہ خطۂ زمین پر کوئی ایسا نہیں ہے جو اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل پیرا ہوا اور اس کے دل میں اللہ کی یاد نہ ہو اور خشیت الٰہی سے اس کی آنکھیں اشکبار نہ ہوں اور ایسے شخص کو اللہ رب العالمین ابدی عذاب میں مبتلا فرمائے۔ اسی طرح خطہ زمین پر بسنے والوں میں کوئی فرد ایسا نہیں جو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور خشیت الٰہی سے اس کے رونگٹے کھڑے نہ ہو جائیں۔ تمثیلاً اس کو اسی طرح سمجھا جائے کہ ایک خشک درخت کھڑا ہے اور ایک تند و تیز ہوا نے اس کے پتے گرا دیئے۔ اسی طرح اسوہ رسول پر عمل اور خشیت الٰہی سے اس شخص کے گناہ پتوں کی طرح گر جاتے

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الاول

ہیں اور وہ شخص نیک شمار ہونے لگتا ہے۔ بلاشبہ کتاب وسنت پر عمل کرنا ان اعمال کے مقابلہ میں جو خلاف کتاب وسنت ہوں نہ صرف بہتر بلکہ لازم و ضروری بھی ہیں۔ اے افراد ملت تم اپنے اعمال کا جائزہ لو اور اپنے اعمال میں اعتدال رکھو اور یہ کوشش کرو کہ تمہارے اعمال سنت رسول علیہم الصلوٰۃ و السلام کے مطابق ہوں۔

8. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ لِجَدَّتِي أَسْمَاءَ: كَيْفَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعُوا الْقُرْآنَ قَالَتْ: تَدْمَعُ أَعْيُنُهُمْ وَتَقْشَعِرُّ جُلُودُهُمْ كَمَا نَعَتَهُمُ اللهُ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ میں نے اپنی دادی اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے کرتے تھے جب وہ قرآن سنتے تھے تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسے تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

---

[1] اخرجه البیهقی فی شعب الایمان، تعظیم القرآن، فصل فی البکاء فی قراءۃ القرآن

9. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَوَّلُ مَا سَمِعْنَا بِالْفَالُوذَجِ، أَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ تُفْتَحُ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ، فَيُفَاضُ عَلَيْهِمْ مِنَ الدُّنْيَا، حَتَّى إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الْفَالُوذَجَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَا الْفَالُوذَجُ، قَالَ: يَخْلِطُونَ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ جَمِيعًا، فَشَهِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذَلِكَ شَهْقَةً[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ہم نے فالودہ کا نام اس طرح سنا کہ جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا آپ ﷺ کی امت کو زمین میں فتح حاصل ہو گی اور خوب دنیا ملے گی۔ یہاں تک کہ وہ فالودہ کھائے گی۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا فالودہ کیا ہے؟ فرمایا گھی اور شہد ملا کر بنتا ہے۔ یہ سن کر نبی ﷺ کی آواز گلوگیر (رونے جیسی) ہو گئی۔

[1] اخرجه ابن ماجه في السنن، أبواب الأطعمة، باب الخبز الملبق بالسمن

10. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَبْكِي أَحَدٌ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ فَتَطْعَمَهُ النَّارُ حَتَّى يَرِدَّ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي مَنْخَرَيْ مُسْلِمٍ أَبَدًا[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے اس کو دوزخ کی آگ اس وقت تک نہیں چھو سکتی جب تک کہ دودھ چھاتی میں واپس نہیں آتا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے مسلمان کے نتھنوں میں دوزخ کا دھواں اور جہاد کا غبار اکٹھا نہیں ہو سکتے۔

11. أَنَّ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الأَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى فَقَالَ: اسْأَلُوا اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ[2]

[1] اخرجه النسائي في السنن، كتاب الجهاد، فضل من عمل في سبيل الله على قدمه

[2] اخرجه الترمذي في السنن، أبواب الدعوات عن رسول الله ﷺ

ترجمہ: حضرت معاذ بن رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہو کر رونے لگے پھر فرمایا (ہجرت کے) پہلے سال نبی اکرم ﷺ بھی جب منبر پر کھڑے ہوئے تو روئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت مانگا کرو۔ کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے بڑھ کر بہتر کوئی چیز نہیں۔

12. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أُقْرِئَكَ الْقُرْآنَ قَالَ: آللهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ: نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں تم کو قرآن پڑھاؤں پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام آپ سے لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! پوچھا کیا پروردگار عالم کے

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب مناقب تفسیر القرآن، باب {کلا لئن لم ینته لنسفعا بالناصیة ناصیة کاذبة خاطئة}

پاس میرا ذکر ہوا؟ آپ نے فرمایا ہاں ! تو ان کی دونوں آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

13. عن ابی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ فَقَالُوا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ عَلَيْكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ أَغَارُ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک محل کے گوشہ میں ایک حسین عورت بیٹھی ہے اور میں ہوں، میں نے دریافت کیا یہ (محل) کس کا ہے، جواب دیا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے، تمہاری غیرت یاد کر کے میں الٹا چلا آیا، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجلس میں رونے لگے اور کہا آپ پر میرے والدین قربان یا رسول اللہ ﷺ ! بھلا میں آپ سے غیرت کروں گا۔

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب النکاح، باب الغیرة

14. عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَقَرَأْتُ النِّسَاءِ حَتَّى إِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ لِي كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! مجھے قرآن شریف سناؤ، میں نے عرض کیا، بھلا آپ مجھ سے کیا سنتے ہیں آپ ﷺ ہی پر تو وہ اتارا گیا ہے، آپ ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے دوسرے سے سننا زیادہ پسند ہے، تب میں نے سورہ نساء پڑھنا شروع کی اور جب میں (فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا پر پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ٹھہر جاؤ، میں نے دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک ٹپک کر گر رہے تھے۔

[1] اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب البکاء عند قراءۃ القرآن، والصحیح مسلم، والترمذی

15. عن عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا، فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي، كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ، إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ، بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ ـ وَأُرَاهُ قَالَ: وَقُتِلَ حَمْزَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ـ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ ـ أَوْ قَالَ: أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا ـ وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا، ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ[1]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزہ دار تھے تو کہا کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے، ایک چادر میں انہیں کفن دیا گیا کہ اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا تو دونوں پاؤں کھل جاتے اور اگر دونوں پاؤں چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا اور میرا خیال ہے کہ شاید یہ بھی کہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور وہ ہم سے بہتر تھے پھر ہم پر دنیا وسیع کر دی گئی یا یہ کہا کہ ہمیں دنیا دی گئی اور ہمیں خوف ہوا

---

[1] اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجنائز، باب إذا لم يوجد إلا ثوب واحد

کہ ہماری نیکیاں جلد دے دی گئیں پھر رونے لگے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔

16. عَنْ مُطَرِّفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ يَعْنِي: يَبْكِي[1]

ترجمہ: حضرت مطرف رضی اللہ عنہ نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن خبر رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے کہ میں خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا آپ ﷺ اس وقت نماز میں مشغول تھے اور آپ ﷺ کے مبارک سینہ سے اس طرح کی آواز محسوس ہو رہی تھی کہ جس طرح کی آواز تکلے (ہانڈی) میں سے آتی ہے۔

17. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ شِبْتَ، قَالَ: شَيَّبَتْنِي هُودٌ، وَالْوَاقِعَةُ، وَالْمُرْسَلَاتُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ[2]

---

[1] اخرجه النسائی فی کتاب السهو: باب البكاء فی الصلاة

[2] اخرجه الترمذی فی أبواب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ باب: ومن سورة الواقعة

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے سورت ہود، واقعہ، مرسلات، عَمَّ یَتَسَاءَلُونَ اور إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ نے بوڑھا کر دیا ہے۔

18. عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ، تَلَقَّاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا نَظَرَ جَعْفَرٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَلَ إِعْظَامًا مِنْهُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَّلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَقَالَ لَهُ: يَا حَبِيبِي، أَنْتَ أَشْبَهُ النَّاسِ بِخَلْقِي وَخُلُقِي، وَخُلِقْتَ مِنَ الطِّينَةِ الَّتِي خُلِقْتُ مِنْهَا، يَاحَبِيبِي، حَدِّثْنِي عَنْ بَعْضِ عَجَائِبِ أَرْضِ الْحَبَشَةِ قَالَ: نَعَمْ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ فِي بَعْضِ طُرُقِهَا، إِذَا أَنَا بِعَجُوزٍ عَلَى رَأْسِهَا مِكْتَلٌ، وَأَقْبَلَ شَابٌّ يَرْكُضُ عَلَى فَرَسٍ لَهُ، فَزَحَمَهَا، وَأَلْقَى الْمِكْتَلُ عَنْ رَأْسِهَا، فَاسْتَوَتْ

قَائِمَةً، وَأَتْبَعَتْهُ الْبَصَرُ، وَهِيَ تَقُولُ: الْوَيْلُ لَكَ غَدًا إِذَا جَلَسَ الْمَلِكُ

عَلَى كُرْسِيِّهِ، فَاقْتَصَّ لِلْمَظْلُومِ مِنَ الظَّالِمِ. قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:

فَنَظَرْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ دُمُوعَهُ

لَتَنْحَدِرُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِثْلَ الْجِمَارِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: لَا قَدَّسَ اللهُ أُمَّةً لَا يَأْخُذُ الْمَظْلُومُ حَقَّهُ مِنَ الظَّالِمِ، غَيْرَ مُتَعْتَعٍ[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سرزمین حبشہ سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ ان سے ملے جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو اپنے آپ کو خوشی و انکساری سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے رقص کرتے ہوئے پیش کیا حضور ﷺ نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا اے میرے محبوب تم میری شکل اور اخلاق کے سب لوگوں سے زیادہ مشابہ ہو تم بھی اس مٹی سے بنے ہو جس سے اللہ تعالٰی نے مجھے بنایا ہے مجھے حبشہ کی سرزمین کے بعض عجائبات بتاؤ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

[1] اخرجہ الطبرانی فی المعجم الاوسط، باب المیم من اسمہ: محمد

نے عرض کی جی ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان یارسول اللہ ﷺ میں کسی رستہ پر کھڑا تھا تو ایک بوڑھی عورت اپنے سر پر ٹوکری رکھی ہوئی تھی ایک نوجوان آیا وہ گھوڑے پر سوار تھا اس نے اس ٹوکری کو ٹھوکر ماری تو وہ ٹوکری اس کے سر سے گری وہ عورت سیدھی کھڑی ہوئی اور اس کی طرف دیکھنے لگی اور کہہ رہی تھی تیرے لئے ہلاکت ہو جب بادشاہ کرسی پر بیٹھے گا مظلوم کو ظالم سے بدلہ دلوائے گا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کنکریوں کی مثل پھر حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کو پاک نہیں کرتا جس میں مظلوم کو ظالم سے بدلہ نہ دلوایا جائے۔

طبقات ابن سعد میں ہے:

فَقَامَ جَعْفَرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَحَجَلَ حَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

ترجمہ: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد حلقے میں رقص کرنے لگے۔

[1] الطبقات الکبریٰ۔ والسلسلۃ الصحیحۃ الکاملۃ۔ وفتح الباری

امام الحافظ البیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَفِي هَذَا إِنْ صَحَّ دَلَالَةٌ عَلَى جَوَازِ الْحَجْلِ وَهُوَ أَنْ يَرْفَعَ رِجْلاً وَيَقْفِزَ عَلَى الأُخْرَى مِنَ الْفَرَحِ فَالرَّقْصُ الَّذِي يَكُونُ عَلَى مِثَالِهِ يَكُونُ مِثْلَهُ فِي الْجَوَازِ وَاللهُ أَعْلَمُ[1]

ترجمہ: اس حدیث میں صحیح ثبوت اور جواز ہے حجل (رقص) کا جس میں خوشی کی حالت میں اوپر اٹھنا اور کودنا شامل ہے اور اسی طرح رقص کرنے کا بھی جواز ہے جو اس جیسا ہو۔ واللہ اعلم

19. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا، فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هَذَا فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْهُ، قَالَ: فَارْفَضَّ عَرَقًا[2]

---

[1] سنن البیہقی الکبری

[2] اخرجہ الترمذی فی السنن، ابواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ بنی إسرائیل، ومسند الإمام أحمد بن حنبل، وصحیح ابن حبان

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں نبی اکرم ﷺ کے لیے براق لایا گیا جس کو لگام ڈالی ہوئی اور زین کسی ہوئی تھی۔ اس نے شوخی کی تو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تو محمد ﷺ کے ساتھ ایسی شوخی کر رہا ہے۔ آج تک تجھ پر اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ عزیز سوار نہیں ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اسے پسینہ آ گیا۔

20. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللهِ حَتَّى يَقُولُوا: مَجْنُونٌ[1]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔

21. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ إِنَّكُمْ تُرَاءُونَ[2]

---

[1] اخرجه مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدری رضی اللہ عنہ، و صحیح ابن حبان۔ و مجمع الزوائد

[2] اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير، بان العين باب أبو الجوزاء، عن ابن عباس، حلية الأولياء و طبقات الأصفياء، و شعب الإيمان۔ البيهقی

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ذکر اس قدر کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہیں۔

22. عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اقْشَعَرَّ جِلْدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ تَحَاتَّتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يَتَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ الْيَابِسَةِ وَرَقُهَا[1]

ترجمہ: حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب مومن کی جلد اللہ کے خوف سے حرکت کرتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح خشک درخت سے اس کے پتے گرتے ہیں۔

23. عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَجَفَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَحَاتَّتْ خَطَايَاهُ كَمَا يَتَحَاتُّ عَذْقُ النَّخْلَةِ[2]

---

[1] اخرجه البيهقي في شعب الايمان، باب في الخوف من الله تعالى، والمسند البزار،

[2] اخرجه الطبراني في المعجم الاوسط ۔ باب الميم ۔ من بقية من أول اسمه ميم من اسمه موسى

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب مومن کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح پکی کھجوریں گرتی ہیں۔

24. عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقُّوا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْتَنِمُوا الدُّعَاءَ عِنْدَ الرِّقَّةِ فَإِنَّهَا رَحْمَةٌ[1]

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس تلاوت قرآن کر رہے تھے تو آپ پر رقت طاری ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان رقت کی گھڑیوں میں دعا کرنا غنیمت جانو یہ اللہ کی رحمت کی گھڑیاں ہے۔

25. عَنْ مُطَرِّفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

---

[1] الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلك، مسند الشهاب، و كنز العمال، و كشف الخفا

ترجمہ: حضرت مطرف رضی اللہ عنہ کے والد (حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ رونے کی بنا پر آپ ﷺ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے چکی چلنے کی آواز ہوتی ہے۔

26. سَمِعْتُ خَالِدًا الْحَذَّاءِ قَالَ : كَانَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِذَا سَرَّحَ رُسُلَهُ ؛ يُحْيُونَ الْمَوْتَى قَالَ : فَكَانَ يَقُولُ لَهُمْ : قُولُوا كَذَا ، قُولُوا كَذَا فَإِذَا وَجَدْتُمْ قُشَعْرِيرَةً وَدَمْعَةً ، فَادْعُوا عِنْدَ ذَلِكَ[2]

ترجمہ: حضرت خالد الحذاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنے قاصدوں کو بھیجتے تھے کہ وہ مردوں کو زندہ کریں تو ان سے فرماتے کہ تم یہ کہنا اور تم یہ کہنا جب تم کپکپی اور آنسو کو دیکھو تو اس وقت دعا کرنا۔

---

[1] اخرجه ابوداؤد فی السنن، باب تفریع أبواب الركوع والسجود باب البكاء فی الصلاة۔ والصحیح ابن حبان۔ والمسند امام احمد حنبل

[2] كتاب الزهد أحمد بن حنبل۔ من مواعظ عيسى عليه السلام، والدر المنثور

27. سَمِعْتُ أَبَا عِمْرَانَ الْجَوْنِيَّ، يَقُولُ: وَعَظَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْمَهُ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَوْمًا فَشَقَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَمِيصَهُ، فَأَوْحَى اللهُ تَعَالَى إِلَى مُوسَى: قُلْ لِصَاحِبِ الْقَمِيصِ لَا يَشُقَّ قَمِيصَهُ لِيَشْرَحَ لِي عَنْ قَلْبِهِ[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو عمران جونی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے وعظ فرمایا جسے سن کر ایک شخص نے اپنی قمیص پھاڑ دی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اس سے فرماؤ کہ اپنے دلی جذبات دکھانے کے لئے اپنی قمیص نہ پھاڑے۔

28. عَنْ أَبِي أَرَاكَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ: صَلَّى عَلِيٌّ الْغَدَاةَ ثُمَّ لَبِثَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ قِيدَ رُمْحٍ، كَأَنَّ عَلَيْهِ كَآبَةً، ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ أَثَرًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا أَرَى أَحَدًا يُشْبِهُهُمْ، وَاللهِ إِنْ كَانُوا لَيُصْبِحُونَ شُعْثًا غُبْرًا صُفْرًا، بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ مِثْلُ رُكَبِ الْمِعْزَى، قَدْ بَاتُوا يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ، يُرَاوِحُونَ بَيْنَ

---

[1] حلية الأولياء وطبقات الأصفياء فمن الطبقة الأولى من التابعين، كتاب الزهد أحمد بن حنبل۔

أَقْدَامِهِمْ وَجِبَاهِهِمْ، إِذَا ذُكِرَ اللهُ مَادُوا كَمَا تَمِيدُ الشَّجَرَةُ فِي يَوْمِ رِيحٍ، فَانْهَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى تَبُلَّ وَاللهِ ثِيَابَهُمْ، وَاللهِ لَكَأَنَّ الْقَوْمَ بَاتُوا غَافِلِينَ[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو اراکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار امیر المؤمنین مولا مشکل کشا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد آفتاب کے ایک نیزہ بلند ہونے تک اسی جگہ افسردہ حالت میں تشریف فرما رہے، پھر فرمانے لگے کہ "میں نے رسولِ کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کو دیکھا ہے، لیکن تم میں سے کوئی بھی ان کے مشابہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ صبح اس حال میں کرتے کہ بال بکھرے ہوتے، بدن گرد آلود اور چہرہ زرد ہوتا تھا ایسے لگتا جیسے لوگ ان کے سامنے تعزیت کرنے کے لئے جمع ہیں اور رات تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے کبھی اپنے قدموں پر زور دیتے تو کبھی اپنی پیشانیوں پر۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتے تو اس طرح جھومتے جس طرح آندھی میں درخت جھومتا

[1] اخرجه ابونعيم الاصبهاني في حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، المجالسة وجواهر العلم

ہے۔ پھر ان کی آنکھیں اس قدر آنسو بہاتیں کہ اللہ کی قسم ان کے کپڑے بھیگ جایا کرتے اور اب تو اللہ کی قسم! لوگ غفلت میں رات گزارتے ہیں۔

وَرَوَى أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ عَيَّاضٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى أَنَّهُ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا ذَكَرُوْا اللهَ تَمَايَلُوْا يَمِيْنًا وَشِمَالًا كَمَا تَتَمَايَلُ الشَّجَرَةُ بِالرِّيْحِ الْعَاصِفِ إِلٰى أَمَامٍ ثُمَّ إِلٰى وَرَاءَ

اصحاب رسول جب اللہ کا ذکر کرتے تو دائیں بائیں ایسے ہچکولے کھا رہے ہوتے جیسے سخت آندھی والے دن درخت آگے اور پیچھے ہچکولے کھا رہے ہوتے ہیں۔

29. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا إِذَا كُنَّا عِنْدَكَ فَحَدَّثْتَنَا رَقَّتْ قُلُوْبُنَا فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ وَفَعَلْنَا وَفَعَلْنَا

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ تِلْكَ السَّاعَۃَ لَوْ تَدُومُونَ عَلَیْھَا لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں ہوتے ہیں، آپ ﷺ ہم سے احادیث بیان فرماتے ہیں تو ہمارے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور جب ہم آپ ﷺ کی مجلس سے نکل جاتے ہیں تو اپنے بیوی بچوں میں مگن ہو جاتے ہیں اور اپنے کاموں میں لگ جاتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا اگر ہمیشہ تمہاری یہ کیفیت رہنے لگے تو فرشتے تم سے مصافحہ کرنے لگیں۔

30. عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: وَکَانُوا یَجْتَمِعُونَ ھُوَ وَإِخْوَانُہُ وَیَتَحَدَّثُونَ فَلَا یَرَوْنَ تِلْكَ الرِّقَّۃَ، قَالَ: فَیَقُولُونَ: یَا صَفْوَانُ، حَدِّثْ

[1] أخرجه الترمذي في السنن، أبواب أبواب صفة الجنة عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في صفة الجنة ونعيمها۔ و مسند الإمام أحمد بن حنبل

أَصْحَابَكَ، قَالَ : فَيَقُولُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ ، قَالَ : فَيَرِقُّ الْقَوْمُ وَتَسِيلُ

دُمُوعُهُمْ كَأَنَّهَا أَفْوَاهُ الْمَزَادَةِ[1]

ترجمہ: حضرت صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی اکٹھے ہوتے اور باہم گفتگو کرتے۔ لیکن وہ رقت کے آثار نہ دیکھتے۔ راوی کہتے ہیں۔ پھر لوگ کہتے۔ اے صفوان! آپ اپنے ساتھیوں سے کوئی گفتگو کریں۔ راوی کہتے ہیں۔ حضرت صفوان کہتے۔ الحمد للہ۔ اس پر لوگوں پر رقت طاری ہو جاتی اور ان کے آنسو یوں بہہ پڑتے۔ گویا کہ مشکیزوں کے منہ ہیں۔

31. حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، قَالَ: كَانَ أَبُو صَالِحٍ يَؤُمُّنَا، فَكَانَ لاَ يُبَيِّنُ

الْقِرَائَةَ مِنَ الرِّقَّةِ[2]

ترجمہ: حضرت اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ بعض اوقات ان پر اتنی رقت طاری ہو جاتی کہ قرأت کو واضح نہ کر سکتے تھے۔

---

[1] اخرجه ابن ابی شیبة فی المصنف، کتاب الزهد، کلام صفوان بن محرز۔ وحلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء

[22] اخرجه ابن ابی شیبة فی المصنف، کتاب الزهد، حدیث عبد الأعلی

32. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ قَالَ يَقُولُ اللهُ أَنَا الْجَبَّارُ أَنَا الْمُتَكَبِّرُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمُتَعَالِي يُمَجِّدُ نَفْسَهُ قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَدِّدُهَا حَتَّى رَجَفَ بِهِ الْمِنْبَرُ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَخِرُّ بِهِ[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے منبر پر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ اور نبی کریم ﷺ کہنے لگے کہ پروردگار اپنی بزرگی خود بیان کرے گا اور کہے گا کہ میں ہوں جبار، میں ہوں متکبر، میں ہوں بادشاہ، میں ہوں غالب، یہ کہتے ہوئے نبی کریم ﷺ منبر پر کانپنے لگے

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، سنن النسائی الکبریٰ

یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے ہی نہ گر جائیں۔

33. عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمًا فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرُعِدَ حَتَّى رُعِدَتْ ثِيَابُهُ[1]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اتنا کہتے ہی وہ کانپنے لگے اور ان کے کپڑے ہلنے لگے۔

34. عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ جِبْرِيلَ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ فَانْتَفَضَ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سَبْعِينَ حِجَابًا مِنْ نُورٍ، لَوْ دَنَوْتُ مِنْ أَدْنَاهَا لَاحْتَرَقْتُ[2]

ترجمہ: حضرت زرارہ ابن اوفٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا تم نے

---

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن مسعود رضی الله تعالی عنه

[2] اخرجه البغوی فی مصابیح السنة، کتاب أحوال القیامة وبدء الخلق، باب بدء الخلق وذکر الأنبیاء علیهم السلام۔ مشکوة المصابیح

اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام یہ سن کر تھر تھر کانپنے لگے اور پھر بولے محمد ﷺ میرے اور اللہ کے درمیان نور کے ستر پردے ہیں اگر ان پردوں میں سے کسی پردے کے قریب ہونے کے لیے ایک انگشت برابر بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں۔

35. الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ وَعَظَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ هَذِهِ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا[1]

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وعظ فرمایا: جس سے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور دل کانپ اٹھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے، آپ ہم سے کسی چیز کا عہد لے لیں۔

---

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، أبواب العلم عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة۔ والسنن ابن ماجه۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل

36. قَالَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ إِلَى خَدِيجَةَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ[1]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔

37. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَحْسَسْتُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ رِقَّةً فَاغْتَنِمُوا الدُّعَاءَ[2]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اپنے دلوں میں رقت (خوف خدا یا رونا) محسوس کرو تو دعا کرنے کو غنیمت جانو۔

38. عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بُكَاءُ الْعُيُونِ وَخَشْيَةُ الْقُلُوبِ بِرَحْمَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِذَا وَجَدْتُمُوهَا فَاغْتَنِمُوا الدُّعَاءَ[1]

---

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب أحادیث الأنبیاء۔ والصحیح مسلم۔ و مسند الإمام أحمد بن حنبل

[2] کنزالعمال، جامع الحدیث

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رونے والی آنکھیں اور خشیت والے دل اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہیں جہاں کہیں انہیں پالو تو دعا کو غنیمت جانو۔[1]

39. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، ابْكُوا، فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا؛ فَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يَبْكُونَ حَتَّى تَسِيلَ دُمُوعُهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ كَأَنَّهَا جَدَاوِلُ حَتَّى تَنْقَطِعَ الدُّمُوعُ فَتَسِيلَ الدِّمَاءُ، فَتَقْرَحَ الْعُيُونَ، فَلَوْ أَنَّ سُفُنًا أُجْرِيَتْ فِيهِ لَجَرَتْ[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (اے لوگوں! خدا کے خوف سے روؤ اور رونا چونکہ اختیاری چیز نہیں ہے اس لیے اگر تمہیں رونا نہ آئے تو بتکلف روؤ (یعنی ان احوال کا تصور کرو جو خوف الٰہی سے رلادے اور رقت طاری کردے) حقیقت

---

[1] اخرجه الديلمى فى الفردوس بمأثور الخطاب۔ باب الالف

[2] اخرجه البغوى فى شرح السنة، كتاب الفتن، باب صفة النار وأهلها نعوذ بالله منها۔ و مسند أبي يعلى۔ مسند عبد الله بن المبارك

یہ ہے کہ دوزخی جہنم میں روئیں گے اور ان کے آنسو خون بن کر ان کے رخساروں پر اس طرح بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں اور جب ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون بہنا شروع ہو جائے گا اور آنکھیں لہولہان ہو جائیں گی ان کی آنکھوں سے بہنے والے خون اور آنسو کی زیادتی اس درجہ کی ہو گی کہ اگر ان کے آنسوؤں کے بہاؤ میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو یقیناً وہ چلنے لگیں۔

40. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جَاءَ أَهْلُ الْيَمَنِ، هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً، الْإِيمَانُ يَمَانٍ، وَالْفِقْهُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ[1]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یمن والے آئے ہیں یہ بہت نرم دل ہیں ایمان بھی یمنی اچھا ہے شریعت فہمی بھی یمنی اور حکمت بھی یمنی۔

41. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا،

[1] اخرجه المسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، والصحيح البخاري، والسنن الترمذي

كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ. فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد ایک دن حضرت ابو بکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بولے کہ آؤ، ام ایمن کے ہاں چلیں اور ان کی زیارت کریں جس طرح رسول کریم ﷺ ان کی ملاقات کو تشریف لے جایا کرتے تھے چنانچہ جب ہم تینوں (یعنی میں اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم) ام ایمن کے ہاں پہنچے تو وہ (ہمیں دیکھ کر) رونے لگیں، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا کہ کیوں روتی ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے اللہ کے ہاں (درجات و مراتب اور اعزاز و انعام کی

[1] اخرجہ المسلم فی الصحیح، کتاب الفضائل باب من فضائل أم أيمن رضی اللہ عنہا

صورت میں) جو کچھ ہے وہ بہتر ہے ام ایمن بولیں: میرے رونے کا سبب یہ نہیں ہے کہ میں اس بات سے لاعلم ہوں کہ اللہ کے ہاں رسول ﷺ کے لیے جو کچھ ہے بہتر ہی بہتر ہے (کیونکہ یہ تو بالکل ظاہری چیز ہے اور ہر شخص جانتا ہے) بلکہ میں اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے (اور ہم دنیا والے اس کی برکتوں سے محروم ہو گئے ہیں) ام ایمن (کے ان الفاظ) نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر بھی رقت طاری کر دی اور وہ دونوں حضرات بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔

42. عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ آنِيَةٌ وَأَحَبُّ آنِيَةِ اللهِ إِلَيْهِ مَا رَقَّ مِنْهَا وَصَفَا، وَآنِيَةُ اللهِ فِي الْأَرْضِ قُلُوبُ الْعِبَادِ الصَّالِحِينَ[1]

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک زمین میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے برتن ہیں، اور اللہ کا سب سے

[1] اخرجہ ابو نعیم الاصبہانی فی حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء الفردوس بمأثور الخطاب، جامع الأحادیث

محبوب برتن وہ ہے جو نرم اور صاف ستھرا ہو، اور زمین میں اللہ کا برتن اس کے نیک بندوں کے دل ہیں۔

43. أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ القَبْرِ الَّتِي يَفْتَتِنُ فِيهَا المَرْءُ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذَلِكَ ضَجَّ المُسْلِمُونَ ضَجَّةً[1]

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی تھیں رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو عذاب قبر کا ذکر کیا جس میں آدمی کو مرنے کے بعد مبتلا کیا جاتا ہے۔ تو جب آپ نے اس کا ذکر کیا تو مسلمان چیخنے لگے۔

44. شُفَيًّا الأَصْبَحِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ، دَخَلَ المَدِينَةَ، فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا فَقَالُوا: أَبُو هُرَيْرَةَ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ، فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ: أَسْأَلُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر، ۔ و إثبات عذاب القبر و سؤال الملكين

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَفْعَلُ، لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتُهُ وَعَلِمْتُهُ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً فَمَكَثْنَا قَلِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ أَفَاقَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ: أَفْعَلُ، لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلَى وَجْهِهِ فَأَسْنَدْتُهُ عَلَيَّ طَوِيلًا[1]

ترجمہ: حضرت شفیا اصبحی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے گرد جمع ہوئے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ کہا گیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں بھی ان کے قریب ہو گیا یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے ایک سوال

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، أبواب الزهد عن رسول الله ﷺ باب ما جاء فی الرياء والسمعة

کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جسے آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اچھی طرح سمجھا ہو فرمایا ضرور بیان کروں گا پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا تو فرمایا میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو آپ ﷺ نے مجھ سے اسی گھر میں بیان کی تھی اس وقت میرے اور آپ ﷺ کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت زور سے چیخ ماری اور دوبارہ بے ہوش ہو گئے تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا اور منہ کے بل نیچے گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر تک سہارا دیئے کھڑا رہا پھر انہیں ہوش آیا۔

45. عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ، إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ، وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا، فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، حَتَّى مَا يَرَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، قَالَ: فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى، وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي

فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ، فَخَرَجَتْ حَتَّى لاَ أَرَاهَا، قَالَ: وَتَدْرِي مَا ذَاكَ، قَالَ: لاَ، قَالَ: تِلْكَ الْمَلاَئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا، لاَ تَتَوَارَى مِنْهُمْ[1]

ترجمہ: صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، نے ایک مرتبہ رات کو سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع کی. ان کا گھوڑا جوان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا، اس نے اچھلنا کودنا اور بدکنا شروع کر دیا. آپ نے تلاوت چھوڑ دی گھوڑا بھی سیدھا ہو گیا. آپ نے پھر پڑھنا شروع کیا. گھوڑے نے پھر بدکنا شروع کیا. آپ نے پھر پڑھنا موقوف کیا. گھوڑا بھی ٹھیک ٹھاک ہو گیا. تیسری مرتبہ بھی یہ ہوا. چونکہ ان کے صاحبزادے یحییٰ گھوڑے کے پاس ہی لیٹے ہوئے تھے اس لئے ڈر معلوم ہوا کہ کہیں بچے کو چوٹ نہ آجائے. قرآن کا پڑھنا بند کر کے اسے اٹھا لیا. آسمان کی طرف دیکھا کہ جانور کے بدکنے کی کیا وجہ ہے؟ صبح حضور ﷺ کی خدمت میں آکر واقعہ بیان کرنے لگے.

[1] اخرجہ البخاری فی الصحیح کتاب فضائل القرآن باب نزول سکینہ

آپ ﷺ سنتے جاتے اور فرماتے جاتے.... اسید پڑھتے چلے جاؤ. حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ تیسری مرتبہ کے بعد تو یحییٰ کی وجہ سے میں نے پڑھنا بالکل بند کر دیا. اب جو نگاہ اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی چیز سایہ دار ابر (بادل) کی طرح کی ہے اور اس میں چراغوں کی طرح کی روشنی ہے. بس میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اوپر کو اٹھ گئی. آپ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو، یہ کیا چیز تھی؟ یہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز کو سن کر قریب آ گئے تھے اگر تم پڑھنا موقوف نہ کرتے تو صبح تک یونہی رہتے اور ہر شخص انہیں دیکھ لیتا کسی سے نہ چھپتے۔

46. سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ سُورَةَ الْكَهْفِ وَلَهُ دَابَّةٌ مَرْبُوطَةٌ، فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تَنْفِرُ، فَنَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى سَحَابَةٍ قَدْ غَشِيَتْهُ، أَوْ ضَبَابَةٍ، فَفَزِعَ، فَذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: سَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلَ، قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: اقْرَأْ فُلَانُ،

فَإِنَّ السَّكِينَةَ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ، أَوْ عِنْدَ الْقُرْآنِ[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی سورۃ الکھف کی تلاوت کر رہا تھا، (قریب ہی) اس کا چوپایہ بندھا ہوا تھا، چوپائے نے اچانک بدکنا شروع کر دیا، اس نے دیکھا کہ ایک بدلی اسے ڈھانپنے لگی ہے، وہ گھبرا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا۔ میں نے پوچھا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آدمی کا نام لیا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ تو اس نے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ کر) یہ ساری بات بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابو فلاں! تو پڑھتا رہتا، یہ تو سکینت تھی جو قرآن (کی تلاوت) کے لیے نازل ہوئی۔

47. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ[2]

[1] مسند احمد بن حنبل

[2] اخرجه المسلم فی الصحیح، کتاب العلم باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے نبی ﷺ پر گواہی دیتے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو قوم بھی بیٹھ کر اللہ رب العزت کے ذکر میں مشغول ہوتی ہے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے پاس والوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

محبت اور خشیت الٰہی میں کیفیاتِ وجد وجذب وحال۔ آیاتِ قرآنیہ

1. اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ[1]

ترجمہ: اللہ ہی نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، جو ایک کتاب ہے جس کی باتیں (نظم اور معانی میں) ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں (جس کی آیتیں) بار بار دہرائی گئی ہیں، جس سے ان لوگوں کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کی جلدیں اور دل نرم ہو جاتے ہیں (اور رِقّت کے ساتھ) اللہ کے ذکر کی طرف (محو ہو جاتے ہیں)۔ یہی خدا کی ہدایت ہے وہ اس سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

[1] الزمر:23

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

اللہ کی پاک اور بااثر آیتوں کا مومنوں کے دل پر نور پڑتا ہے وہ انہیں سنتے ہی خوفزدہ ہو جاتے ہیں سزاؤں اور دھمکیوں کو سن کر ان کا کلیجہ کپکپانے لگتا ہے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور انتہائی عاجزی اور بہت ہی بڑی گریہ وزاری سے ان کے دل اللہ کی طرف جھک جاتے ہیں اس کی رحمت و لطف پر نظریں ڈال کر امیدیں بندھ جاتی ہیں۔ ان کا حال سیاہ دلوں سے بالکل جداگانہ ہے۔ یہ رب کے کلام کو نیکیوں سے سنتے ہیں۔ وہ گانے بجانے پر سر دھنتے ہیں۔ یہ آیات قرآنی سے ایمان میں بڑھتے ہیں۔ وہ انہیں سن کر اور کفر کے زینے پر چڑھتے ہیں یہ روتے ہوئے سجدوں میں گر پڑتے ہیں۔ وہ مذاق اڑاتے ہوئے اکڑتے ہیں۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمہ اللہ تفسیر مظہری میں اس مقام پر فرماتے ہیں:

ذکر اللہ جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی اللہ کی رحمت اور عموم مغفرت کا جب وہ ذکر کرتے ہیں تو

اس ذکر کی وجہ سے ان کے دلوں میں سکون و اطمینان پیدا ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب قرآن میں آیات وعید کا ذکر آتا ہے تو مؤمنوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، جلد بدن سکڑ جاتی ہے، اس میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے اور جب آیات وعدہ کا ذکر آتا ہے تو کھالوں کا انقباض جاتا رہتا ہے، کھالیں نرم ہو جاتی ہیں اور دلوں میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں وہ اثر بیان کر دیا جو وعد و وعید سے مؤمنوں پر پڑتا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کے خوف سے بندہ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت کے سوکھے پتے (طبرانی)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ بعض شبہات کا جواب دیتے ہوئے امام محی السنۃ رحمہ اللہ کے حوالہ سے حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے:

جب اللہ کسی بات کا ارادہ کرتا ہے اور وحی کے الفاظ فرماتا ہے تو اللہ کے خوف سے آسمانوں میں ایک شدید لرزہ آجاتا ہے، آسمان والے اس کو سن کر

بے ہوش ہو جاتے ہیں اور سجدہ میں گر پڑتے ہیں، پھر سب سے پہلے سر اٹھانے والے جبرائیل علیہ السلام ہوتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایسی ہی حدیث نقل کی ہے لیکن الفاظ (میں کچھ تغیر ہے اور الفاظ) اس طرح ہیں: جب اللہ آسمان پر کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے کلام کو سن کر عاجزی کے ساتھ ملائکہ اپنے بازو پھڑ پھڑاتے ہیں (اور ایسی آواز آتی ہے) جیسے پتھر کی چٹان پر زنجیر لگنے سے پیدا ہوتی ہے، پھر جب ان کے دلوں کی وہ ہیبت دور ہو جاتی ہے تو (بعض ملائکہ بعض سے) کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ جواب دیتے ہیں (جو کچھ فرمایا) حق ہے۔

تفسیر قرطبیؒ میں امام قرطبیؒ رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس میں جو وعید ہے اس میں خوف کی وجہ سے ان کی جلدیں مضطرب اور متحرک ہو جاتی ہیں۔ آیت رحمت کے موقع پر ان کی جلدیں اور دل نرم ہو جاتے ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ کتاب اللہ کے حکم پر عمل اور اس کی تصدیق کے لئے دل نرم ہو جاتے ہیں۔

امام قرطبیؒ رحمہ اللہ مزید اس کی تفسیر کرتے ہوئے چند احادیث طیبہ بیان کرتے ہیں:

زید بن اسلم نے کہا: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ہاں تلاوت کی جب کہ ان کے ساتھ آگے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی موجود تھے ان کے دل نرم پڑ گئے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دل کی نرمی کے وقت دعا کو غنیمت جانو کیونکہ وہ رحمت ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مومن کی جلد اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتی ہے تو اس سے اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جس طرح بوسیدہ درخت سے اس کے اوراق جھڑ جاتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے خوف سے کسی بندے کی جلد نہیں کانپتی مگر اللہ تعالیٰ آگ پر اسے حرام کر دیتا ہے۔

2. اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ [1]

[1] الانفال:2

ترجمہ: ایمان والے (تو) صرف وہی لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے (تو) ان کے دل (اس کی عظمت و جلال کے تصور سے) خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ (کلام محبوب کی لذت انگیز اور حلاوت آفریں باتیں) ان کے ایمان میں زیادتی کر دیتی ہیں اور وہ (ہر حال میں) اپنے رب پر توکل (قائم) رکھتے ہیں (اور کسی غیر کی طرف نہیں تکتے)۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں منافقوں کے دل میں نہ فریضے کی ادائیگی کے وقت ذکر اللہ ہوتا ہے نہ کسی اور وقت پر۔ نہ ان کے دلوں میں ایمان کا نور ہوتا ہے نہ اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے۔ نہ تنہائی میں نمازی رہتے ہیں نہ اپنے مال کی زکٰوۃ دیتے ہیں، ایسے لوگ ایمان سے خالی ہوتے ہیں، لیکن ایماندار ان کے بر عکس ہوتے ہیں۔ ان کے دل یاد خالق سے کپکپاتے رہتے ہیں فرائض ادا کرتے ہیں آیات الٰہی سن کر ایمان چمک اٹھتے ہیں تصدیق میں بڑھ جاتے ہیں رب کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے اللہ کی یاد سے تھر

تھراتے رہتے ہیں اللہ کا ڈر ان میں سمایا ہوا ہوتا ہے اسی وجہ سے نہ تو حکم کا خلاف کرتے ہیں نہ منع کئے ہوئے کام کو کرتے ہیں۔ جیسے فرمان ہے:

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلا اللهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ[1]

(ترجمہ: ان سے اگر کوئی برائی سرزد ہو بھی جاتی ہے تو یاد اللہ کرتے ہیں پھر اپنے گناہ سے استغفار کرتے ہیں حقیقت میں سوائے اللہ کے کوئی گناہوں کا بخشنے والا بھی نہیں۔ یہ لوگ باوجود علم کے کسی گناہ پر اصرار نہیں کرتے)

اور یہ آیات:

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى[2]

(ترجمہ: جو شخص اپنے رب کے پاس کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشوں سے روکا اس کا ٹھکانا جنت ہے)۔

---

[1] آلِ عمران: ۱۳۵

[2] النّازعات: ۴۰، ۴۱

سدی فرماتے ہیں: یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے جی میں ظلم کرنے کی یا گناہ کرنے کی آتی ہے لیکن اگر ان سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو ان کا دل کانپنے لگتا ہے۔

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دل اللہ کے خوف سے حرکت کرنے لگتے ہیں ایسے وقت انسان کو اللہ عزوجل سے دعا مانگنی چاہئے۔ ایمانی حالت بھی ان کی روز بروز زیادتی میں رہتی ہے ادھر قرآنی آیات سنیں اور ایمان بڑھا۔ جیسے اور جگہ ہے کہ جب کوئی سورت اترتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اس نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھا دیا؟ بات یہ ہے کہ ایمان والوں کے ایمان بڑھ جاتے ہیں اور وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

تفسیر مظہری میں قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ایمان والے تو بس ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کا کلام ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو اللہ کے کلام سے ان کے ایمان میں مزید پختگی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اپنے رب پر بھی بھروسہ رکھتے ہیں۔ کامل الایمان وہی لوگ ہیں کہ اللہ کی عظمت و جلال اور ہیبت و عزت سے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔

بعض لوگوں نے کہا: ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو کسی گناہ کا ارادہ کرتے ہیں مگر جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو، ایسا نہ کرو تو اللہ کے عذاب کے خوف سے وہ اس گناہ سے باز رہتے ہیں۔ جب ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو چونکہ تلاوت قرآن کے وقت برکات کا نزول ہوتا ہے اور ایمان بخش دلائل پیہم سامنے آتے ہیں جن کی وجہ سے یقین راسخ ہو کر اطمینان قلبی بڑھ جاتا ہے، اسلئے ایمان میں مزید استحکام پیدا ہو جاتا ہے۔

در منثور میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یہ احادیث بیان فرماتے ہیں:

حکیم ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ مومن کے دل کا کانپنا پھنسی کی جلن کی طرح ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی اس کو پائے تو اس کو چاہئے کہ اس وقت دعا کرے۔

حکیم ترمذی نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ فلاں نے کہا میں زیادہ جانتا ہوں کب میری دعا قبول کی جاتی ہے لوگوں نے کہا تو اس کو کس طرح جانتا ہے فرمایا جب میری جلد کانپنے لگے اور میرا دل ڈر جائے اور میری آنکھیں بہہ پڑیں تو اس وقت میری دعا قبول کی جاتی ہے۔

ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور بیہقی نے شعب الایمان میں سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو ظلم کرنے یا گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے اللہ سے ڈر تو اس کا دل کانپ اٹھتا ہے۔

تفسیر قرطبیؒ میں امام قرطبیؒ رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنین کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ اس کے ذکر کے وقت خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔ اور ایسا ان کی قوت ایمانی اور اپنے رب کی طرف توجہ اور رعایت کے اعتبار سے ہوتا ہے، گویا کہ وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہیں۔

اور اس آیت کی مثل یہ آیت بھی ہے:

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ[1]

(ترجمہ: اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو، کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں)۔

[1] الحج، 35-22:34

اور فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ[1]

(ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں، سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے)

پس یہ کمال معرفت اور وثوق قلب کی طرف راجع ہوتا ہے۔ اور وجل کا معنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوفزدہ ہو اور گھبرا جائے اس کے معنی میں کوئی تناقص نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں معنوں کو اپنے اس ارشاد میں جمع کر دیا ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ[2]

(ترجمہ: اللہ ہی نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، جو ایک کتاب ہے جس کی باتیں (نظم اور معانی میں) ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں (جس کی آیتیں) بار بار دہرائی گئی ہیں، جس سے ان لوگوں کے جسموں کے رونگٹے کھڑے

---

[1] الرعد، 13:28

[2] الزمر، 39:23

ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کی جلدیں اور دل نرم ہو جاتے ہیں (اور رِقّت کے ساتھ) اللہ کے ذکر کی طرف (محو ہو جاتے ہیں) یعنی ان کے نفوس اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنے کی حیثیت سے پر سکون ہوتے ہیں اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں یہ ان کی حالت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہیں اور اس کے رعب و جلال اور اس کی سزا سے خوفزدہ رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے سماع اور اپنی کتاب کی تلاوت کے وقت اہل معرفت کے احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ[1]

(ترجمہ: اور جب یہ لوگ وہ کلام سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوا ہے تو چونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہوتا ہے، اس لیے تم ان کی آنکھوں کو دیکھو گے کہ وہ آنسوؤں سے بہہ رہی ہیں۔ (اور) وہ کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار

---

[1] المائدہ، 5:83

! ہم ایمان لے آئے ہیں، لہٰذا گواہی دینے والوں کے ساتھ ہمارا نام بھی لکھ لیجیے)

پس یہ ان کی حالت کا بیان اور ان کے قول کی حکایت ہے۔ اور جو اس طرح نہیں تو وہ نہ ان کی ہدایت پر ہے اور نہ ان کے طریقہ پر۔ پس جو ان کا طریقہ اپنائے ہوئے ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اس پر چلتا رہے۔

مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے سوالات کیے یہاں تک کہ انہوں نے آپ سے پوچھنے میں اصرار کیا، پس آپ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

سَلُوْنِیْ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا بَیَّنْتُهُ لَکُمْ مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا[1]

(ترجمہ: تم مجھ سے پوچھو تم کسی شے کے بارے مجھ سے سوال نہیں کروگے مگر میں اسے تمہارے لیے بیان کروں گا جب تک میں اپنے اس مقام میں ہوں)۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الفضائل

پس جب لوگوں نے یہ سنا تو وہ خاموش ہو گئے اور آپ ﷺ کے سامنے کوئی بات پیش کرنے سے خوفزدہ ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پس میں نے دائیں بائیں مڑ کر دیکھا تو ہر انسان اپنا سر اپنے کپڑے میں لپیٹ کر رو رہا تھا۔ اور آگے حدیث ذکر کی۔ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں انتہائی بلیغ وعظ ارشاد فرمایا، اس کے سبب آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور دل کانپ گئے۔

ہر حق کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ تحقیق آپ ﷺ نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِکُلِّ حَقٍّ حَقِیْقَةٌ فَمَا حَقِیْقَةُ اِیْمَانِكَ؟

(ترجمہ: بیشک ہر حق کی ایک حقیقت ہوتی ہے تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟)

کسی آدمی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے سوال کیا: اے ابا سعید! کیا آپ مومن ہیں؟ تو آپ نے اسے فرمایا: ایمان دو قسم کے ہیں، پس اگر تو مجھ سے

اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتب، رسل علیہم السلام، جنت، دوبارہ زندہ کیے جانے اور حساب پر ایمان کے بارے پوچھ رہا ہے تو میں یقیناً مومن ہوں۔ اور اگر تو مجھ سے اس قول باری تعالیٰ:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کے بارے پوچھ رہا ہے تو قسم بخدا میں نہیں جانتا میں ان میں سے ہوں یا نہیں۔

تبیان القرآن میں علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو بشرطیکہ تم کامل مومن ہو۔ اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ کمال ایمان کمال طاعت مستلزم ہے اور کمال ایمان اس وقت حاصل ہوگا جب اللہ کے ذکر سے مسلمان کا دل خوف زدہ ہو اور اللہ کی آیات سن کر اس کا ایمان قوی ہو اور وہ صرف اپنے رب پر توکل کرے، نماز قائم کرے اور صدقہ و خیرات ادا کرے، سو ایسے لوگوں کا ہی ایمان کامل ہے اور وہ برحق

مومن ہیں۔ وجل کا معنی اس آیت میں فرمایا ہے وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ علامہ راغب اصفہانی وجل کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں[1]: وجل کا معنی ہے خوف محسوس کرنا، قرآن مجید میں ہے: قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ، قَالُوا لَا تَوْجَلْ: (ترجمہ: (ابراہیم علیہ السلام نے کہا) ہم تم سے ڈر محسوس کر رہے ہیں (فرشتوں نے) کہا آپ مت ڈریئے)۔ قرآن مجید کی اور آیتوں میں بھی یہ فرمایا کہ مسلمان اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں (اور اس ڈر کا ان پر اثر ظاہر ہوتا ہے)۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝٢ [2]

(ترجمہ: بیشک ایمان والے کامیاب ہو گئے، وہ جو اپنی نماز میں اللہ سے ڈرتے ہیں)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ [3]

(ترجمہ: بیشک جو لوگ اللہ کے خوف سے کانپتے رہتے ہیں)۔ حضرت ابو بکر

[1] المفردات، ج2، ص655، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ، 1418ھ

[2] المومنون، 2:1

[3] المومنون:57

صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ بوڑھے ہوگئے! (یا آپ کے بال سفید ہوگئے) آپ نے فرمایا مجھے سورۃ ھود، سورۃ الواقعہ اور سورۃ المرسلات نے بوڑھا کر دیا[1]

(ان سورتوں میں قیامت کا ذکر ہے، یعنی قیامت کی ہولناکیوں کے خوف سے آپ کے بال سفید ہوگئے)۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ آوازیں سنتا ہوں جن کو تم نہیں سنتے، بیشک آسمان چرچرا رہا ہے (خوف خدا سے ڈری ہوئی آوازیں نکال رہا ہے) اور اس پر حق ہے کہ وہ چرچرائے، اور اللہ کی قسم اگر تم ان چیزوں کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ، اور تم بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دو اور تم گھر سے باہر صحن میں نکل جاؤ اور بہ آواز بلند اللہ سے فریاد کرو۔

---

[1] شمائل ترمذی رقم الحدیث 41 ۔ سنن الترمذی رقم الحدیث: 3297 ۔ حلیۃ الاولیاء ج 4، ص 35 ۔ المستدرک ج 2، ص 343 ۔ المعجم الکبیر ج 17، ص 286، رقم الحدیث: 790 ۔ کامل ابن عدی ج 2، ص 664

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میری خواہش ہے کہ میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا۔ [1]

3. اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ [2]

ترجمہ: کیا ایمان والوں کے لیے (ابھی) وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لیے رِقّت کے ساتھ جھک جائیں اور اس حق کے لیے (بھی) جو نازل ہوا ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر مدت دراز گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے، اور ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں۔

[1] سنن الترمذی رقم الحدیث: 2318 ۔ سنن ابن ماجه رقم الحدیث: 4190

[2] الحدید، 57:16

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

پروردگار عالم فرماتا ہے کیا مومنوں کے لئے اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر اللہ وعظ نصیحت آیات قرآنی اور احادیث نبوی سن کر ان کے دل موم ہو جائیں؟ سنیں اور مانیں احکام بجالائیں ممنوعات سے پرہیز کریں۔

4. الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِى الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ[1]

ترجمہ: جن کے سامنے جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل مارے خوف کے کانپنے لگتے ہیں اور جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہم نے انہیں جو روزی دی ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمہ اللہ تفسیرِ مظہری میں فرماتے ہیں:

وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی جلال خداوندی کی شعاعیں ان کے دلوں پر پڑتی ہیں اور عظمت الٰہیہ کے انوار نازل ہوتے ہیں اس لئے ان کے دل ہیبت زدہ ہو جاتے ہیں۔

[1] الحج:35

5. وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا [1]

ترجمہ: اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر کر روتے ہیں اور قرآن ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔

امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رحمہ اللہ اپنی تفسیر معالم التنزیل المعروف تفسیرِ بغوی میں فرماتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کے خوف سے رویا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ جائے (اور تھنوں کے اندر دودھ کا لوٹایا جانا تو محال ہے۔ پس خوف خدا سے رونے والے کا دوزخ میں داخل ہونا بھی محال ہے) اور اللہ کی راہ میں پڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں مسلمانوں کے نتھنوں میں جمع نہیں ہوگا (یعنی جس مسلمان کے بدن پر راہ خدا میں غبار پڑا، وہ جہنم کا دھواں بھی نہ سونگھے گا) رواہ البغوی والحاکم، حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

بیہقی کی روایت میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں، دو (قسم کی) آنکھوں کو دوزخ کی آگ کا پالینا حرام کر دیا گیا ہے (ایک) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے

---

[1] بنی اسرائیل: 109

روئی ، (دوسری) وہ آنکھ جو رات بھر (بیدار رہ کر) اسلام اور اہل اسلام کی کافروں سے حفاظت کرتی رہی۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے خود حضور ﷺ: کو فرماتے سنا تین (طرح کی) آنکھوں پر آگ حرام کردی گئی ہے (ایک) وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی (دوسری) وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں بیدار رہی (تیسری) وہ آنکھ جو ممنوعات خداوندی سے بند رکھی گئی۔ بغوی نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آنکھ پر آگ حرام ہے جو اللہ کے خوف سے روئی اور اس آنکھ پر آگ حرام ہے جو اللہ کی راہ میں بیدار رہی اور اس آنکھ پر دوزخ حرام ہے جو اللہ کی ممنوعات سے بند رکھی گئی یا فرمایا اس آنکھ پر آگ حرام ہے جو اللہ کی راہ میں پھوڑی گئی۔ طبرانی نے اس روایت کو الکبیر میں لکھا ہے اور صحیح کہا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ: کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مؤمن بندے کی آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو نکلتے ہیں خواہ وہ مکھی کے برابر ہوں اللہ نے آگ کو اس پر حرام کردیا ہے۔ رواہ ابن ماجہ۔

6. لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ [1]

ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو (اے مخاطب!) تو اسے دیکھتا کہ وہ اللہ کے خوف سے جھک جاتا، پھٹ کر پاش پاش ہو جاتا، اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کر رہے ہیں تا کہ وہ غور و فکر کریں۔

تبیان القرآن میں علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مؤمنوں سے خطاب کرنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی عظمت بیان فرما رہا ہے کہ اگر پہاڑ میں تمہاری طرح عقل رکھ دی جاتی، پھر اس پر قرآن کریم نازل کیا جاتا تو وہ خشوع سے اللہ کے لئے جھک جاتا اور خوف الٰہی سے پھٹ جاتا۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

قرآن کریم کی بزرگی بیان ہو رہی ہے کہ فی الواقع یہ پاک کتاب اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ دل اس کے سامنے جھک جائیں، رونگٹے کھڑے ہو جائیں، کلیجے

[1] الحشر:21

کپکپائیں، اس کے سچے وعدے اور اس کی حقانی ڈانٹ ڈپٹ ہر سننے والے کو بید کی طرح تھرا دے، اور دربار اللہ میں سر بہ سجود کرا دے، اگر یہ قرآن جناب باری کسی سخت بلند اور اونچے پہاڑ پر بھی نازل فرماتا اور اسے غور و فکر اور فہم و فراست کی حس بھی دیتا تو وہ بھی اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا، پھر انسانوں کے دلوں پر جو نسبتاً بہت نرم اور چھوٹے ہیں۔ جنہیں پوری سمجھ بوجھ ہے، اس کا بہت بڑا اثر پڑنا چاہیئے، ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے ان کے غور و فکر کے لئے اللہ تعالٰی نے بیان فرما دیا، مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو بھی ڈر اور عاجزی چاہیئے، متواتر حدیث میں ہے کہ منبر تیار ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ ایک کھجور کے تنے پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے جب منبر بن گیا، بچھ گیا اور حضور ﷺ اس پر خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور وہ تنا دور ہو گیا، تو اس میں سے رونے کی آواز آنے لگی اور اس طرح سسکیاں لے لے کر وہ رونے لگا جیسے کوئی بچہ بلک بلک کر روتا ہو اور اسے چپ کرایا جا رہا ہو کیونکہ وہ ذکر وحی کے سننے سے کچھ دور ہو گیا تھا۔ امام حسن بصری اس حدیث کو بیان کر کے فرماتے تھے کہ "لوگو ایک کھجور کا تنا اس قدر اللہ کے

رسول ﷺ کا شائق ہو تو تمہیں چاہئے کہ اس سے بہت زیادہ شوق اور چاہت تم رکھو۔" اسی طرح کی یہ آیت ہے کہ جب ایک پہاڑ کا یہ حال ہو تو تمہیں چاہئے کہ تم تو اس حالت میں اس سے آگے رہو۔

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بعض اہل تفسیر کے نزدیک آیت میں ایک تمثیل ہے یعنی اللہ اگر پہاڑ میں قوت تمیز پیدا کر دیتا اور پھر اس وقت اس پر قرآن اتارتا تو پہاڑ عاجزی سے دب جاتا، خوف سے پھٹ جاتا اور عظمت قرآن سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ باوجود یہ کہ پہاڑ نہایت سخت ٹھوس اور باوزن ہیں لیکن ان کو خوف ہوتا کہ وہ تعظیم قرآن پوری طرح جیسا کہ حق ہے ادا نہ کر پاتے، اس وجہ سے پارہ پارہ ہو جاتے۔

در منثور میں امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یہ احادیث بیان فرماتے ہیں:

ابن المنذر نے ضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا کہ اگر یہ قرآن میں کسی پہاڑ پر نازل کرتا اور میں اسے وہ حکم دیتا جو تم کو حکم دیا گیا۔

اور میں اس کو اس کے ساتھ ڈراتا جس کے ساتھ میں نے تم کو ڈرایا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا اور اللہ کے خوف سے جھک جاتا اس لیے تم زیادہ حقدار ہو کہ تم جھکو اور عجز و انکساری کا اظہار کرو اور اللہ کے ذکر سے اپنے دلوں کو نرم کرو۔

7. وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ [1]

ترجمہ: اور جب یہ لوگ وہ کلام سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوا ہے تو چونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہوتا ہے، اس لیے تم ان کی آنکھوں کو دیکھو گے کہ وہ آنسوؤں سے بہہ رہی ہیں۔ (اور) وہ کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں، لہٰذا گواہی دینے والوں کے ساتھ ہمارا نام بھی لکھ لیجیے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیتیں حضرت نجاشی اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی

[1] المائدہ 83:5

اللہ عنہما کا بیان ہے کہ کچھ لوگ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ سے آئے تھے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن کریم سن کر ایمان لائے اور بے تحاشہ رونے لگے۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کہیں اپنے وطن پہنچ کر اس سے پھر تو نہیں جاؤ گے؟ انہوں نے کہا نا ممکن ہے اسی کا بیان ان آیتوں میں ہے۔

8. فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ[1]

ترجمہ: پھر جب اس (موسیٰ علیہ السلام) کے رب نے پہاڑ پر (اپنے حسن کا) جلوہ فرمایا تو (شدّتِ انوار سے) اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ (علیہ السلام) بیہوش ہو کر (زمین پر) جلوہ گر ہوئے۔ پھر جب انہیں افاقہ ہوا تو عرض کیا: تیری ذات پاک ہے میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

[1] الاعراف:143

ساتھ ساتھ شامل رہے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے:

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ[1]

ترجمہ: اور تم اپنے رب کو اپنے دل میں کبھی گڑگڑاتے اور کبھی ڈرتے ڈرتے اور بغیر اونچی آواز کئے صبح اور شام کے وقت یاد کیا کرو اور غافلوں میں سے نہ ہو۔

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً[2]

ترجمہ: اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور مخفی طور پر پکارتے رہو۔

إِنَّ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ[3]

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو اپنے رب کے رعب سے ڈرنے والے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں محبت جب اپنے بام عروج پر ہوتی ہے تو محبوب کی ناراضگی کا ڈر ان پر ہمہ وقت قائم رہتا ہے جو کہ مذکورہ آیات سے ثابت ہے۔

---

[1] الاعراف:196

[2] الاعراف:55

[3] المومنون:57

وجد کا لغوی اور اصطلاحی معنی

وجد عربی زبان کا لفظ ہے وَجَدَ یَجِدُ وَجْدًا (باب ضرب یضرب) سے ہے جس کے لغوی معنی ہیں پانا حاصل کرنا جبکہ رقت، حال، جذبہ، کیفیت، بے خودی، اس کے مترادفات ہیں۔

اصطلاحِ شرع میں اس سے مراد ایک ایسی کیفیت ہے جو قلب مومن پر انوار و تجلیات کا ورود ہونے سے پیدا ہوتی ہے، اور بالخصوص اولیائے کرام اور صالحینِ عظام کی صحبت میں بیٹھنے سے لوگوں پر طاری ہوتی ہے۔

مجازاً یہ وہ حالتِ ذوق و شوق ہے جو سالکینِ راہِ طریقت پر وارد ہوتی ہے، جس میں انسان بے خود ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں انسان سے مختلف حرکات بے اختیاری میں صادر ہوتی ہیں۔

قرآن و حدیث میں اس خاص کیفیت کیلئے مختلف الفاظ آئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

- الوَجل (دل ہی دل میں خوف محسوس کرنے کے ہیں)
- الخُشُوع (قلب کی عاجزی پر بولا جاتا ہے)

○ تَقْشَعِر (رونگٹے کھڑے ہونا اور کپکپی طاری ہونا)، تفسیر الجلالین میں تَقْشَعِرُّ کا معنٰی تَرْتَعِدُ (کانپنا/لرزنا) تحریر کیا ہے۔ تفسیر مدارک میں تَقْشَعِرُّ کا معنٰی تَتَحَرَّكُ اور تَضْطَرِبُ بیان کیا گیا ہے۔ جب انسان کے قلب میں خوف سا آتا ہے، تو انسان کے اوپر کپکپی سی طاری ہوتی ہے، اور انسان کے جسم کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں، اس کو اِقْشَعَرَّ جِلْدُہٗ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے، خوف کی وجہ سے ان کی جلدیں مضطرب اور متحرک ہو جاتی ہیں۔

وجد کا مفہوم

وجد ایک ایسا روحانی جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باطن انسانی پر وارد ہوتا ہے جس کے نتیجے میں خوشی یا غم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس کی ہیئت بدل جاتی ہے اور اس کے اندر رجوع الی اللہ کا شوق پیدا ہوتا ہے، گویا وجد ایک قسم کی راحت ہے۔ یہ اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کی صفات نفس مغلوب ہوں اور اس کی نظریں اللہ کی طرف لگی ہوں۔

وجد عام طور پر خشیتِ الٰہی یا محبت الٰہی یا محبتِ رسول ﷺ کی وجہ سے، تلاوتِ قرآن مجید یا نعت شریف سنتے یا اولیاء اللہ کی منقبت یا تعریف و توصیف سننے کی وجہ سے ایک خاص کیفیت طاری ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور عموماً کسی شیخِ کامل کی توجہ اور نگاہ کا کمال ہوتا ہے۔ خصوصاً جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ذاکرین پر انوار و تجلیات کا ورود ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کے جسم مختلف حرکات کرنے لگتے ہیں، جیسے رونا، رقص کرنا، بھاگنا، تڑپنا بے ہوش ہو جانا ۔ یہ تمام حرکات غیر اختیاری ہوتی ہیں، کہ اس وقت انسان کا اپنے جسم پر قابو نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے انسان کو جب چھینک یا کھانسی وغیرہ آتی ہے تو وہ انہیں قابو نہیں کر پاتا کیونکہ یہ غیر اختیاری افعال ہیں۔ ایسے ہی وجد کی کیفیت بھی غیر اختیاری ہوتی ہے۔

نوٹ: اگر کوئی اختیاری طور پر اپنے اوپر ایسی کیفیات طاری کرے، تو اسے وجد نہیں، تواجد کہتے ہیں۔ لہٰذا وجد ایک غیر اختیاری کیفیت ہے، پس وجد کیا نہیں جاتا، وجد ہوتا ہے۔

روز مرہ زندگی کے واقعات اور کیفیاتِ وجد

جیسا کے وجد کے معنی اور مفہوم سے واضح ہوتا ہے، وجد ایک دل پر طاری ہونے والی کیفیت ہے، جو بنیادی طور پر (جب کسی چیز سے دل لگا ہو تو) شوق و محبت اور خوف و حزن کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے ارد گرد ایک نظر ڈالیں تو اس کی کئی دنیوی مثالیں ملتی ہیں۔

ایک شخص کرکٹ کے کھیل سے محبت کرتا ہے جب کہ دوسرا اس میں دلچسپی نہیں رکھتا۔ دونوں کے کرکٹ دیکھتے وقت جذبات و کیفیات مختلف ہوتے ہیں، کرکٹ سے محبت کرنے والے کی محویت اس کی ہر حرکت سے ظاہر ہو رہی ہوتی ہے، ہر کوئی اس کی کیفیات محسوس کرتا ہے، مثلاً جب کوئی شارٹ لگتا ہے، تو کوئی اوئے کہے گا ،کوئی تالی بجائے گا، کوئی کھڑا ہو جاتا ہے، کوئی خوشی سے نعرہ بھی لگا دیتا ہے تو یہ کیفیات اس کے اندرونی جذبات کے اظہار کا پتہ دیتی ہیں۔

اسی طرح کی کیفیات والدین یا کسی پیارے کے دنیا سے رخصت ہو جانے پر بھی دیکھی جا سکتی ہیں ،ایسے موقع پر ہر ایک کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں، کوئی روتا ہے، بعض کو رونا نہیں بھی آتا۔ تو کیا نہ رونے والے کو اس جدائی کا غم نہیں ہوتا؟ نہیں بلکہ یہ اندرونی کیفیات کے اظہار کا جدا جدا ہونا ہے۔ رونے والوں کی بھی کیفیات مختلف

ہیں، کسی کے صرف آنسو بہتے ہیں، کوئی ساتھ ساتھ روتا ہے، کوئی اونچی آواز میں دو سروں کو بھی غم میں شریک کرتا ہے۔ جس طرح غم یا افسوس کی خبر پر انسان کے جذبات اور اس کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں اسی طرح خوشی کی خبر کے اظہار کی بہت سے انداز ہیں، بعض اچھلتے ہیں، بعض خوشی میں رونے لگتے ہیں۔

اپنی زندگیوں میں ذرہ سا غور کرنے سے بہت سی ایسی مثالیں باآسانی سامنے آجاتی ہیں کہ جہاں دل لگا ہو وہاں کیفیات کا ورود ضرور ہو گا۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ جس کا کلیتاً کسی چیز سے کوئی قلبی تعلق نہ ہو، مکمل طور پر اجنبی ہو، وہ اس میدان میں پتھر کی طرح نظر آئے گا۔ اپنی والدہ کی فلائٹ کے لینڈ ہونے کی خبر سنتے ہی باہر انتظار کرتا ہوا بیٹا شوق سے کھڑا ہو جاتا ہے، اگرچہ والدہ کے باہر نکلنے میں ابھی گھنٹہ پڑا ہو۔ اس کے برعکس جس کا کوئی عزیز اس جہاز میں نہ ہو، اس پر اس خبر کا کوئی خاص اثر نہیں ہو گا، زیادہ سے زیادہ اس کو فلائٹ کے لینڈ ہونے کا علم ہی حاصل ہو گا۔ پتہ چلا کہ علم تو ہر کوئی حاصل کر سکتا ہے، لیکن اس سے من کے اندر کچھ پانا (یعنی وجد)، دل کی تعلق والی کیفیت پر منحصر ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ لوگوں پر مختلف قسم کا اثر کیوں ہوتا ہے، جبکہ محبت بھی برابر ہو؟ برتن میں اگر زور سے پانی ڈالا جائے تو چھوٹے برتن اور بڑے برتن دونوں میں پانی ڈالے جانے کی آواز اور کیفیات مختلف ہوتی ہیں، دونوں کا ظرف اور برداشت مختلف ہونے کی وجہ سے اثر اور آواز مختلف ہو گی۔

اسی طرح برتن کی بناوٹ کے لحاظ سے بھی اس کے انداز اس کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں مٹی کے برتن میں کوئی چیز ڈالی جائے اس کی کیفیت مختلف ہوتی ہے۔ سٹیل کے برتن کی الگ اور شیشے کے گلاس کے اندر ڈالا جائے تو وہ اس کی کیفیات مختلف ہیں۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ انسان پر کیفیات کا تعلق اس کے اندرونی جذبات کے مطابق ہوتا ہے۔

اللہ کا ذکر انسانوں کے قلوب کو اطمینان اور سکون دیتا ہے۔ بعض کو یہ سکون میسر نہیں ہوتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ذکر سے اہل ایمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جلدیں کانپ جاتی ہیں لیکن یہ اثرات ہمہ وقت یکساں نہیں ہوتے بعض اوقات بڑھ جاتے ہیں۔

کیفیاتِ وجد وجذب وحال کا مفہوم

نفس چونکہ سرکش ہے اور اس کی سرشت میں نافرمانی ہے لہذا نفس کو اطاعت میں ڈھالنے کے لئے اللہ پاک نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ[1]

ترجمہ: اور اپنے رب کو اپنے نفس (دل) میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔

کیونکہ قلب (دل) کا لفظی معنی ہے پلٹنے والا۔ یہ پلٹتا ہے اور یہ دل ہی ہے جس کی اصلاح کو پورے انسان کی اصلاح قرار دیا گیا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ

أَلَا وَإِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ القَلْبُ[2]

---

[1] الاعراف:205

[2] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب فضل من استبراء لدینہ

ترجمہ: سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

قلب نے اپنی تصدیق کے ساتھ اپنے رب کو مانا ہوا ہے مگر رب ذوالجلال کے احکامات ماننے میں رکاوٹ اس کا اپنا نفس ہے، اس کی خواہشیں ہیں، اس کی اپنی مرضی اور چاہت ہے۔ انسان کے نفس کو دنیا کی لذتیں جیسے مال، صنف مخالف، جاہ جلال اور شہرت کی چاہت وغیرہ، اس کو صرف اپنی ذات کی محبت کی طرف مائل رکھتی ہیں اور یہ اس کے نتیجے میں اپنے رب کی اطاعت سے دور رہتا ہے۔ اس لیے رب کریم نے انسان کو اپنی اطاعت میں ڈھالنے کے لئے اسی نفس میں یاد کرنے کا حکم فرمایا کیونکہ جب رب یاد ہو گا تو یہ نفس اپنی مرضی اور اپنی محبت سے نکل کر اپنے رب کی منشاء اور محبت میں آئے گا پھر یہ اپنی مرضی کے مطابق عمل نہیں کرے گا بلکہ خوف اور شوق کے ساتھ اپنے مالک حقیقی کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔ جب یہ اللہ تعالیٰ کو اپنے نفس میں یاد کرے گا تو اس کو معرفتِ خداوندی ملے گی اور ذکرِ الٰہی کی تاثیر کے نورانی اثرات سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت اور ڈر حاصل ہو گا۔ اللہ کی یاد اور محبتِ الٰہی کے غلبے کے ساتھ، اللہ کا ڈر اور خشیہ الٰہی بھی نصیب ہوتا

ہے۔ شوق و محبت اور خشیہ و خوف کے غلبے کے ساتھ بندے کی ظاہری حالت کے اوپر اثر ہوتا ہے۔ یہ محبتِ الٰہی اور خشیہ کا غلبہ اس کی ظاہری حالت کے اوپر واضح اور اثر پذیر ہوتا ہے، یعنی اسکی حالت خواہ ظاہری ہو یا باطنی، تغیر میں آتی ہے۔ وہ بے اختیار ہو جاتا ہے اور اس کیفیت میں اس کی حرکات اس کے اختیار سے باہر ہو جاتی ہیں۔ وہ بندہ عقل و شعور کی حالت میں ہوتا ہے لیکن اپنی حرکات میں بے اختیار ہو جاتا ہے۔ اسی شوق و خوف کے غلبے کی وجہ سے بندے کی حالت میں تبدیلی کو اصطلاحاً وجد کہا جاتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی کیفیات

اس محبت کی بے اختیاری اور سرشاری اگر مخلوق میں سب سے زیادہ کسی پر ظاہر ہوئی تو وہ جماعت انبیاء کی ہے۔ وہ پاک نفوس جنہیں اللہ نے نبوت سے سرفراز فرمایا، وہ بھی محبتِ الٰہی کے جذبے کے تحت وجدانی کیفیات میں آجایا کرتے تھے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں خلیل اللہ جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بیان ہے.

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ[1]

ترجمہ: بے شک ابراہیم بہت آہیں کرنے والے متحمل ہیں۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ[2]

ترجمہ: بے شک ابراہیم تحمل والے بہت آہیں کرنے والے اور رجوع کرنے والے ہیں۔

---

[1] التوبہ:114

[2] ھود:75

ان صفات سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رقت قلبی اور آپ رافت اور رحمت اور کثیر الدعا متضرعا معلوم ہوتا ہے۔

اللہ جل شانہ نے اپنے فرشتوں کے سامنے اپنے دوست کی محبت کو بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام میرا دوست ہے تو فرشتوں نے عرض کی کہ یااللہ! پھر ہم تیرے دوست کا امتحان نہ لیں کہ وہ واقعی تیرا دوست ہے بھی یا نہیں۔ اب ایک فرشتہ انسانی شکل میں آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بکریاں چرا رہے تھے۔ قریب آکر اس فرشتے نے اللہ جل شانہ، کا نام لیا اور بہت لذت سے لیا۔ خود فرشتے کی زبان سے اللہ کا نام سوچو کیسے نکلا ہو گا؟ وہ گھڑی کیسی ہو گی؟ وہ منظر کیسا ہو گا؟ نام دوست کا، سننے والا بھی دوست، نام محبوب کا، سننے والا محب، اس فرشتے نے اللہ کا نام ایسے درد دل سے لیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تڑپ اٹھے اور فوراً دیکھا کہ کون ہے ایک صاحب تھے اور انہوں نے اللہ جل شانہ کا نام لیا تھا تو ایک دم کہنے لگے کہ اس نام کو پھر لو تو فرشتے نے کہا اس نام لینے پر کچھ قیمت لگے گی۔ مفت میں نہیں لوں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کیا قیمت لگے گی؟ فرشتے نے کہا جو کہ انسان کے روپ میں تھا، کہ آدھی بکریاں مجھے دے دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ٹھیک ہے تو نام لے۔

فرشتے نے پھر اللہ کا نام لیا پھر مزہ آیا۔ دل میں اللہ کے نام کا مزہ تھا، اللہ کے نام کی لذت تھی لہٰذا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا پھر کہو فرشتے نے دوبارہ اللہ کا نام لیا اور پوچھا اب کیا دیتے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا باقی آدھی بکریاں بھی تیری پھر کہا کہ اب پھر اللہ کا نام لے فرشتے نے کہا اب تمہارے پاس دینے کو کیا ہے ساری بکریاں تو تم مجھے دے چکے ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں تیرا غلام بن جاؤں گا اور ان بکریوں کو چراؤں گا بس تو ایک دفعہ پھر میرے محبوب کا نام لے۔ فرشتے نے کہا بس میں تو امتحان لینے آیا تھا یہ بکریاں تیری ہیں۔ واقعی تو رب کا خلیل ہے[1]۔

یہاں ہر بار حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوتی آواز میں اپنے خالق و مالک کا اسم جلالت سننے کی وجہ سے جو سرور و کیف نصیب ہوتا تھا وہ وجد ہے۔

اسی وجد کی ایک اور کیفیت حضرت داؤد علیہ السلام کی تلاوت زبور میں ظاہر ہے کہ جس کی چاشنی خشیت الٰہی اور محبت الٰہی کا اتنا گہرا اثر تھا کہ پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ذکر جہر کے ساتھ تسبیح کرنی شروع کر دیتے تھے جیسا کہ قرآن پاک میں آیا

---

[1] تفسیر روح البیان، تفسیر آیات النِّسَآء، 4 :126؛ الصَّافَّات، 37 : 104

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ[1]

ترجمہ: ہم نے داؤد کے ساتھ تسبیح کرتے ہوئے مسخر کردیا پہاڑوں کو اور پرندوں کو۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ[2]

ترجمہ: ہمارے بندے داؤد علیہ السلام کو یاد کریں جو بڑی قوت والے تھے یقیناوہ بہت رجوع کرنے والے تھے ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام و صبح تسبیح خوانی کریں اور پرندوں کو بھی جمع ہو کر سب کے سب اس کے زیر فرمان رہتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ[3]

[1] الانبیاء:79

[2] ص:17تا19

[3] التوبہ:110

ترجمہ : سوائے اس کے کہ ان کے دل (اللہ کی خشیت سے) ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

ایک دن حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام لوگوں کو نصیحت کرنے اور خوفِ خدا دلانے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے بیان میں اس وقت چالیس ہزار لوگ موجود تھے۔ جن پر آپ کے پُر اثر بیان کی وجہ سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ تیس ہزار لوگ خوفِ خدا عزوجل کی تاب نہ لا سکے اور انتقال کر گئے آپ کے پاس غلام تھے، جب آپ پر خوف کی حالت طاری ہوتی آپ گر کر تڑپنے لگتے وہ آپ کے سینے اور پاؤں پر بیٹھ جاتے تاکہ آپ کے اعضاء اور جوڑ بکھر نہ جائیں اور آپ کا انتقال نہ ہو جائے۔[1]

قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے رخ انور کو دیکھنے کے بعد ان کی دید کی تاثیر سے حضرت زلیخا علیہا السلام کی درباری خواتین کے بے اختیاری کی حالت میں ہوش و حواس رکھتے ہوئے اپنی انگلیاں کاٹ لینے کا ذکر موجود ہے یہ بھی وجد کی ایک کیفیت ہے۔

[1] فیض القدیر شرح جامع الصغیر، احیاء العلوم الدین

فَلَمَّا رَاَیۡنَہٗۤ اَکۡبَرۡنَہٗ وَقَطَّعۡنَ اَیۡدِیَہُنَّ وَقُلۡنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا ھٰذَا بَشَرًا ؕ اِنۡ ھٰذَاۤ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیۡمٌ[1]

ترجمہ: سو جب انہوں (زنان مصر) نے یوسف (علیہ السلام کے حسن زیبا) کو دیکھا تو اس (کے جلوہ جمال) کی بڑائی کرنے لگیں اور وہ (مدہوشی کے عالم میں پھل کاٹنے کے بجائے) اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور (دیکھ لینے کے بعد بے ساختہ) بول اٹھیں: اللہ کی پناہ! یہ تو بشر نہیں ہے، یہ تو بس کوئی برگزیدہ فرشتہ (یعنی عالم بالا سے اترا ہوا نور کا پیکر) ہے۔

اسی کیف کو اعلیحضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان کرتے ہیں:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں

اسی محبت کے جذبے نے جب قلب موسی علیہ السلام میں جلوہ گری کی تو ایک ایسی تمنا کو پیدا کر دیا جو ان سے پہلے کسی نبی میں پیدا نہ ہوئی اور وہ جذبہ تھا خداوند قدوس کی زیارت کرنا جس کا بیان قرآن پاک میں کچھ اس طرح آتا ہے۔

---

[1] یوسف:31

وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا[1]

ترجمہ: اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدہ پر حاضر ہوئے اور ان سے ان کے رب نے کلام فرمایا عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام (زمین پر جلوہ گر ہوئے) بے ہوش۔

جب خدا سے موسی علیہ السلام نے مطالبہ دیدار کیا تو اپنی قوم کے ستر فرمانبردار مومن لوگوں کے ساتھ لیے کوہ طور پر روانہ ہوئے اور اتنے ہزار حجابات میں سے گزر کر اللہ تعالی کی صفاتی تجلی کی تاب نہ لاتے ہوئے کوہ طور ریزہ ریزہ ہوا ستر بندگان خدا جاں بحق ہوئے اور موسی علیہ السلام زمین پر جلوہ گر ہوئے۔

---

[1] الاعراف:143

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ[1]

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ اسلام نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وعدہ گاہ پر لانے کے لیے چن لیے، پھر جب انہیں زلزلہ نے پکڑا تو کہا اے میرے رب! اگر تو چاہتا تو پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا، کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو ہماری قوموں کے بے وقوفوں نے کیا، یہ سب تیری آزمائش ہے، جسے تو چاہے اسے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھا رکھے، تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں آپ علیہ السلام کے صاحبین آپ کی صحبت کی وجہ سے وجد و کیف کی چاشنی سے آشنا تھے۔

---

[1] الاعراف:155

سَمِعْتُ خَالِدًا الْحَذَّاءَ قَالَ: كَانَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِذَا سَرَّحَ رُسُلَهُ، يُحْيُونَ الْمَوْتَى قَالَ: فَكَانَ يَقُولُ لَهُمْ: قُولُوا كَذَا، قُولُوا كَذَا فَإِذَا وَجَدْتُمْ قُشَعْرِيرَةً وَدَمْعَةً، فَادْعُوا عِنْدَ ذَلِكَ[1]

ترجمہ: حضرت خالد الحذاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنے قاصدوں کو بھیجتے تھے کہ وہ مردوں کو زندہ کریں تو ان سے فرماتے کہ تم یہ کہنا اور تم یہ کہنا جب تم کپکپی اور آنسو کو دیکھو تو اس وقت دعا کرنا۔

رسول اللہ ﷺ امام الانبیاء، خاتم النبیین ، حضور اقدس ﷺ پر بھی نزول وحی کے وقت اس طرح کی کیفیات طاری ہوا کرتی تھیں۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے بخاری شریف کے اولین باب بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کیفیات کا تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔

[1] کتاب الزهد أحمد بن حنبل ۔ من مواعظ عيسى عليه السلام، والدر المنثور

پہلی وحی کے نزول کے وقت جب جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو سینے سے لگایا اور قلب مبارک میں اللہ کا کلام بحکم الٰہی القاء فرمایا تو آپ ﷺ کے قلب مبارک پر خشیہ، رقت اور لرزہ کی کیفیات طاری ہوئی:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[1]

ترجمہ: (اے محمد ﷺ) اپنے رب کا نام لے کر پڑھئے جس نے (پورے عالم کو) پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سے (انسان کو) علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اسے علم نہ تھا۔

فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ[2]

---

[1] العلق:1تا5

[2] خرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ ﷺ

ترجمہ: پس یہی آیتیں آپ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سن کر اس حال میں غار حرا سے واپس ہوئے کہ آپ ﷺ کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو۔ لوگوں نے آپ کو کمبل اوڑھا دیا۔ جب آپ کا ڈر جاتا رہا۔

قلب اطہر مبارک کا اس انوکھے واقعے سے کانپنا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کمبل کی بات کرنا ایک وجدانی کیفیت ہے۔

جب آپ ﷺ کے خوف کی کیفیت ختم ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ رضی اللہ عنہا یہ مجھے کیا ہو گیا ہے؟ پھر آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پورا قصہ سنایا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہر گز نہیں! خدا کی قسم آپ ﷺ کو خدا کبھی رسوا نہ کرے گا، آپ ﷺ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں، زیر بار لوگوں کا بار برداشت کرتے ہیں، بے روزگاروں کو ذریعہ معاش مہیا

فرماتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں، غرضیکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دی۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، انہوں نے نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا، عربی اور عبرانی میں انجیل لکھا کرتے تھے بہت بوڑھے تے آپ کی بینائی بھی جاتی رہی تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا، میرے چچازاد بھائی! ذرا اپنے بھتیجے کی بات تو سنو، ورقہ بن نوفل نے آنحضرت ﷺ سے حال دریافت کیا تو آپ ﷺ نے غار حراء میں جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا، ورقہ بن نوفل نے سنتے ہی کہا یہ وہی ناموس یعنی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر اتارا تھا[1].

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میں حرا پہاڑ پر تھا کہ مجھے ندا کی گئی یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ الله، میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو کچھ نہ پایا اور جب اوپر دیکھا تو ایک شخص (یعنی وہی فرشتہ

[1] تفسیر جلالین، سورۃ علق: 1 تا 5

جس نے ندا کی تھی) آسمان اور زمین کے درمیان بیٹھا ہے، یہ دیکھ کر مجھ پر رُعب طاری ہوا اور میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے انہیں کہا کہ مجھے چادر اُوڑھاؤ، انہوں نے چادر اُوڑھا دی، اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (ترجمہ: اے چادر اوڑھنے والے)۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ الحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ يَأْتِيكَ الوَحْيُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الجَرَسِ، وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ المَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ

[1] مدارك، المدثر، تحت الآية: ۱

،قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الوَحْيُ فِي اليَوْمِ الشَّدِيدِ البَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا[1]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص حارث بن ہشام نامی نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا تھا کہ حضور آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وحی نازل ہوتے وقت کبھی مجھ کو گھنٹی کی سی آواز محسوس ہوتی ہے اور وحی کی یہ کیفیت مجھ پر بہت شاق گذرتی ہے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میرے دل ودماغ پر اس (فرشتے) کے ذریعہ نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے اور کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ بشکل انسان میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے۔ پس میں اس کا کہا ہوا یاد رکھ لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے سخت کڑاکے کی سردی میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپ ﷺ کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔

---

[1] اخرجہ بخاری فی الصحیح، کتاب الایمان، باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ ﷺ

نزول وحی کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سخت سردی کے موسم میں بھی پیشانی سے پسینے کا ظاہر ہونا بھی ایک وجدانی کیفیت ہے۔

فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمْلِيهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي فَثَقُلَتْ حَتَّى هَمَّتْ تَرُضُّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَيْهِ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ[1]

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ہمیں خبر دی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں املا کرایا

{لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ}

(ترجمہ: گھروں میں بیٹھ رہنے والے مسلمان، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے دونوں برابر نہیں ہو سکتے)

[1] اخرجہ ترمذی فی السنن، ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب من سورۃ النساء

اسی دوران ابن ام مکتوم آپ ﷺ کے پاس آپہنچے اور آپ اس آیت کا ہمیں املا کرا رہے تھے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! قسم اللہ کی، اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا، وہ نابینا شخص تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر آیت {غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ} نازل فرمائی اور جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپ کی ران (قریب بیٹھے ہونے کی وجہ سے) میری ران پر تھی، وہ (نزول وحی کے دباؤ سے) بوجھل ہو گئی، لگتا تھا کہ میری ران پس جائے گی۔ پھر (جب نزول وحی کی کیفیت ختم ہو گئی) تو آپ کی کیفیت دور ہو گئی۔

عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

ترجمہ: جناب مطرف رضی اللہ عنہما اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے

[1] اخرجہ ابی داود فی السنن، کتاب التفریع الاستفتاح الصلاۃ، باب بکاء فی الصلاۃ

سینے سے رونے کی وجہ سے ایسے آواز آرہی تھی جیسے کوئی چکی سی چل رہی ہو۔

عَنْ مُطَرِّفٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت آیا جب آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے سینے سے رونے کی آواز اس طرح آتی تھی جیسا کی ہنڈیا کے جوش مارنے کی آواز ہوتی ہے۔

نماز کی حالت میں یہ گریہ وزاری کی کیفیات جیسا کہ سینے سے رونے کی آوازیں وجد کی کیفیات میں سے ایک ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأْ عَلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ إِنِّي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ

فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ حَتّٰى إِذَا بَلَغْتُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا قَالَ لِي كُفَّ أَوْ أَمْسِكْ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عبداللہ! مجھے قرآن شریف سناؤ، میں نے عرض کیا، بھلا آپ مجھ سے کیا سنتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پر تو وہ اتارا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے دوسرے سے سننا زیادہ پسند ہے، تب میں نے سورہ نساء پڑھنا شروع کی اور جب میں فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا پر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ٹھہر جاؤ، میں نے دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک ٹپک کر گر رہے تھے۔

[1] اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب البکاء عند قراءۃ القرآن، والصحیح مسلم، والترمذی

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ شِبْتَ، قَالَ: شَيَّبَتْنِي هُودٌ، وَالوَاقِعَةُ، وَالمُرْسَلَاتُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے سورت ہود، واقعہ، مرسلات، عَمَّ یَتَسَاءَلُونَ اور اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ نے بوڑھا کر دیا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ قَالَ يَقُولُ اللهُ أَنَا الْجَبَّارُ أَنَا الْمُتَكَبِّرُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمُتَعَالِ

[1] اخرجه الترمذی فی أبواب تفسیر القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب: ومن سورة الواقعة

يُمَجِّدُ نَفْسَهُ قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَدِّدُهَا حَتَّى رَجَفَ بِهِ الْمِنْبَرُ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَخِرُّ بِهِ[1]

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے لگے کہ پروردگار اپنی بزرگی خود بیان کرے گا اور کہے گا کہ میں ہوں جبار، میں ہوں متکبر، میں ہوں بادشاہ، میں ہوں غالب، یہ کہتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کانپنے لگے یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے ہی نہ گر جائیں۔

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمر رضی الله عنهما، سنن النسائی الکبری

اصحابِ رسول پر کیفیاتِ وجد

اور اسی طرح جب محبوب کی طرف سے پیغام رضا آتا ہے تو صادقین کے قلب بے اختیار ہو جاتے ہیں جیسے غزوہ تبوک کے موقع پر راہ خدا میں مال خرچ کی باری پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک بے مثل کارنامہ سرانجام دیا جس کے نتیجے میں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رضا کا مژدہ سنایا تو آنکھیں بہہ پڑیں بلکہ بے اختیار ان کی زبان اطہر سے أَنَا عَنْ رَبِّي رَاضٍ یہ تین مرتبہ دہرایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہمہ وقت صحبت رسول، قربت رسول اور معیت رسول ﷺ میں دلوں کی ایسی کیفیت بنی رہتی تھی۔ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

يَا أَبَا بَكْرٍ هَذَا جِبْرِيلُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ مِنَ اللهِ وَيَقُولُ: أَرَاضٍ أَنْتَ عَنِّي فِي فَقْرِكَ هَذَا أَمْ سَاخِطٌ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: أَعَلَى رَبِّي أَغْضَبُ أَنَا عَنْ رَبِّي رَاضٍ أَنَا عَنْ رَبِّي رَاضٍ[1]

[1] حلية الأولياء وطبقات الأصفياء

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! اللہ رب العزت تم پر سلام فرماتے ہیں اور تمہیں ارشاد فرماتے ہیں، کیا تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں اپنے ربِ کریم پر ناراض ہوں گا؟ میں تو اپنے رب سے (ہر حال میں) راضی ہوں میں اپنے ربِ کریم سے راضی ہوں۔ میں اپنے ربِ کریم سے راضی ہوں۔

اسی طرح صحابہ کی قلبی کیفیات کا اظہار اس حدیث مبارکہ سے ہوتا ہے:

عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ لَقِيَنِی أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَا تَقُولُ قَالَ قُلْتُ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتَّى كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ فَنَسِينَا كَثِيرًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَوَاللهِ إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هَذَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ
حَتَّى كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ
وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي وَفِي الذِّكْرِ
لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً
وَسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ[1]

ترجمہ: حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا اے حنظلہ تم کیسے ہو میں نے کہا حنظلہ تو منافق ہو گیا انہوں نے کہا سُبحَانَ اللّٰہِ تم کیا کہہ رہے ہو میں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں گویا کہ ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکل جاتے ہیں تو ہم بیویوں اور اولاد

[1] اخرجه المسلم في الصحيح كتاب التوبه باب فضل دوام الذكر والفكر في أمور الآخرة

اور زمینوں وغیرہ کے معاملات میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ہم بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ہمارے ساتھ بھی اسی طرح معاملہ پیش آتا ہے میں اور ابو بکر چلے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حنظلہ تو منافق ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا وجہ ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ آنکھوں دیکھے ہو جاتے ہیں جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ہم اپنی بیویوں اور اولاد اور زمین کے معاملات وغیرہ میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے بہت ساری چیزوں کو بھول جاتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اسی کیفیت پر ہمیشہ رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہو، ذکر میں مشغول ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کریں اور راستوں میں بھی لیکن

اے حنظلہ ایک ساعت (یاد کی) ہوتی ہے اور دوسری (غفلت کی) اور آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔

ایک اور روایت میں ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کے اصحاب نجاشی کے پاس پہنچے اور انہوں نے قرآن کریم پڑھا اور ان کے علماء اور راہبوں نے قرآن مجید سنا تو حق کو پہچاننے کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور حضرت سعید بن جبیر نے کہا کہ نجاشی نے اپنے تیس بہترین اصحاب رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجے۔ آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا، ان پر رقت طاری ہو گئی اور وہ رونے لگے، انہوں نے کہا بخدا ہم اس کو پہچانتے ہیں اور وہ مسلمان ہو گئے اور نجاشی کو جا کر خبر دی تو وہ بھی مسلمان ہو گیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔[1]

[1] زاد المسیر فی علم التفسیر، تفسیر سورۃ المائدہ:83، ج2، ص410

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَجَعْفَرٌ، وَزَيْدٌ، قَالَ: فَقَالَ لِزَيْدٍ:أَنْتَ مَوْلَايَ فَحَجَلَ، قَالَ: وَقَالَ لِجَعْفَرٍ: أَنْتَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، قَالَ: فَحَجَلَ وَرَاءَ زَيْدٍ، قَالَ: وَقَالَ لِي: أَنْتَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْكَ، قَالَ: فَحَجَلْتُ وَرَاءَ جَعْفَرٍ[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں، حضرت جعفر اور حضرت زید رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو میرا مولیٰ ہے! تو حضرت زید رضی اللہ عنہ (اس قول کی لذت سے وجد میں آکر) حجل یعنی ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم سیرت و صورت میں میری طرح ہو! تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ

[1] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه ۔ مسند البزار، الآداب للبيهقي، سنن البيهقي الكبرى، شعب الإيمان ۔ البيهقي

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں! تو میں بھی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر رقص کرنے لگا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَهَاجَتْ رِيحٌ فَوَقَعَ مَا كَانَ عَلَيْهَا مِنْ وَرَقٍ نَخِرٍ وَبَقِيَ مَا كَانَ مِنْ وَرَقٍ أَخْضَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مَثَلُ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَقَالَ الْقَوْمُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ إِذَا اقْشَعَرَّ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَعَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ وَبَقِيَتْ لَهُ حَسَنَاتُهُ[1]

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ اچانک ہوا چلی اور درخت سے خشک پتے جھڑ گئے اور سبز پتے درخت کے ساتھ لگے رہے تو

[1] اخرجہ البیہقی فی شعب الإیمان۔ کتاب الخوف من اللہ تعالیٰ، ومسند أبي یعلی، ومجمع الزوائد ومنبع الفوائد،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس درخت کی مثال کس کی طرح ہے؟ تو صحابہ نے جواب دیا اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اس درخت کی مثال مومن جیسی ہے جب وہ (مومن) خشیت خداوندی سے کانپ جاتا ہے تو اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور نیکیاں یوں ہی باقی رہ جاتی ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قُلْتُ لِجَدَّتِي أَسْمَاءَ: كَيْفَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعُوا الْقُرْآنَ قَالَتْ: تَدْمَعُ أَعْيُنُهُمْ وَتَقْشَعِرُّ جُلُودُهُمْ كَمَا نَعَتَهُمُ اللهُ[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ میں نے اپنی دادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کیسے کرتے تھے جب وہ قرآن پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ وہ

[1] اخرجه البيهقي في شعب الإيمان، تعظيم القرآن، فصل في البكاء في قرأة القرآن

ایسے تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أُقْرِئَكَ القُرْآنَ قَالَ: آللهُ سَمَّانِي لَكَ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ العَالَمِينَ قَالَ: نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں تم کو قرآن پڑھاؤں پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام آپ سے لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! پوچھا کیا پروردگار عالم کے پاس میرا ذکر ہوا؟ آپ نے فرمایا ہاں! تو ان کی دونوں آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب مناقب تفسیر القرآن، باب {کلا لئن لم ینته لنسفعا بالناصیة ناصیة کاذبة خاطئة}

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: قَرَأَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَقُّوا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اغْتَنِمُوا الدُّعَاءَ عِنْدَ الرِّقَّةِ فَإِنَّهَا رَحْمَةٌ[1]

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابی بن کعب نبی کریم ﷺ کے پاس تلاوت قرآن کر رہے تھے تو آپ پر رقت طاری ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان رقت کی گھڑیوں میں دعا کرنا غنیمت جانو یہ اللہ کی رحمت کی گھڑیاں ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ يَوْمًا فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرُعِدَ حَتَّى رُعِدَتْ ثِيَابُهُ[2]

ترجمہ: مسروق کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترجمہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا)، اتنا کہتے ہی وہ کانپنے لگے اور ان کے کپڑے ہلنے لگے۔

---

[1] الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلك، مسند الشهاب، وكنز العمال، وكشف الخفا

[2] مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن مسعود رضی الله تعالى عنه

ایک اور حدیث میں ہے:

الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ وَعَظَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ هَذِهِ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا[1]

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں وعظ فرمایا: جس سے آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور دل کانپ اٹھے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے، آپ ہم سے کسی چیز کا عہد لے لیں۔

ایک اور حدیث میں ہے:

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يَفْتَتِنُ فِيهَا الْمَرْءُ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذَلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً[2]

---

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، أبواب العلم عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء فی الأخذ بالسنة ۔ والسنن ابن ماجه۔ مسند الإمام أحمد بن حنبل

[2] اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب الجنائز باب ما جاء فی عذاب القبر، ۔ وإثبات عذاب القبر وسؤال الملکین

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو عذاب قبر کا ذکر کیا جس میں آدمی کو مرنے کے بعد مبتلا کیا جاتا ہے۔ تو جب آپ نے اس کا ذکر کیا تو مسلمان چیخنے لگے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

شُفَيًّا الأَصْبَحِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ، دَخَلَ المَدِينَةَ، فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا فَقَالُوا: أَبُو هُرَيْرَةَ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يُحَدِّثُ النَّاسَ، فَلَمَّا سَكَتَ وَخَلَا قُلْتُ لَهُ: أَسْأَلُكَ بِحَقٍّ وَبِحَقٍّ لَمَا حَدَّثْتَنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتَهُ وَعَلِمْتَهُ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَفْعَلُ، لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَلْتُهُ وَعَلِمْتُهُ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً فَمَكَثْنَا قَلِيلًا ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا البَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ

غَيْرِي وَغَيْرُهُ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ أَفَاقَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ فَقَالَ: أَفْعَلُ، لَأُحَدِّثَنَّكَ حَدِيثًا حَدَّثَنِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ مَا مَعَنَا أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُهُ، ثُمَّ نَشَغَ أَبُو هُرَيْرَةَ نَشْغَةً شَدِيدَةً، ثُمَّ مَالَ خَارًّا عَلَى وَجْهِهِ فَأَسْنَدْتُهُ عَلَيَّ طَوِيلًا[1]

ترجمہ: حضرت شفیا اصبحی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے گرد جمع ہوئے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں بھی ان کے قریب ہو گیا یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے جب وہ خاموش ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے ایک سوال کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جسے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اور اچھی طرح سمجھا ہو فرمایا ضرور بیان کروں گا پھر چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا تو فرمایا میں تم سے ایسی حدیث بیان کروں گا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اسی گھر میں بیان کی تھی اس

---

[1] اخرجه الترمذی فی السنن، أبواب الزهد عن رسول الله ﷺ باب ما جاء فی الرياء والسمعة

وقت میرے اور آپ ﷺ علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت زور سے چیخ ماری اور دوبارہ بے ہوش ہو گئے تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا اور منہ کے بل نیچے گرنے لگے تو میں نے انہیں سہارا دیا اور کافی دیر تک سہارا دیئے کھڑا رہا پھر انہیں ہوش آیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آیت سن کر وجد میں بیہوش ہونے کی کیفیت مزکور ہے،

وَسَمِعَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَجُلاً يَقْرَأُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ فَصَاحَ صَيْحَةً وَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَحُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ فَلَمْ يَزَلْ مَرِيْضًا فِيْ بَيْتِهِ شَهْرًا[1]

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو پڑھتے ہوئے سنا إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ (بے شک تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے، اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے)۔ تو آپ نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا تو آپ ایک مہینہ تک بیمار رہے۔

---

[1] احیاء علوم الدین للغزالی، کتاب آداب السماع والوجد وھو الکتاب الثامن من ربع العادات

ایک اور روایت میں ہے:

وَقَدْ قَرَأَ أَمِيرُ الْمُؤمِنِيْنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ يَوماً: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ حَتَّى بَلَغَ قَوْلَهُ تَعَالَى: وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ فَخَرَّ مَغْشِيّاً عَلَيْهِ وَصَارَ يَضْطَرِبُ عَلَى الْأَرْضِ سَاعَةً طَوِيْلَةً[1]

ترجمہ: حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ تلاوت کی یہاں تک کہ جب وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ تک پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ بہت وقت تک زمین پر تڑپتے رہے۔

ان روایات سے بھی وجد ظاہر ہوتا ہے کیونکہ خوف الٰہی کے باعث رونا، سسکیاں لینا یہ بھی وجد کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ یہاں تھوڑی سی وضاحت لازمی ہے۔ کچھ لوگ یہ روایت پڑھ کر کہیں گے کہ یہ تو خشیت کی وجہ سے تھا پھر وجد کیسا؟ تو جواب یہ ہے کہ یہی تو بات سمجھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہ بالکل خشیت کے باعث ہی تھا لیکن خوف و خشیت تو دل میں ہوتا ہے لیکن اس کے اثر کی وجہ سے جو حرکات صادر ہوتی ہیں، اسے وجد کہتے ہیں۔ خوف و خشیت کی زیادتی کی وجہ سے بے

[1] تنبیہ المغترین للإمام الشعرانی، الباب الأول، ومنها کثرة الخوف من اللّه تعالی إذا ذکروا أهوال یوم القیامة وکثرة الغشیان إذا سمعوا القرآن والذکر

اختیار آنسو نکل آتے ہیں کبھی آدمی چیخیں مارتا ہے اور کبھی منہ سے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں بے اختیار کبھی جسم کانپنے لگتا ہے کبھی آدمی گر جاتا ہے اور تڑپنے لگتا ہے کبھی آدمی بیہوش ہو کر گر جاتا ہے اور کئی اللہ کے نیک بندے تو فوت بھی ہو جاتے ہیں۔ اور نماز میں بھی ایسی حرکات بے اختیار ہو جاتی ہیں فقہ کی کتابوں میں اس کو جائز کہا گیا ہے۔ اور جب خوشی اور عشق و محبت کی کیفیت غالب آ جائے تو انسان بے اختیار رقص شروع کر دیتا ہے کبھی کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور کبھی دوڑنے لگتا ہے۔

عشق الٰہی، خوف الٰہی، عشق رسول ﷺ یا اپنے شیخ کی محبت یا کسی ولی اللہ کی محبت جیسی کیفیات جب کسی پہ غالب آ جائیں تو اس وقت جو حرکات اس سے صادر ہوتی ہیں وہ وجد کہلاتی ہیں یہ بے اختیار ہوتی ہیں جیسے کھانسی اور چھینک وغیرہ جیسے افعال بے اختیار ہوتے ہیں۔ اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ اثرات اور کیفیات احادیث مبارکہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تابعین، تبع تابعین اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے ثابت ہیں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اہلسنت والجماعت ہرگز جعلی صوفیاء کے رقص یار یاکاری اور دکھلاوے کے وجد کے حق میں نہیں ہیں نہ ہی اس کو جائز سمجھتے ہیں اس پر فتاویٰ جات موجود ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام اور براق کا وجد

عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ سَأَلَ جِبْرِيلَ: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ فَانْتَفَضَ جِبْرِيلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سَبْعِينَ حِجَابًا مِنْ نُورٍ، لَوْ دَنَوْتُ مِنْ أَدْنَاهَا لَاحْتَرَقْتُ[1]

ترجمہ: حضرت زرارہ ابن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ سن کر تھر تھر کانپنے لگے اور پھر بولے محمد ﷺ میرے اور اللہ کے درمیان نور کے ستر پردے ہیں اگر ان پردوں میں سے کسی پردے کے قریب ہونے کے لیے ایک انگشت برابر بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں۔

[1] اخرجه البغوي في مصابيح السنة، كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق، باب بدء الخلق وذكر الأنبياء عليهم السلام۔ مشكوة المصابيح

ایک اور روایت میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِالبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسْرَجًا، فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هَذَا فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْهُ، قَالَ: فَارْفَضَّ عَرَقًا[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں نبی اکرم ﷺ کے لیے براق لایا گیا جس کو لگام ڈالی ہوئی اور زین کسی ہوئی تھی۔ اس نے شوخی کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو محمد ﷺ کے ساتھ ایسی شوخی کر رہا ہے۔ آج تک تجھ پر اللہ کے نزدیک ان سے زیادہ عزیز سوار نہیں ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اسے پسینہ آگیا۔

[1] اخرجه الترمذي في السنن، ابواب تفسير القرآن، باب: ومن سورة بني إسرائيل، ومسند الإمام أحمد بن حنبل، وصحيح ابن حبان

جانوروں اور غیر ذی العقول پر وجد کی کیفیت

وجد کی کیفیت صرف انسانوں ہی پر طاری نہیں ہوتی بلکہ یہ حیوانات، پہاڑوں، سمندروں، نباتات، جمادات، ہوا اور اللہ کی دوسری مخلوقات پر بھی طاری ہوتی ہے مگر ہمارے پاس وہ آنکھیں نہیں کہ ہم ان کا مشاہدہ کر سکیں۔ اس کی احادیثِ مبارکہ سے چند مثالیں بیان کی جاتیں ہیں۔

جانوروں کا وجد کرنا

صحابی کے قرآن پڑھنے پر گھوڑے کا وجد میں آنا:

عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ، إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ، فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ، فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ، ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ، وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا، فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيبَهُ فَلَمَّا اجْتَرَّهُ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، حَتَّى مَا يَرَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ، قَالَ:

فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيَى، وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي

فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا

أَمْثَالُ المَصَابِيحِ، فَخَرَجَتْ حَتَّى لاَ أَرَاهَا، قَالَ: وَتَدْرِي مَا ذَاكَ،

قَالَ: لاَ، قَالَ: تِلْكَ المَلاَئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ

النَّاسُ إِلَيْهَا، لاَ تَتَوَارَى مِنْهُمْ[1]

ترجمہ: حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، نے ایک مرتبہ رات کو سورۃ البقرہ کی تلاوت شروع کی. ان کا گھوڑا جو ان کے پاس ہی بندھا ہوا تھا، اس نے اچھلنا کودنا اور بدکنا شروع کر دیا. آپ نے تلاوت چھوڑ دی گھوڑا بھی سیدھا ہو گیا. آپ نے پھر پڑھنا شروع کیا. گھوڑے نے پھر بدکنا شروع کیا. آپ نے پھر پڑھنا موقوف کیا. گھوڑا بھی ٹھیک ٹھاک ہو گیا. تیسری مرتبہ بھی یہ ہوا. چونکہ ان کے صاحبزادے یحییٰ گھوڑے کے پاس ہی لیٹے ہوء تھے اس لئے ڈر معلوم ہوا کہ کہیں بچے کو چوٹ نہ آجائے. قرآن کا پڑھنا بند کر کے اسے اٹھا لیا. آسمان کی طرف دیکھا کہ جانور کے بدکنے کی کیا وجہ ہے؟ صبح حضور ﷺ

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب فضائل القرآن باب نزول سکینه

کی خدمت میں آکر واقعہ بیان کرنے لگے. آپ ﷺ سنتے جاتے اور فرماتے جاتے.... اسید پڑھتے چلے جاؤ. حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا: ﷺ تیسری مرتبہ کے بعد تو یحیٰی کی وجہ سے میں نے پڑھنا بالکل بند کر دیا. اب جو نگاہ اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی چیز سایہ دار ابر (بادل) کی طرح کی ہے اور اس میں چراغوں کی طرح کی روشنی ہے. بس میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اوپر کو اٹھ گئی. آپ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو، یہ کیا چیز تھی؟ یہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز کو سن کر قریب آگئے تھے اگر تم پڑھنا موقوف نہ کرتے تو صبح تک یونہی رہتے اور ہر شخص انہیں دیکھ لیتا کسی سے نہ چھپتے۔

اسی طرح چوپایہ کا قرآن سن کر وجد کرنا:

سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ سُورَةَ الْكَهْفِ وَلَهُ دَابَّةٌ مَرْبُوطَةٌ، فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تَنْفِرُ، فَنَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى سَحَابَةٍ قَدْ غَشِيَتْهُ، أَوْ ضَبَابَةٍ، فَفَزِعَ، فَذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: سَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلَ، قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ: اقْرَأْ فُلَانُ، فَإِنَّ السَّكِينَةَ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ، أَوْ عِنْدَ الْقُرْآنِ[1]

ترجمہ: حضرت سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا، (قریب ہی) اس کا چوپایہ بندھا ہوا تھا، چوپائے نے اچانک بدکنا شروع کر دیا، اس نے دیکھا کہ ایک بدلی اسے ڈھانپنے لگی ہے، وہ گھبرا گیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کا نام لیا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ تو اس نے (آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر) یہ ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو فلاں! تو پڑھتا رہتا، یہ تو سکینت تھی جو قرآن (کی تلاوت) کے لیے نازل ہوئی۔

اونٹوں کا ذبح ہونے کیلئے آگے ہونا:

وَقُرِّبَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٌ خَمْسٌ أَوْ سِتٌّ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ إِلَيْهِ بِأَيَّتِهِنَّ يَبْدَأُ[2]

---

[1] مسند احمد بن حنبل

[2] سنن ابوداؤد

ترجمہ: اس دن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نحر کرنے کے لیے پانچ (یا چھ) اونٹ لائے گئے جن میں سے ہر اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب تر ہوتا جاتا تھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے اس کو نحر فرمائیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی قرأت سننے کے لیے جنوں، انسانوں، جانوروں اور پرندوں کا قریب آنا اور انتقال کرنا:

وَقِيْلَ إِنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِهِ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ وَالطَّيْرُ وَالْوَحْشُ إِذَا قَرَأَ الزَّبُوْرَ وَكَانَ يُحْمَلُ مِنْ مَجْلِسِهِ أَرْبَعمِائَة جَنَازَة مِمَّنْ قَدْ مَاتَ مِمَّنْ سَمِعُوا قِرَاءَتِهِ[1]

ترجمہ: روایت کیا گیا ہے کہ داؤد علیہ السلام جب زبور پڑھتے تو جن وانس، پرندے اور جانور انہیں کان لگا کر سنتے۔ آپ کی آواز سن کر چار سو جنازے ان کی مجلس سے اٹھتے تھے، جنہوں نے آپ کی قرأت سنی ہوتی تھی۔

[1] الرسالة القشيرية للقشيرية، باب فی السماع

پہاڑوں کا وجد میں آنا

حضور نبی اکرم ﷺ جب احد پہاڑ پر تشریف فرما ہوتے تو احد وجد میں حرکت میں آجاتا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، قَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدَانِ[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم ﷺ کوہِ احد پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تھے۔ پہاڑ کو وجد آیا تو آپ نے ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا: احد ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں۔

[1] صَحِيحُ الْبُخَارِي، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَنَاقِبُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

اسی طرح جبلِ نور کے بارے میں مروی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى جَبَلِ حِرَاءٍ فَتَحَرَّكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْكُنْ حِرَاءُ فَمَا عَلَيْكَ إِلاَّ نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ. وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حراء پہاڑ پر تھے تو وہ ہلنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حراء ٹھہر جا! تجھ پر صرف نبی ہے، صدیق ہے یا شہید ہے۔ اس پہاڑ پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے۔

[1] صَحِيْح مُسْلِم، کتاب فضائل الصحابة رضی الله تعالى عنهم، باب مِنْ فَضَائِلِ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رضی الله عنهما

جمادات کا وجد کرنا

جب حضور اکرم ﷺ اپنے منبر شریف پر جلوہ فرما ہوتے تو وجد میں ہلنے لگتا:

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ نَظَرَ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ كَيْفَ يَحْكِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَأْخُذُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ سَمَوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدَيْهِ فَيَقُولُ أَنَا اللهُ - وَيَقْبِضُ أَصَابِعَهُ وَيَبْسُطُهَا أَنَا الْمَلِكُ. حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لأَقُولُ أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا کہ وہ کس طرح رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑے گا اور فرمائے گا: میں اللہ ہوں، آپ اپنی انگلیوں کو بند کرتے تھے اور کھولتے تھے، (اور فرمائے گا:) میں بادشاہ ہوں،

[1] صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا منبر نیچے سے کچھ ہل رہا تھا حتیٰ کہ میں نے دل میں کہا: کیا وہ رسول اللہ ﷺ کو لے کر گر جائے گا۔

اسی طرح آپ کے فراق میں لکڑی رونے لگی:

قَالَ فَعَمِلَتْ لَهُ الْمِنْبَرَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِي صُنِعَ فَصَاحَتْ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ تَنْشَقُّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنْ الذِّكْرِ[1]

ترجمہ: آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کیا گیا جب جمعہ کا دن آیا تو نبی ﷺ اس منبر پر بیٹھے جو بنایا گیا تھا کھجور کا وہ تنا چیخنے لگا جس پر آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے یہاں تک کہ قریب تھا کہ پھٹ جائے نبی ﷺ اترے اس کو پکڑا اور اپنے سینے سے چمٹا لیا وہ تنا اس چھوٹے بچے کی طرح رونے لگا جس کو چپ

---

[1] صحیح بخاری

کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ٹھہر گیا اور فرمایا کہ یہ لکڑی اس بنا پر روئی کہ اس کے پاس جو ذکر ہوتا تھا اس کو سنتی تھی۔

علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کہا:

من چہ گویم از تولائش کہ چیست

خشک چوبے در فراق او گریست

ترجمہ: میں حضور کی محبت کی کیا بات کروں کہ وہ کیا ہے؟

سرکار کی جدائی میں تو خشک لکڑی بھی روئی ہے۔

انسان کی کیفیت پر اثرانداز محرکات: شوق و محبت اور خشیہ و خوف

انسان کے دل پر اثر یا تو شوق و محبت میں شدت کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر کسی چیز کے ڈر، خشیہ اور خوف کی وجہ سے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے بھی بندوں کی ہدایت کے لیے اسی ترغیب و ترہیب کا اسلوب اختیار فرمایا۔ بندوں کو اپنی پہچان دینے والی ذات اپنے محبوب ﷺ کو اللہ نے مُبَشِّرًا (خوش خبری سنانے والا) اور نَذِیرًا (ڈر سنانے والا) کہہ کر پکارا۔

يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شٰهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا[1]

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر، اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

حضور ﷺ کے سامنے بیٹھنے والوں، اصحابِ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ظاہری و باطنی کیفیت اسی شوق اور خوف کی وجہ سے تبدیل ہو جایا کرتی تھی۔

کائنات کی تخلیق میں بھی جذبۂ محبت کی جلوہ گری ہے، اللہ کو اپنی خدائی کا اظہار محبوب تھا تو اس نے کائنات اور اس کی مخلوقات پیدا فرمائیں گویا کہ تمام مظاہر

---

[1] احزاب: 45

کمالات کے ظہور کے پیچھے جذبہِ محبت ہی کی کار فرمائی ہے جیسا کہ مقاصد الحسنہ میں بیان ہوا ہے

كُنْتُ كَنْزًا لا أُعْرَفُ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ خَلْقًا[1]

ترجمہ: میں ایک چھپا خزانہ تھا جسے کوئی پہچانتا نہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

حضرت مجدد الفِ ثانی امامِ ربانی امام احمد سرہندی فاروقی رحمہ اللہ کے مکتوبات شریف[2] میں بھی یہی مفہوم بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو تخلیق کیا۔ اللہ تعالیٰ کے من بلا کیف میں جو جذبہ آیا وہ اپنی ذات سے محبت تھی اسی جذبے کے تحت اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس چیز کو تخلیق کیا وہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا نور تھا پھر ارتقائی اور توسیعی سلسلے پر آقا کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث مبارکہ مندرجہ ذیل ہے جس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آقا علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کیا

---

[1] المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة

[2] مکتوبات امام ربانی، جلد اول مکتوب نمبر 266

يَا رَسُوْل الله بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَخْبِرْنِيْ عَنْ أَوَّل شَيْء خَلَقَهُ الله تَعَالَى قَبْلَ الْأَشْيَاءِ.قَالَ: يَا جَابِرإِن الله قَدْ خَلَقَ قبل الْأَشْيَاء نُوْر نَبِيّكَ مِنْ نُوْرِهِ[1]

ترجمہ: یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے خبر دیجئے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی آقا علیہ السلام نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبریل تمہاری عمر کتنی ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی اے نبی اللہ ﷺ میں نہیں جانتا کہ میری عمر کتنی ہے مگر میں یہ ضرور جانتا ہوں ہو کہ چوتھے آسمان پر میں نے ایک تارے کو دیکھا جو چمکتا ہے ہر ستر ہزار سال

[1] کشف الخفاء، امام عجلونی۔

بعد اور میں نے اسے 72 ہزار بار دیکھا ہے پھر سرکار دوعالم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

وَعِزَّةِ رَبِّیْ أَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ

(ترجمہ: اللہ کی عزت کی قسم میں وہ تارا (نور) میں تھا)۔[1]

دراصل تخلیق اول حقیقت محمدی ﷺ جب اپنے رب کے سامنے موجود تھے تو وہ حالت عبادت میں تھے جب وہ قیام کی حالت میں ہوتے تھے وہ جبریل کو نظر آتے تھے اور جب سجدہ کی حالت میں ہوتے تھے تو وہ جبرئیل کو نظر نہیں آتے تھے۔

اس بات کو ایک اور جگہ یوں بیان کیا گیا کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أول ما خلق الله من الأنوار نوری و كذا باقیها[2]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا اور باقی ہر چیز کو میرے نور سے پیدا کیا۔

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ[3]

---

[1] روح البیان: إسماعیل حقی۔ سیرت حلبیہ

[2] کشف الخفاء، امام عجلونی۔

[3] مطالع المسرات 265۔ موسوعة الكسنزان فيما اصطلح عليه أهل التصوف والعرفان الجزء3

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر شے کو پیدا کیا۔

وہ پہلی تخلیق تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے اظہار کے لیے، محبت کے جذبے کے تحت پیدا فرمایا اور اسی تخلیق مبارکہ کو مخلوق تک اپنی پہچان دینے کا ذریعہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے نظام فطرت بنا دیا کہ جس کو بھی معرفت خداوندی، اللہ کی صفات کی پہچان نصیب ہو گی، وہ اسی تخلیق اول کے طفیل ہی نصیب ہو گی۔

اللہ کریم نے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ [1]

ترجمہ: فرما دیجئے کہ میری طرف تو یہی وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود فقط ایک (ہی) معبود ہے، تو کیا تم اسلام قبول کرتے ہو۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ [2]

ترجمہ: (اے نبی مکرّم!) آپ فرما دیجئے: وہ اللہ ہے جو یکتا ہے۔

[1] الانبیاء: 108

[2] الاخلاص: 1

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ [1]

ترجمہ: فرمادیجئے: تحقیق میں تو ڈر سنانے والا ہوں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یکتا سب پر غالب ہے۔

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کا اظہار بھی اسی ذات اقدس ﷺ کی زبانِ حق بیاں سے پسند فرمایا، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے جذبے سے سب سے پہلے تخلیق فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ جو ایک ہے زبردست ہے مظاہر قدرت کے لامتناہی ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کا اظہار کرنا بھی اسی بابرکت زبان سے پسند کیا کہ جس کے اندر معرفت الٰہی اور محبت الٰہی کا جذبہ کماحقہٗ تھا، جو پیکر ہدایت تھی، جو حق تعالیٰ نے محبت سے تخلیق فرمائی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی چاہت اللہ تعالیٰ کی اپنی ذات سے محبت ہی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدی کے اندر رواں دواں کر دیا اور صرف ایک یہی یکتا ذریعہ بنا دیا کہ جس سے مخلوق خصوصاً انسان اپنی مرضی سے نکل کر، اپنے نفس کی محبت سے نکل کر، اپنی

[1] ص:65

چاہت سے نکل کر جب تک آقا علیہ الصلاۃ والسلام سے کما حقہٗ محبت نہیں کرتا، اس وقت تک وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے کبھی سرشار نہیں ہو سکتا اور کبھی ہدایت نہیں پا سکتا صحیح بخاری کتاب الایمان جس کا عنوان بھی امام بخاری نے حب رسول اللہ ﷺ من الایمان رکھ کر محبت کو ہی معرفت خداوندی کا بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ[1]

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہ ہو گا جب تک میں اس کو اس کے والدین اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کا محبوب نہ بن جاؤں۔

اسی محبت کے جذبے کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے ایک مرتبہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا:

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ

---

[1] اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الایمان

أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ يَا عُمَرُ[1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ سوائے میری جان کے تمام چیزوں سے زیادہ مجھ کو محبوب ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے (تمہارا ایمان کامل نہیں) جب تک کہ میں تمہاری جان سے زیادہ تمہیں محبوب نہ ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب اللہ کی قسم آپ ﷺ مجھ کو میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اب اے عمر (تیرا ایمان کامل ہو گیا)۔

معلوم ہوا کہ محبت رسول ﷺ ہی اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کا ذریعہ ہے تخلیق نوع انسانیت اس جذبہ محبت کے بغیر جو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کے ساتھ تھی اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ تھی یا اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات بلا کیف کے ساتھ ہے کسی مصنوعی طریقے سے نہیں پہنچ سکتی تھی اس وقت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے

[1] اخرجہ البخاری فی الصحیح کتاب الأیمان والنذور

اپنے انوار کی روشنی میں پروان چڑھنے والے حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو انسانیت میں مبعوث فرما کر لوگوں پر احسان عظیم فرمایا تھا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا[1]

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ان ہی میں سے رسول کو بھیجا

تاکہ انسان اس مقام احسان تک پہنچ جائے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ ممکن نہیں تو وہ اتنا یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ[2]

ترجمہ: تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو، پس اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے (تو تمہیں اتنا کم از کم یقین ہو) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

کیونکہ انسان دیکھنا اسی کو پسند کرتا ہے جس سے وہ رغبت محبت اور وارفتگی رکھتا ہے۔

[1] آل عمران: 164

[2] اخرجه البخاری فی الصحیح کتاب الأیمان

اور اسی جذبہ سے سرشار لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ[1]

ترجمہ: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جذبہ محبت سے سرشار لوگوں کی صفت اول بیان کر دی اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ کہ یہی محبت کا جذبہ جب اپنے عروج کی طرف رواں دواں ہوتا ہے تو اس کا اظہار انسانی جسم پر اس کی بساط کے مطابق ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ واحادیث طیبہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام وسلف الصالحین کو قرآن مجید کی سماعت پر خشیت الٰہی کے باعث وجد وحال کی کیفیات وارد ہوتی تھیں۔ تاریخِ اسلام میں تصوف پر لکھی جانے والی اولین کتب میں سے ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی (م 378) کی تصنیف کتاب اللمع فی التصوف، جس میں کتاب الوجد کے نام سے ایک مستقل باب ہے، اسی طرح ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی (م 427) نے قتلی القرآن کے نام سے ایک مکمل کتاب تالیف فرمائی جس میں صحابہ کرامؓ اور سلف الصالحین کے ان خوش نصیب لوگوں کا

[1] البقرۃ:165

تذکرہ کیا جو قرآنِ مجید کی تلاوت سننے کے باعث وصال فرمایا۔ حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش (م 464) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب کشف المحجوب میں وجد و حال پر سیر حاصل گفتگو فرمائی یہاں تک کہ وجد میں پھاڑے ہوئے کپڑوں کو شرکاءِ مجلس میں تبرکاً تقسیم کرنے کے شرعی مسائل بھی بیان فرمائے۔ اسی طرح الامام ابو القاسم القشیری (م 465) نے اپنی کتاب الرشالۃ القشیریۃ اور الامام ابو حامد محمد الغزالی (م 505) نے احیاء علوم الدین میں جن کا شمار مصنف کی امہات الکتب میں ہوتا ہے، کتاب الوجد پر مستقل اَبواب قائم کیے۔ جیسے جیسے زمانۂ رسالت مآب کے قریب جائیں گے کتب تزکیہ، زہد اور تقویٰ میں وجد و حال کا زیادہ ذکر ملے گا حتیٰ کہ قتلی القرآن کے نام سے کتاب تصنیف کرنا اس پر بین شاہد ہے، کہ قرآن مجید سن کر خشیت الٰہی سے وصال فرما جانا دورِ سلف الصالحین میں نہ صرف وقوع پذیر ہوتا تھا بلکہ وجہِ شرف اور فضیلت سمجھا جاتا تھا۔ اس بات کا اظہار کتبِ حدیث کے اَبواب اور عنوانات کا مطالعہ کرنے سے بھی ہوتا ہے۔ مثلاً امام بخاری اور امام مسلم دونوں حضرات نے اپنی صحیحین میں کتاب الرقاق اور کتاب الزھد والرقائق کو شامل کیا اور اس عنوان پر احادیث جمع کیں۔

اب آج اگر کوئی وجد و حال پر اعتراض کرے تو فقط اپنی سلف الصالحین کے اَحوال سے بے خبری اور امام اہل سنت کے بقول اپنے باطن کی خباثت کو ثابت کرتا ہے۔

بعض بد عقیدہ نام نہاد محبینِ قرآن ایسی کیفیات کے ظہور پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان پر کیوں وارد نہیں ہوتیں۔ ایسے لوگوں کے قرآن پڑھنے اور سننے کی مثال اس کیپسول کی ہے جو دوا سے خالی ہو۔ بظاہر تو قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی سماعت کر تے ہیں لیکن ان کے قلوب خشیت الٰہی اور انوارات ذکر سے خالی ہوتے ہیں جس وجہ سے قرآن مجید کا ان پر اثر نہیں ہوتا نہ ہی ان پر کسی قسم کی کیفیات طاری ہوتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نہ اترے گا:

يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَمَنْ لَقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ عِنْدَ اللهِ لِمَنْ قَتَلَهُمْ[1]

[1] ابن ماجة في السنن في المقدمة

اخیر زمانہ میں کچھ نو عمر، بیوقوف اور کم عقل لوگ ظہور پذیر ہوں گے، لوگوں کی سب سے اچھی (دین کی) باتوں کو کہیں گے، قرآن پڑھیں گے، لیکن ان کے حلق سے نہ اترے گا، وہ اسلام سے ویسے ہی نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، تو جو انہیں پائے قتل کر دے، اس لیے کہ ان کا قتل قاتل کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعث اجر و ثواب ہے۔

اور پھر صرف یہ نہیں کہ اثر نہ ہوگا، بلکہ گمراہی میں اضافہ ہوگا۔ مشہور مفسر قرآن امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی رحمہ اللہ اپنی تصنیف تفسیر القرطبی میں فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللهِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کے دلوں کی سختی قرآن سننے سے بڑھ جاتی ہے[1]۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللهُ مَرَضًا[2]

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی

[1] تفسیر القرطبی تفسیر سورۃ الزمر الآیۃ 22

[2] سورۃ البقرۃ الآیۃ 10

ذہن نشین رہے کہ یہ کیفیات جو ذکر اللہ و قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت نازل ہوتی ہیں، اس نور کے باعث ہے جو سینوں میں داخل ہوتا ہے۔ بعض لوگوں پر شیطانی اثرات کے باعث کچھ کیفیات وارد ہوتی ہیں۔ان باطل کیفیات کی علامات یہ ہے کہ جن فساق و فجار پر یہ کیفیات وارد ہوتی ہیں وہ اپنے فسق و فجور میں ہی مبتلا رہتے ہیں بلکہ سنت اور شریعت سے دور کرتی ہیں۔ چناچہ امام قرطبیؒ علیہ الرحمہ اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَہُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت مرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ نے اس کے سینہ کو کیسے کھول دیا؟ فرمایا: جب نور دل میں داخل ہوتا ہے تو وہ کھل جاتا ہے۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ، اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: جنت کی طرف متوجہ ہونا، دنیا سے پہلو تہی کرنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری کرنا۔[1]

---

[1] تفسیر القرطبی تفسیر سورۃ الزمر الآیۃ 22

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی وجدانی کیفیات جو ذکر اللہ وسماعت تلاوت کلام پاک کے باعث ہوتی ہیں وہ انسان کو شریعت کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور سنت رسول ﷺ کے متبع کر دیتی ہیں۔ان کو شیطانی اثرات سے تعبیر کرنا محض جہالت اور دین پر افتراء ہے۔

تابعین اور اولیاء پر وجد

حضرت زرارہ بن اوفی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے زرارہ بن اوفی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے:

وَرُوِیَ أَنَّ زَرَارَۃَ بْنَ أَبِیْ أَوْفَی وَکَانَ مِنَ التَّابِعِیْنَ کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ بِالرَّقَّۃِ فَقَرَأَ فَإِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ فَصَعِقَ وَمَاتَ فِیْ مِحْرَابِہِ رَحِمَہُ اللّٰہُ[1]

ترجمہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت زرارہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ جو تابعین میں سے ہیں مقامِ رقہ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو آپ نے پڑھا فَإِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ (ترجمہ: پھر جب صُور پھونکا جائے گا)۔ یہ پڑھتے ہی آپ نے چیخ ماری اور محراب میں ہی انتقال کر گئے۔

[1] احیاء العلوم، الترغیب والترھیب

حضرت ابو جریر تابعی رحمہ اللہ کا انتقال کرنا

وَأَبُوْ جَرِيْرٍ مِنَ التَّابِعِيْنَ قَرَأَ عَلَيْهِ صَالِحُ الْمَرِي فَشَهِقَ وَمَاتَ[1]

ترجمہ: حضرت ابو جریر رحمۃ اللہ علیہ جو تابعین میں سے ہیں ان کے سامنے حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک میں سے کچھ پڑھا تو انہوں نے ایک چیخ ماری اور انتقال کر گئے۔

حضرت خواجہ حسن بصری تابعی رحمہ اللہ کا بیان

وَكَانَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى يَقُوْلُ: كَانَ أَحَدُهُمْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي اللَّيْلِ، فَإِذَا أَصْبَحَ عَرَفَ النَّاسُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ مِنْ شِدَّةِ التَّغَيُّرِ وَالْإِصْفِرَارِ وَالنُّحُوْلِ وَالذُّبُوْلِ، فَصَارَ النَّاسُ الْيَوْمَ يَقْرَأُ أَحَدُهُمُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي اللَّيْلِ، فَإِذَا أَصْبَحَ لَا يُظْهَرُ عَلَى وَجْهِهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَكَأَنَّهُ حَمَلَ رِدَاءَهُ[2]

---

[1] إحياء علوم الدين للغزالي، كتاب آداب السماع والوجد وهو الكتاب الثامن من ربع العادات

[2] تنبيه المغترين للإمام الشعراني، الباب الأول، ومنها كثرة الخوف من الله تعالى إذا ذكروا أهوال يوم القيامة وكثرة الغشيان إذا سمعوا القرآن والذكر

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ان (یعنی بزرگوں) میں سے کوئی ایک رات کے وقت قرآن مجید پڑھتا۔ جب صبح ہوتی تو لوگوں کو اس بات کا علم ان کے چہرے سے ہو جاتا تھا کیونکہ اس میں بہت زیادہ تبدیلی آجاتی تھی، رنگ زرد ہو جاتا اور کمزوری ظاہر ہو جاتی پس آج صورت حال یہ ہے کہ ایک شخص رات بھر سارے قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے لیکن صبح اس کے چہرے پر اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا گویا اس نے (صرف) اس (یعنی قرآن مجید) کی چادر اٹھائی ہو۔

خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز تابعی رحمہ اللہ کا وجد

وَقَدْ دَخَلَ يَزِيْد الرَّقَاشِيُّ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَحِمَهُمَا اللهُ تَعَالَى يَوْمًا، فَقَالَ لَهُ: عِظْنِيْ يَا يَزِيْد، فَقَالَ لَهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّكَ أَوَّلُ خَلِيْفَةٍ يَمُوْتُ، فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ لَهُ: زِدْنِيْ. فَقَالَ لَهُ: لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ

أَبِيكَ آدَمُ أَبٌ حَيٌّ، فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ لَهُ: زِدْنِي. فَقَالَ لَهُ: لَيْسَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ مَنْزِلَةٌ أُخْرَى، فَسَقَطَ عُمَرُ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ[1]

ترجمہ: ایک دن حضرت یزید الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے کہا اے یزید! مجھ کو کوئی نصیحت کیجئے، انہوں نے فرمایا: اے امیر المومنین! تم پہلے خلیفہ ہو جو انتقال کر جاؤ گے، (اس پر) حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے اور کہا (نصیحت میں) اضافہ کیجئے۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے اور تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان کوئی زندہ نہیں، حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پھر روئے اور فرمایا کچھ بتائیں۔ فرمایا: جنت اور دوزخ کے درمیان کوئی مقام نہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

[1] تنبیه المغترین للإمام الشعرانی، الباب الأول، ومنها کثرة الخوف من اللّٰه تعالی إذا ذکروا أهوال یوم القیامة وکثرة الغشیان إذا سمعوا القرآن والذکر

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ تابعی رحمہ اللہ کا وجد

وَقَرَأَ الإِمَامُ يَوْمًا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ فَارْتَعَدَ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ مِنْهُ[1]

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں، ایک دن نماز فجر میں آیت کریمہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ کی تلاوت کی تو آپ کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی یہاں تک کہ لوگ سمجھ گئے کہ آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی ہے۔

تابعیہ کا قبرِ انور کی زیارت سے انتقال کرنا

وَيُرْوٰى أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : اكْشِفِي لِي قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَكَشَفَتْهُ لَهَا ، فَبَكَتْ حَتّٰى مَاتَتْ[2]

[1] الخیرات الحسان، فصل 15

[2] الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الرابع

ترجمہ: مروی ہے کہ ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر کو میرے لئے کھول دیجئے۔ آپ نے اس کے لئے کھولا تو وہ رونے لگی حتیٰ کہ وہ وہیں انتقال کر گئی۔

تابعی کا خوفِ خدا سے انتقال کرنا

عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: كَانَ شَابٌّ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُلَازِمُ الْمَسْجِدَ وَالْعِبَادَةَ، فَعَشِقَتْهُ جَارِيَةٌ، فَأَتَتْهُ فِي خَلْوَةٍ فَكَلَّمَتْهُ، فَحَدَّثَ نَفْسَهُ بِذَلِكَ، فَشَهِقَ فَغُشِيَ عَلَيْهِ، فَجَاءَ عَمٌّ لَهُ، فَحَمَلَهُ إِلَى بَيْتِهِ، فَلَمَّا أَفَاقَ، قَالَ: يَا عَمُّ، انْطَلِقْ إِلَى عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ مَا جَزَاءُ مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ، فَانْطَلَقَ عَمُّهُ، فَأَخْبَرَ عُمَرَ، وَقَدْ شَهِقَ الْفَتَى شَهْقَةً أُخْرَى فَمَاتَ مِنْهَا، فَوَقَفَ عَلَيْهِ عُمَرُ، فَقَالَ: لَكَ جَنَّتَانِ، لَكَ جَنَّتَانِ[1]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک نوجوان

---

[1] شعب الإيمان للبيهقي، الْحَادِي عَشَرَ مِنْ شُعَبِ الإِيمَانِ وَهُوَ بَابٌ فِي الْخَوْفِ مِنَ اللهِ تَعَالَى

تھا جو ہر وقت مسجد میں رہتا تھا اور عبادت کرتا رہتا تھا۔ اس پر ایک لڑکی عاشق ہو گئی اور خلوت میں اس کے پاس آئی اور اس سے بات کی۔ اس نے اپنے دل میں اپنے نفس سے اس بارے میں بات کی لہٰذا اس نے زور سے چیخ ماری اور بیہوش ہو گیا۔ اس کے ایک چچا تھے وہ آئے اور اسے اپنے گھر لے گئے۔ جب ہوش میں آیا تو کہا کہ اس شخص کی کیا جزا ہے جو اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے اور پیش ہونے سے ڈر جائے؟ ان کے چچا چلے گئے، جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی اور اتنے میں اس نوجوان نے ایک دوسری چیخ ماری اسی چیخ سے مر گیا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر مطلع ہوئے اور فرمانے لگے:

تیرے لئے ہی دو باغ ہیں، تیرے لئے ہی دو باغ ہیں۔

حضرت ربیع بن خثیم تابعی رحمہ اللہ کا وجد

قَالَ: وَسَمِعَ رَبِيْع بْنُ خُثَيْم رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ قَارِئًا يَقْرَأُ قَوْلَهُ تَعَالىٰ: اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا فَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ ثُمَّ حُمِلَ اِلَى بَيْتِهٖ فَفَاتَهُ الظُّهْرُ وَالْعَصْرُ وَالْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ، وَكَانَ هُوَ

الإِمَامُ فِي حَارَتِهِ، وَفِي رِوَايَةٍ: كَانَ الْقَارِئُ عَبْدُ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ[1]

ترجمہ: حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا اِذَا رَاَتۡهُمۡ مِّنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ سَمِعُوۡا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيۡرًا (ترجمہ: جب وہ انہیں دور جگہ سے دیکھیں گے تو سنیں گے، اس کا جوش اور چنگھاڑنا)۔ تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر ان کو اٹھا کر لایا گیا تو ان سے ظہر، عصر اور مغرب و عشاء کی نماز قضا ہو گئی اور اپنے محلے میں وہی امام تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ قرأت کرنے والے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت داؤد طائی تبع تابعی رحمہ اللہ کا وجد

وَقَدْ مَرَّ دَاوُدُ الطَّائِيُّ يَوْمًا عَلَى امْرَأَةٍ تَبْكِي عَلَى قَبْرٍ لَهَا وَتَقُوْلُ: لَيْتَ شَعْرِيْ بِأَيِّ خَدَّيْكَ بَدَأَ الدُّوْدُ، فَخَرَّ دَاوُدَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ[2]

[1] تنبیه المغترین للإمام الشعرانی، الباب الأول، ومنها كثرة الخوف من الله تعالى إذا ذكروا أهوال يوم القيامة وكثرة الغشيان إذا سمعوا القرآن والذكر

[2] تنبیه المغترین للإمام الشعرانی، الباب الأول، ومنها كثرة الخوف من الله تعالى إذا ذكروا أهوال يوم القيامة وكثرة الغشيان إذا سمعوا القرآن والذكر

ترجمہ: حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تیرے کس رخسار سے کیڑے نے آغاز کیا، یہ سن کر حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت عبد اللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعی کی وفات

حضرت امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت یونس بن عبد الرحمن صدفی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت عبد اللہ بن وہب رحمہ اللہ کی وفات کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

كَانَ يُقْرَأُ عَلَيْهِ كِتَابُ الْأَهْوَالِ فَقُرِئَ عَلَيْهِ خَبَرٌ فَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَحَمَلْنَاهُ وَأَدْخَلْنَاهُ الدَّارَ فَلَمْ يَزَلْ مَرِيضًا حَتَّى تُوُفِّيَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ[1]

ترجمہ: ان کے سامنے کتاب الاہوال اکثر پڑھی جاتی تھی ایک دفعہ آخرت کا کوئی قصہ پڑھا گیا وہ سنتے ہی ان پر بیہوشی طاری ہو گئی ہم نے ان کو اٹھا کر گھر پہنچایا اس دن سے وہ بیمار ہوئے اور اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکے اور وفات پا گئے۔

[1] اخرجه الحاکم فی المستدرك، کتاب العلم

حضرت ابراہیم بن ادہم تبع تابعی رحمہ اللہ کا وجد

کسی نے حضرت ابراہیم ادہم سے صوفیاء کے وجد کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ ان باتوں سے آگاہی حاصل کرتے ہیں جو دوسروں سے پوشیدہ ہوتی ہیں اور جب وہ ان معانی سے سرور حاصل کرتے ہیں تو اس وقت وہ معانی ان کو اشارہ کر کے اپنی طرف بلاتے ہیں اسی حال میں اچانک ایک حجاب حائل ہو جاتا ہے اور وہ اس مسرت و فرح کے بجائے نالہ و بکا میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر اس وقت یہ صورت ہوتی ہے کہ کوئی اس غم سے کپڑے پھاڑ دیتا ہے کوئی روتا ہے اور کوئی چیختا ہے۔[1]

وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ أَدْهَمَ رَحِمَهُ اللهُ إِذَا سَمِعَ أَحَدًا يَقْرَأُ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اِضْطَرَبَتْ أَوْصَالُهُ حَتَّى كَانَ يَرْتَعِدُ[2]

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ جب کسی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنتے: اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

(ترجمہ: جب آسمان پھٹ جائے گا)۔

---

[1] عوارف المعارف صفحہ 342

[2] إحياء علوم الدين للغزالي، كتاب آداب السماع والوجد وهو الكتاب الثامن من ربع العادات

تو آپ کے جوڑ اس قدر مضطرب ہوتے حتیٰ کہ آپ کانپ اٹھتے۔

حضرت فضیل بن عیاض تبع تابعی رحمہ اللہ کا وجد

قَالَ: وَصَلَّى الْفُضَيْلُ بْنُ عَيَّاضٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى الْفَجْرَ يَوْمًا فَقَرَأَ يٰسٓ فَلَمَّا بَلَغَ قَوْلَهُ تَعَالٰى: اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ فَسَقَطَ اِبْنُهُ عَلِيٌّ رَحِمَهُ اللهُ فَلَمْ يُفِقْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ. وَقَدْ كَانَ عَلِيٌّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّقْرَأَ سُوْرَةً لَمْ يَقْدِرْ أَنْ يَّتِمَّهَا، وَكَانَ لَا يَقْدِرُ أَنْ يَّسْمَعَ سُوْرَةَ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا وَلَا سُوْرَةَ الْقَارِعَةِ أَبَدًا. قَالَ: وَلَمَّا مَاتَ ضَحِكَ أَبُوْهُ الْفُضَيْلُ فَقِيْلَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ، وَكَانَ كَثِيْرُ الْحُزْنِ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ أَحَبَّ مَوْتَهُ فَأَحْبَبْتُ ذٰلِكَ لِحُبِّ اللهِ. وَكَانَ يَقُوْلُ لِوَالِدِهٖ: أُدْعُ اللهَ لِيْ أَنْ يُّقَدِّرَنِيْ عَلٰى سَمَاعِ سُوْرَةٍ كَامِلَةٍ، أَوْ عَلٰى خَتْمِ الْقُرْآنِ وَلَوْ مَرَّةً قَبْلَ مَوْتِيْ[1]

[1] تنبیہ المغترین للإمام الشعرانی، الباب الأول، ومنها کثرۃ الخوف من اللہ تعالیٰ إذا ذکروا أهوال یوم القیامة وکثرة الغشیان إذا سمعوا القرآن والذکر

ترجمہ: حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فجر کی نماز میں سورۃ یٰسٓ پڑھی جب وہ اس آیت پر پہنچے اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ (ترجمہ: نہیں ہوئی مگر ایک زوردار کڑک پھر وہ فوراً سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے) تو ان کا بیٹا علی بن فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ گر پڑا اور اسے سورج چڑھنے تک افاقہ نہ ہوا۔ اور یہ علی جب کوئی سورت پڑھنا چاہتے تو اسے پورا نہ کر سکتے اور وہ سُوۡرَۃُ الزّلزلۃ اور سُوۡرَۃُ القَارِعَۃ کبھی بھی سن نہیں سکتے تھے۔ جب حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو ان کے والد حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ ہنس پڑے۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی کیونکہ وہ زیادہ غمگیں رہتے تھے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی موت کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ کے پسند کرنے کی وجہ سے مجھے بھی یہ موت پسند ہے۔ اور وہ اپنی والدہ سے فرماتے تھے میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے پوری سورت سننے یا ختم قرآن کی طاقت عطا فرمائے اگرچہ میری موت سے پہلے ایک بار ہی ہو۔

ایک اور روایت میں ہے:

كَانَ الْفُضَيْلُ بْنُ عَيَّاضٍ إِذَا عَلِمَ أَنَّ اِبْنَهُ عَلِيًّا خَلْفَهُ يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ مَرَّ وَلَمْ يَقِفْ وَلَمْ يُخَوِّفْ، وَإِذَا عَلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ خَلْفَهُ تَنَوَّقَ فِي الْقُرْآنِ وَحَزَّنَ، وَخَوَّفَ. فَظَنَّ يَوْمًا أَنَّهُ لَيْسَ خَلْفَهُ، فَأَتَى عَلَى ذِكْرِ هَذِهِ الْآيَةِ: رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ، قَالَ: فَخَرَّ عَلِيٌّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ. فَلَمَّا عَلِمَ أَنَّهُ خَلْفَهُ وَأَنَّهُ قَدْ سَقَطَ، تَجَوَّزَ فِي الْقِرَاءَةِ. فَذَهَبُوا إِلَى أُمِّهِ فَقَالُوا: أَدْرِكِيهِ. فَجَاءَتْ فَرَشَّتْ عَلَيْهِ مَاءً، فَأَفَاقَ. فَقَالَتْ لِفُضَيْلَ: أَنْتَ قَاتِلُ هَذَا الْغُلَامِ عَلِيٍّ فَمَكَثَ مَا شَاءَ اللهُ. فَظَنَّ أَنَّهُ لَيْسَ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ: وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ، فَخَرَّ مَيِّتًا وَتَجَوَّزَ أَبُوهُ فِي الْقِرَاءَةِ. وَأُتِيَتْ أُمُّهُ فَقِيلَ لَهَا: أَدْرِكِيهِ. فَجَاءَتْ فَرَشَّتْ عَلَيْهِ مَاءً، فَإِذَا هُوَ مَيِّتٌ رَحِمَهُ اللهُ[1]

[1] كتاب التوابين لابن قدامة، ذكر سبب توبة جماعة من الأمة رحمة الله عليهم، توبة علي بن الفضيل بن عياض

ترجمہ: حضرت محمد بن خلف کہتے ہیں مجھے حضرب یعقوب بن یوسف نے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا جب نماز پڑھاتے اور ان کو علم ہوتا کہ ان کا بیٹا علی بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو تلاوت کرتے جاتے، رکتے نہیں تھے اور درد بھرے انداز میں آیات خوف کی تلاوت نہ فرماتے اور جب پتہ ہوتا کہ آج علی مقتدی نہیں ہے تو بڑی عمدگی سے قرآن پڑھتے اور خوب حزن و خوف پیدا کرتے۔ ایک دن آپ نے سمجھا کہ علی آج پیچھے نہیں ہے تو آپ نے اس آیت کی تلاوت کی: رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ (کہیں گے (معذرت کرتے ہوئے): اے ہمارے رب! غالب آگئی تھی ہم پر ہماری بد بختی اور ہم گمراہ لوگ تھے)۔ راوی کا بیان ہے یہ آیت سن کر علی بے ہوش ہو کر گر گیا۔ جب آپ کو علم ہوا کہ وہ پیچھے کھڑا تھا اور اب گر گیا ہے تو آپ نے قرأت میں اختصار کیا۔ لوگوں نے علی کی والدہ کو اطلاع دی اور کہا اسے اٹھا لائیے۔ آپ تشریف لائیں اور بیٹے کے منہ پر پانی چھڑکا تو اسے کچھ ہوش آیا۔ پھر آپ نے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ اس بچے کو قتل کر دیں گے۔ کچھ عرصہ گزرا تو ایک

دن آپ نے سمجھا کہ علی مقتدی نہیں ہے۔آپ نے یہ آیت پڑھی: وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ (اور ظاہر ہوا اللہ کی طرف سے ان پر جو ان کے گمان میں بھی نہ تھا)۔ علی گر کر فوت ہو گیا۔ علی کے باپ نے قرأت مختصر کی۔آپ کی والدہ کو اطلاع دی گئی اور کہا گیا کہ اسے اٹھالائیے۔ وہ آئیں اور علی کے منہ پر پانی چھڑ کا لیکن وہ اپنے رب کے حضور پہنچ چکا تھا، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ کا بیان

وَكَانَ أَبُو سُلَيْمَانَ الدَّارَانِي رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى يَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ خَشُوْعًا مِنَ الْحَسَنِ يَعْنِيْ ابْنَ صَالِحٍ رَحِمَهُ اللهُ قَامَ لَيْلَةً إِلَى الصَّبَاحِ بِسُوْرَةِ عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ (اَلنَّبَا)، يُرَدِّدُهَا وَيُغْشَى عَلَيْهِ إِلَى الْفَجْرِ وَلَمْ يُتِمَّ السُّوْرَةَ. وَكَانَ كُلَّمَا غُشِيَ عَلَيْهِ يُجَدِّدُ طَهَارَةً....

وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى يُؤَذِّنُ مَرَّةً فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَغُشِيَ عَلَيْهِ، فَحَمَلُوهُ مِنَ الْمِنَارَةِ وَنَزَلُوا بِهِ وَصَعِدَ أَخُوهُ، فَأَذَّنَ وَصَلَّى بِالنَّاسِ وَالْحَسَنُ فِي غَشْيَتِهِ[1]

ترجمہ: حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، میں نے حسن (ابن صالح) رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ خشوع و خضوع کرنے والا نہیں دیکھا۔ انہوں نے ایک رات سورۃ عم یتسالون کی تلاوت شروع کی تو صبح تک پڑھتے رہے۔ ان پر صبح تک بار بار بے ہوشی طاری ہو جاتی اور وہ سورت نہ پڑھ سکے اور جب بھی ان پر غشی طاری ہوتی وہ تازہ وضو کرتے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا وجد

وَرُوِيَ أَنَّهُ سَمِعَ قَارِئاً يَقْرَأُ: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ فَتَغَيَّرَ الشَّافِعِيُّ وَارْتَعَدَ وَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ[2]

[1] تنبیه المغترین للإمام الشعرانی، الباب الأول، ومنها كثرة الخوف من الله تعالى إذا ذكروا أهوال يوم القيامة وكثرة الغشيان إذا سمعوا القرآن والذكر

[2] المرقاة شرح المشكاة للملا علی القاری، فی خطبة الكتاب

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قاری سے یہ آیت کریمہ سنی هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ توامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ لرزنے لگے اور آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

وَرُوِيَ أَنَّ الْإِمَامَ الشَّافِعِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَمِعَ جَارِيَةً تُغَنِّي وَتَقُوْلُ:
خَلِيْلِيْ مَا بَالَ الْمَطَايَا كَأَنَّهَا، تَرَاهَا عَلَى الْأَعْقَابِ بِالْقَوْمِ تَنْكُصُ. فَقَالَ لِابْنِ عَلِيٍّ وَكَانَ مَعَهُ كَيْفَ تَسْمَعُ أَيَطْرُبُكَ فَقَالَ لَا فَقَالَ الشَّافِعِيُّ مَا لَكَ حِسٌّ[1]

ترجمہ: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے بارے میں بیان کیا گیا کہ آپ نے ایک لڑکی کو یہ شعر پڑھتے سنا

خَلِيْلِيْ مَا بَالَ الْمَطَايَا كَأَنَّهَا   تَرَاهَا عَلَى الْأَعْقَابِ بِالْقَوْمِ تَنْكُصُ

(اے دوست! ان سواریوں کو کیا ہو گیا ہے، لگتا ہے قوم کو الٹے پاؤں لوٹا رہی ہیں)۔

احمد بن علی ہمراہ تھے۔آپ نے پوچھا یہ شعر سن کر تمہیں کچھ کیف آیا۔

[1] رَوْضُ الرَّيَاحِيْنَ لِلْيَافِعِيْ، الحكاية الثمانون بعد امائتين عن أحمد بن مقاتل العكى رحمه الله

انہوں نے عرض کیا کچھ بھی تو نہیں۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

تم تو بے حس ہو، ایک اور بزرگ یہ شعر سن کر وجد میں آگئے۔ باللہ ردوا

فواد متکب　　　　لیس لہ من حبیبہ خلف

(خدا کے واسطے اس غمزدہ کا دل پھیر دو جسے اپنے حبیب کا ثانی نہیں ملتا)۔ اسی کیف و مستی میں رات بھر کھڑے رہے۔ کبھی کبھی گر پڑتے پھر سنبھل کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ کے ساتھ صاحبین بھی کھڑے روتے اور اشک بہاتے رہے۔

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کی کیفیت

وَقِيلَ تَعَلَّقَ رَجُلٌ بِإِمْرَأَةٍ فِي بَغْدَادَ فَتَعَرَّضَ لَهَا فَأَبَتْ أَنْ تُمَكِّنَهُ مِنْ نَفْسِهَا وَكُلُّ مَنْ جَاءَ لِيُخَلِّصَهَا مِنْهُ طَعَنَهُ بِسِكِّيْنٍ مَعَهُ وَكَانَ رَجُلًا شَدِيْدًا فَبَيْنَمَا النَّاسُ حَوْلَهُ وَالْمَرْأَةُ تُصِيْحُ فِيْ يَدِهِ إِذْ مَرَّ بِشْرُ بْنُ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَدَنَا مِنْهُ وَحَكَّ كَتِفَهُ بِكَتِفِهِ فَوَقَعَ الرَّجُلُ إِلَى الْأَرْضِ وَهَرَبَتِ الْمَرْأَةُ وَمَضَى بِشْرٌ فَدَنَا النَّاسُ مِنَ الرَّجُلِ فَإِذَا هُوَ

يَرْشَحُ عَرَقًا كَثِيرًا فَسَأَلُوهُ عَنْ حَالِهِ فَقَالَ مَا أَدْرِيْ وَلَكِنْ حَكَّ كَتِفِيْ شَيْخٌ وَقَالَ إِنَّ اللهَ نَاظِرٌ إِلَيْكَ وَإِلَى مَا تَعْمَلُ فَصَعِقْتُ لِقَوْلِهِ وَهِبْتُ هَيْبَةً شَدِيْدَةً وَلَا أَدْرِيْ مَنْ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقِيْلَ لَهُ ذَاكَ بِشْرُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ وَاسَوْأَتَاهُ كَيْفَ يَنْظُرُ إِلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ وَحَمَّ الرَّجُلُ مِنْ يَوْمِهِ وَمَاتَ يَوْمَ السَّابِعِ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى[1]

ترجمہ: شہر بغداد کی ایک گلی میں ایک قوی مرد نے ایک عورت کو پکڑ لیا اور چھوڑتا نہیں تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھری تھی، اگر کوئی اس کے نزدیک جاتا تو وہ اسی سے مارتا تھا۔ اس نے عورت کو دبوچ رکھا تھا اور لوگ چاروں طرف سے اسے گھیرے ہوئے تھے۔ عورت اس کے چنگل میں پھنسی ہوئی تھی۔ اچانک اس طرف حضرت بشر بن حرث رحمہ اللہ کا گزر ہوا۔ وہ قوی مرد کے نزدیک گئے اور اپنے شانے سے اس کا شانہ رگڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد وہ شخص زمین پر گر پڑا اور عورت آزاد ہو کر بھاگ گئی۔ کچھ دیر بعد لوگوں نے قریب جا کر دیکھا کہ وہ پسینے سے شرابور ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات

[1] رَوْضُ الرَّيَاحِيْنَ لِلْيَافِعِيْ، الحكاية الخامسة والثمانون بعد الثلثمائة عن بشر بن الحارث رضی اللہ عنہ

ہے؟ بولا: معلوم نہیں۔ میں نے دیکھا کہ ایک شیخ نے میرا شانہ مس کیا اور کہا: اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے اس فعل کو دیکھ رہا ہے۔ یہ سن کر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا اور میرے اوپر سخت ہیبت طاری ہو گئی۔ لوگوں نے کہا وہ بشر بن حرث تھے۔ اس نے کہا: صد حیف! آج کے بعد وہ مجھے کس نظر سے دیکھیں گے۔ اس روز بخار میں مبتلا ہو کر اس کے ساتویں روز قوی مرد کا انتقال ہو گیا۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بیان

قَدْ نَقَلَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ القلانسِيُّ أَنَّ الْإِمَامَ أَحْمَدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَنِ الصُّوْفِيَّةِ: لَا أَعْلَمُ أَقْوَاماً أَفْضَل مِنْهُمْ، قِيْلَ إِنَّهُمْ يَسْتَمِعُوْنَ وَيَتَوَاجَدُوْنَ، قَالَ: دَعُوْهُمْ يَفْرَحُوْنَ مَعَ اللهِ سَاعَةً[1]

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن عبد اللہ قلانسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے صوفیاء کرام کے بارے میں فرمایا: میں ان سے افضل لوگ نہیں جانتا۔ کہا گیا کہ وہ سماع سنتے

[1] غِذَاءُ الْأَلْبَابِ شَرْحُ مَنْظُوْمَةِ الآدَابِ لِلسَّفَارِيْنِی، مَطْلَبٌ فِي ذِكْرِ الخِلَافِ فِي حَظَرِ الغِنَاءِ وَإِبَاحَتِهِ

ہیں اور وجد کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو (اپنے حال پر) رہنے دو کہ یہ اللہ کے ساتھ ایک گھڑی فرحت وخوشی میں (مست) ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی کیفیت

بَلْ قَدْ رُوِیَ عَنْ كَثِيْرٍ مِنَ الْمُرِيْدِيْنَ أَنَّهُمْ مَاتُوا بِمُجَرَّدِ النَّظَرِ إِلَى الْمَشَايِخِ، كَمَا حُكِيَ أَنَّ مُرِيْدًا لِأَبِيْ تُرَابِ النَّخْشَبِيِّ كَانَ يَتَجَلَّى لَهُ الْحَقُّ تَعَالَى فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَرَّاتٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ تُرَابٍ: لَوْ رَأَيْتَ أَبَا يَزِيْدِ الْبِسْطَامِيَّ لَرَأَيْتَ أَمْرًا عَظِيْمًا، فَلَمَّا ارْتَحَلَ الْمُرِيْدُ مَعَ شَيْخِهِ أَبِيْ تُرَابِ النَّخْشَبِيِّ لِأَبِيْ يَزِيْدِ وَوَقَعَ بَصَرُ الْمُرِيْدِ عَلَيْهِ وَقَعَ مَيْتًا، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ تُرَابٍ يَا أَبَا يَزِيْدِ نَظْرَةٌ مِنْكَ قَتَلَتْهُ، وَقَدْ كَانَ يَدَّعِيْ رُؤْيَةَ الْحَقِّ تَعَالَى فَقَالَ لَهُ أَبُوْ يَزِيْدَ قَدْ كَانَ صَاحِبُكَ صَادِقًا، وَكَانَ الْحَقُّ يَتَجَلَّى لَهُ عَلَى قَدْرِ مَقَامِهِ، فَلَمَّا رَآنِيْ تَجَلَّى لَهُ عَلَى قَدْرِ مَا رَأَى، فَلَمْ يُطِقْ فَمَاتَ[1]

[1] المواهب اللدنية للقسطلانی، المقصد التاسع فی لطيفة من لطائف عباداته صلی الله عليه وسلم، النوع السابع من عباداته عليه الصلوة والسلام فی نبذة من أدعيته وذكره وقراءته

ترجمہ: بلکہ بہت سے مریدین کے بارے میں منقول ہے کہ وہ محض مشائخ کو دیکھنے سے انتقال کر جاتے جس طرح منقول ہے کہ ابو تراب نخشبی کے مرید کے لئے روزانہ کئی مرتبہ حق کی تجلی ہوتی تو ابو تراب نے اس سے فرمایا اگر تم ابو یزید کو دیکھ لیتے تو ایک بہت بڑا معاملہ دیکھتے۔ جب مرید اپنے شیخ ابو تراب نخشبی کے ہمراہ حضرت ابو یزید کی طرف گیا اور مرید کی نگاہ ان پر پڑی تو وہ فوت ہو گیا۔ ابو تراب نے کہا: اے ابو یزید! آپ کی ایک نظر نے اسے قتل کر دیا حالانکہ وہ حق کو دیکھنے کا دعویٰ کرتا تھا۔ حضرت ابو یزید نے فرمایا: تمہارا مرید سچا تھا۔ اس کے مقام کے مطابق اس پر حق کی تجلی ہوتی تھی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو اس پر اس اندازے کے مطابق تجلی ہوئی جو اس نے دیکھا تو اسے اس کی طاقت نہ تھی لہذا فوت ہو گیا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کا وجد

قَالَ لَمَّا دَخَلَ ذُو النُّوْنِ الْمِصْرِیُّ بَغْدَادَ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ الصُّوْفِيَّةُ وَمَعَهُمْ قَوَّالٌ فَاسْتَأْذَنُوْهُ بِأَنْ يَّقُوْلَ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ شَيْئًا. فَأَذِنَ فَابْتَدَأَ يَقُوْلُ:

صَغِيْرُ هَوَاكَ عَذَّبَنِیْ، فَكَيْفَ بِهٖ إِذَا احْتَنَكَا

وَأَنْتَ جَمَعْتَ فِي قَلْبِيْ، هَوًى قَدْ كَانَ مُشْتَرَكَا

أَمَا تَرْثِيْ لِمُكْتَئِبٍ، إِذَا ضَحِكَ الْخَلِيُّ بَكَى

قَالَ فَقَامَ ذُو النُّوْنِ وَسَقَطَ عَلَى وَجْهِهِ وَالدَّمُ يَقْطُرُ مِنْهُ وَلَا يَسْقُطُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَتَوَاجَدُ فَقَالَ لَهُ ذُو النُّوْنِ الَّذِيْ يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فَجَلَسَ الرَّجُلُ[1]

ترجمہ: حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمہ اللہ کے بارے میں احمد بن مقاتل مکی بیان کرتے ہیں کہ حضرت جب بغداد شریف پہنچے تو مشائخ صوفیہ آپ کے پاس آئے۔ ان لوگوں کے ساتھ قوال بھی تھا۔ آپ سے سماع کی اجازت لے کر قوال نے یہ اشعار پڑھے:

تیری تھوڑی محبت نے مجھے عذاب میں ڈال رکھا ہے،

اس وقت کیا حال ہو گا جب وہ خوب پختہ ہو جائے گا

اور تو نے میرے دل میں اس محبت کو جمع کر دیا جو مشترک تھی

کیا ایسے غمزدہ پر رحم نہ کرو گے، جب فارغ البال ہنستا ہے تو وہ روتا ہے

---

[1] رَوْضُ الرِّيَاحِيْنَ لِلْيَافِعِيْ، الحكاية الثمانون بعد امائتين عن أحمد بن مقاتل العكى رحمه الله

حضرت ذوالنون رحمہ اللہ یہ اشعار سن کر کھڑے ہوئے اور پھر منہ کے بل گر پڑے اور ان کا خون جاری تھا مگر وہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ آپ کے بعد ان لوگوں میں سے ایک آدمی اور اٹھا اور تواجد کرنے لگا۔ حضرت ذوالنون نے اس سے فرمایا: وہ تجھے قیام اور حال کرتے دیکھ رہا ہے۔ وہ حضرت کی بات سن کر اپنی جگہ جا بیٹھا۔

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کی مجلس

وَقَالَ الْجُنَيْدُ دَخَلْتُ عَلَى سرِى السَّقَطِي فَرَأَيْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ رَجُلًا قَدْ غُشِيَ عَلَيْهِ فَقَالَ لِيْ هَذَا رَجُلٌ قَدْ سَمِعَ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ فَغُشِيَ عَلَيْهِ فَقُلْتُ اقْرَءُوْا عَلَيْهِ تِلْكَ الآيَةِ بِعَيْنِهَا فَقُرِئَتْ فَأَفَاقَ[1]

ترجمہ: حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کے پاس گیا تو میں نے ان کے سامنے ایک بیہوش آدمی کو دیکھا، انہوں نے مجھے بتایا کہ اس شخص نے قرآن پاک کی ایک آیت سنی ہے تو اس پر

[1] إحياء علوم الدين للغزالي، كتاب آداب السماع والوجد وهو الكتاب الثامن من ربع العادات

بیہوشی طاری ہو گئی۔ میں نے کہا اس کو وہی آیت سناؤ۔ جب وہ آیت پڑھی گئی تو اسے ہوش آگیا۔

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمہ اللہ کی کیفیت

قَالَ جَعْفَرُ الخُلْدِيّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ عَلَى الجُنَيْدِ وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ فَقَالَ لِلْجُنَيْدِ مَتَى يَسْتَوِي عِنْدَ العَبْدِ حَامِدُهُ وَذَامُهُ فَقَالَ بَعْضُ الشُّيُوخِ إِذَا دَخَلَ البِيمَارِسْتَانَ وَقَيَّدَ بِقَيْدَيْنِ فَقَالَ الْجُنَيْدُ لَيْسَ هَذَا مِنْ شَأْنِكَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الرَّجُلِ وَقَالَ إِذَا تَحَقَّقَ أَنَّهُ مَخْلُوقٌ فَشَهَقَ الرَّجُلُ شَهْقَةً وَمَاتَ[1]

ترجمہ: حضرت جعفر خلدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خراساں کا ایک آدمی حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ان کے پاس ایک جماعت تھی اس نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا آدمی کے نزدیک اس کی تعریف کرنے والے اور اسے برا کہنے والے برابر کب ہوتے ہیں؟ کسی درویش نے جواب دیا جب آدمی شفاخانے میں جاتا ہے اور دو قیدوں میں مقید ہوتا ہے۔

[1] احیاء علوم الدین للغزالی، کتاب آداب السماع والوجد وھو الکتاب الثامن من ربع العادات

حضرت جنید رحمہ اللہ نے فرمایا، یہ جواب تمہارے شایان نہیں پھر آپ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ نوبت اس وقت آتی ہے جب یقین کرے کہ میں مخلوق ہوں، اس پر اس شخص نے ایک چیخ ماری اور مر گیا۔

حضرت ابو بکر شبلی رحمہ اللہ کا وجد

فَقَدْ كَانَ الشِّبْلِي فِيْ مَسْجِدِهٖ لَيْلَةً مِنْ رَمَضَانَ وَهُوَ يُصَلِّيْ خَلْفَ إِمَامٍ لَهُ فَقَرَأَ الْإِمَامُ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ فَزَعَقَ الشِّبْلِي زَعْقَةً ظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ قَدْ طَارَتْ رُوْحُهُ وَاحْمَرَّ وَجْهُهُ وَارْتَعَدَتْ فَرَائِصُهُ وَكَانَ يَقُوْلُ بِمِثْلِ هٰذَا يُخَاطَبُ الْأَحْبَابُ يُرَدِّدُ ذٰلِكَ مِرَارًا[1]

ترجمہ: حضرت شبلی رحمہ اللہ رمضان شریف کی ایک رات اپنی مسجد میں تھے اور اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ امام صاحب نے پڑھا وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ (اور اگر ہم چاہتے تو آپ سے وہ چیز لے جاتے جو ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے)۔ تو حضرت شبلی رحمہ اللہ نے اتنی بڑی چیخ ماری کہ لوگوں نے خیال کیا ان کی روح پرواز کر گئی ہے، ان کا چہرہ

[1] إحياء علوم الدين للغزالي، كتاب آداب السماع والوجد وهو الكتاب الثامن من ربع العادات

سرخ ہو گیا اور کاندھے تھر تھرانے لگے اور آپ بار بار کہتے کہ احباب کو اسی طرح خطاب کیا جاتا ہے۔

حضور غوث اعظم الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک دفعہ آپ رحمہ اللہ اپنے مدرسہ میں قرآن پاک کی تفسیر کا درس ارشاد فرمارہے تھے۔حضرت امام عبد الرحیم الازجی رحمہ اللہ اور حضرت امام ابن جوزی رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے۔آپ نے ایک آیت کریمہ کی توجیہ بیان فرمائی تو حضرت امام ازجی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں اس سے واقف ہوں۔پھر آپ نے دوسری توجیہ بیان فرمائی تو حضرت امام ازجی رحمہ اللہ نے پھر فرمایا کہ میں اس سے واقف ہوں پھر آپ نے اسی آیت کریمہ کی بارہویں توجیہ بیان کی تو اس پر بھی حضرت امام ازجی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں اس سے واقف ہوں۔پھر آپ نے اسی آیت کریمہ کی تیرہویں توجیہ بیان کی تو حضرت امام ازجی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں اس سے واقف نہیں ہوں۔پھر آپ نے اسی آیت مبارکہ کی پندرھویں توجیہ، پھر پچیسویں توجیہ، پھر انتالیسویں توجیہ بیان فرمائی تو حضرت امام ازجی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں ان

تمام سے واقف نہیں ہوں - حتی کہ جب آپ نے اسی آیت کریمہ کی چالیسویں توجیہ بیان کی حضرت امام ازجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپؒ کی ذات گرامی سے قرآن کریم کے ان لطائف و نکات کو سن کر محفل پہ وجد کی کیفیت طاری ہو گئی، لوگوں نے دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیا اور امام، واعظین علماء، فقہاء، مفسرین اپنے دانتوں میں انگلیاں لے کر بیٹھ گئے کہ اس آیت کریمہ کی اتنی توجیہات نہ ہم نے کبھی سنی اور نہ کبھی پڑھی تھیں جو شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ) کو اللہ پاک نے عطا فرمائی ہیں- یہ چالیس توجیہات بیان کرنے کے بعد آپ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ سب ظاہر پہ تھیں جو علماء نے بیان کی ہیں - اب ہم اِس آیت کے باطن کی طرف آتے ہیں، تو علماء میں سے کئی لوگ ایسے وجد میں آئے کہ اپنے کپڑے پھاڑنے لگے۔[1]

جب آپ رحمہ اللہ کرسی پر تشریف فرما ہوتے تو مختلف علوم میں گفتگو فرماتے اور ہیبت اتنی ہوتی کہ مجمع پر سناٹا چھا جاتا پھر اچانک فرماتے: قال ختم ہوا اور اب ہم حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ سنتے ہی سامعین کی حالت میں

[1] زبدۃ الاثار شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ 52

عظیم انقلاب رونما ہوتا۔ کوئی آہ و بکا میں مصروف ہوتا، کوئی مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہا ہوتا، کسی پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی اور کوئی کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لیتا۔ کچھ ایسے بھی ہوتے جن پر شوق اور ہیبت کا اس قدر غلبہ ہوتا کہ طائر روح قفسِ عنصری سے ہی پرواز کر جاتی۔ غرض یہ کہ حاضرین اور سامعین میں سے کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔[1]

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وجد

پھر حکایت بیان فرمائی کہ حضرت خواجہ ابراہیم خواص رحمہ اللہ نے کچھ آدمیوں کو دیکھا جو ذاکر تھے اور بیٹھ کر ذکر کر رہے تھے۔ جونہی خواجہ صاحب نے ان کی زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام سنا ایسا ذوق اور درد پیدا ہوا کہ رقص کرنے لگے۔ سات دن رات رقص کرتے رہے اور بے ہوش ہو جاتے جس وقت ہوش میں آتے پھر خدا کا نام زبان پر لاتے پھر بے ہوش ہو جاتے۔ جب ہوش میں آئے تو تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کیا اور سر سجدہ میں رکھ کر یا اللہ کہا اور

[1] اخبار الاخیار، صفحہ 43۔ عبد الحق محدث دھلوی

الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حاضر خدمت تھے۔ حکم ہوا کہ سماع شروع کرو! جب سماع شروع ہوا تو شیخ الاسلام (خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر) اپنی جگہ سے اٹھے اور رقص کرنے لگے۔ چنانچہ سات دن رات رقص کرتے رہے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز ادا کر کے پھر سماع میں مشغول ہو جاتے، ساتویں روز ہوش میں آئے۔ اس وقت قوال یہ غزل پڑھ رہے تھے۔

ملامت کردن اندر عاشقی راست　　　ملامت کے کند آں کس کہ بینا است
عاشقی کے اندر ملامت کرنا درست　　　وہ کیسے ملامت کر سکتا ہے جو بینا ہو

نہ ہر تر دامنے را عشق زیبد　　　نشان عاشقی از دور پیدا است
ہر تر دامن کو عشق زیب نہیں دیتا　　　کہ عاشقی کا نشان دور سے پیدا ہوتا ھے

نظامی تا توانی پارسا باش　　　کہ نور پار سائی شمع دلہاست
نظامی تو پارسائی (یعنی تقوی) اختیار کر　　　کہ پارسائی کا نور دلوں کو روشن کرتا ہے

اس کے بعد سلوک کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا اہل سماع وہ گروہ ہے کہ جب وہ سماع اور تحیر میں مستغرق ہوتے ہیں اور اس وقت اگر لاکھ

تلوار بھی ان کے سر پر ماری جائے تو خبر نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا کہ یہ لوگ جس وقت دوست کی خواہش میں متحیر ہوتے ہیں۔ اس وقت انہیں کسی آنے جانے والے کی خبر نہیں ہوتی۔ اس وقت اگر ہزار ملک ادھر آئیں اور ادھر نکل جائیں تو انہیں خبر نہیں ہوتی۔[1]

حضرت امیر خسرو دہلوی رحمہ اللہ

حضرت امیر خسرو رحمہ اللہ ایسے صاحب وجد و حال تھے کہ ان کے پیر و مرشد خواجہ نظام الدین دہلوی رحمہ اللہ فرماتے:

در قیامت هر کسی به چیزي فخر کند. فخر من به سوز سینه این ترک اللّٰہ، یعني خسرو، خواهد بود[2]

قیامت کے دن کوئی کسی پر فخر کرے گا کوئی کسی پر میں اس ترک اللہ امیر خسرو کے سوز و سینہ پر فخر کروں گا۔

[1] ہشت بہشت، راحت القلوب یعنی ملفوظات خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ

[2] نفحات الانس من حضرات القدس عبد الرحمن جامی

حضرت احمد کبیر بن رفاعی رحمہ اللہ کی کیفیت

رُوِیَ أَنَّهُ کَانَ سَیِّدِی الشَّیْخُ العَارِفُ أَحْمَدُ بْنُ الرِّفَاعِیِّ قَدَّسَ اللهُ رُوْحَهُ وَأَعَادَ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِهِ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ شَابٌّ عَلَی الشَّیْخِ العَارِفِ عَلِیِّ بْنِ القَارِئِ الْوَاسِطِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَصَنَعَ شَخْصٌ طَعَامًا وَدَعَا إِلَیْهِ الشَّیْخَ ابْنَ القَارِئِ وَأَصْحَابَهُ وَجَمَاعَةً آخَرِیْنَ مِنَ الْمَشَایِخِ وَالْقُرَّاءِ وَغَیْرَهُمْ فَلَمَّا أَکَلُوْا مِنَ الطَّعَامِ وَکَانَ مَعَهُمْ قَوَّالٌ فَشَرَعَ یُغَنِّیْ بِدَفٍّ فِیْ یَدِهِ وَسَیِّدِی أَحْمَدُ جَالِسٌ عِنْدَ نِعَالِ الْقَوْمِ، وَنَعْلُ الشَّیْخِ ابْنِ القَارِئِ مَعَهُ فَلَمَّا طَابَ الْقَوْمُ وَاسْتَرَاحُوْا وَتَوَاجَدُوْا وَثَبَ سَیِّدِیْ أَحْمَدُ الرِّفَاعِیُّ إِلَی الْقَوَّالِ وَخَسَفَ الدَّفَ الَّذِیْ کَانَ مَعَهُ فَالْتَفَتَ الْمَشَایِخُ إِلَی عَلِیِّ بْنِ القَارِئِ وَنَافَرُوْهُ فِیمَا صَدَرَ مِنْ سَیِّدِی أَحْمَدَ وَقَالُوْا لَهُ هَذَا صَبِیٌّ مَا لَنَا مَعَهُ مُطَالَبَةٌ وَالْمُطَالَبَةُ عَلَیْكَ فَقَالَ لَهُمُ الشَّیْخُ ابْنُ الْقَارِئِ اسأَلُوْهُ فَإِنْ أَتَی بِالْجَوَابِ وَإِلَّا عَلَی الْمُطَالَبَةِ فَالْتَفَتُوْا إِلَیْهِ وَقَالُوْا لَهُ لِمَ کَسَرْتَ الدَّفَّ فَقَالَ لَهُمْ أَیْ سَادَةٌ تَرْجِعُ إِلَیَّ

أَمَانَةُ الْقَوَّالِ يُخْبِرُنَا بِمَا خَطَرَ بِبَالِهِ فَأَيُّ شَيْءٍ قَالَ اتَّبَعْنَاهُ فَسَأَلُوا الْقَوَّالَ عَمَّا خَطَرَ بِبَالِهِ، فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ بَارِحَةً أَمْسَا عِنْدَ أَقْوَامٍ يَشْرَبُونَ فَسَكِرُوا وَتَمَايَلُوا كَتَمَايُلِ هٰؤُلَاءِ الْمَشَائِخِ فَخَطَرَ لِيْ أَنَّ هٰؤُلَاءِ كَأُولٰئِكَ فَلَمْ يَتِمَّ خَاطِرِيْ حَتّٰى قَامَ هٰذَا الصَّبِيُّ وَخَسَفَ الدَّفَّ فَعِنْدَ ذٰلِكَ نَهَضَ الْمَشَائِخُ إِلَى سَيِّدِيْ أَحْمَدَ وَقَبَّلُوْا يَدَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَنَفَعَنَا بِهِمْ آمِيْن[1]

ترجمہ: حضرت عارف باللہ احمد کبیر بن رفاعی رحمہ اللہ نوجوانی کی عمر میں حضرت شیخ عارف علی بن قاری واسطی رحمہ اللہ کے پاس قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ایک شخص نے حضرت شیخ کی دعوت کی۔ حضرت کے مریدین اور شہر کے دوسرے مشائخ بھی مدعو تھے۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو ان دوسرے شیوخ کے ساتھ ایک قوال تھا، اس نے دف لے کر گانا شروع کیا۔حضرت سید احمد رفاعی شیخ ابن القاری رحمہ اللہ کی جوتیاں سنبھالے ہوئے لوگوں کی جوتیوں کے پاس بیٹھے تھے۔ جب لوگوں پر وجد

[1] رَوْضُ الرَّيَاحِيْنَ لِلْيَافِعِيْ، الحكاية السادسة والستون بعد الأربعمائة

طاری ہوا تو سید احمد رفاعی اٹھے اور قوال کا دف توڑ دیا۔ سارے مشائخ شیخ علی بن القاری کی طرف دیکھنے لگے۔ ان کی آنکھوں میں تنفر تھا کیونکہ حضرت سید احمد رفاعی رحمہ اللہ تو ابھی کم عمر تھے۔ انہوں نے شیخ علی قاری سے وجہ پوچھی۔ انہوں نے فرمایا: وجہ خود سید احمد سے پوچھو: اگر یہ بتائیں تو خیر ورنہ میں جواب دیتا ہوں۔ سب لوگ حضرت سید احمد رفاعی رحمہ اللہ سے پوچھنے لگے: دف کیوں توڑا؟ انہوں نے کہا: اے لوگو! فیصلہ صرف قوال کی دیانت پر ہے، اسے چاہئے کہ جو کچھ اس نے سوچا وہ بیان کرے۔ پھر ہم سے پوچھو اب لوگوں نے قوال سے کہا کہ اپنے وسوسہ کو بیان کر، اس نے کہا: کل شب میں ایک شرابی قوم کے پاس تھا، وہ سب میرا گانا سن کر جھوم رہے تھے۔ آپ لوگوں کا وجد و سرور دیکھ کر میں نے خیال کیا کہ ان مشائخ کا حال بھی ان شرابیوں کی طرح ہے، یہ خیال ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ اس لڑکے نے میرا دف توڑ دیا۔ یہ سن کر سارے مشائخ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے، حضرت سید احمد رفاعی رحمہ اللہ کا ہاتھ چومنے اور معذرت کرنے لگے۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمہ اللہ پر وجد کی حالت

حضرت ابوالحسن نوری رحمہ اللہ نے کسی کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

لَازِلْتُ أَنْزِلُ مِنْ وَدَادِكَ مَنْزِلًا　تَتَحَيَّرُ الأَلْبَابُ دُوْنَ نُزُوْلِهِ

ترجمہ: تیری محبت میں ایسی منزل پر پہنچتا رہتا ہوں جہاں پہنچنے کے لیے عقلیں حیرت زدہ رہ جاتی ہیں۔

شعر سنتے ہی ان پر وجد کی حالت طاری ہوئی اور وہ جنگل میں کٹے ہوئے بانسوں کی نوک دار جڑوں پر رقص کرتے ہوئے اسی شعر کو دہراتے رہے۔ پاؤں لہولہان ہو گئے صبح تک یہی عالم رہا اور اس کے بعد بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے زخمی ہو کر پاؤں سوج گئے اور اسی حال میں میں وصال ہو گیا۔[1]

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی وجدانی کیفیات بالعموم سجدہ عبودیت کی معراج المؤمنین پر منتج ہوتی تھیں اور یہ سجدے اکثر اوقات اپنی طوالت میں سحر تک جا پہنچتے تھے، اعراس اور دیگر مجالس کی قوالی میں رقت حالت سکر اور

[1] طبقات الاولیاء ابن الملقن، نهاية الأرب في فنون الأدب

قیام کی بھی روایتیں ملتی ہیں لیکن جوں جوں فناء کامل اور مشاہدہ کے اعلی ترین مقامات قریب سے قریب تر ہوتے گئے وجد کی کیفیت میں سکون پیدا ہوتا گیا آخری ایام میں وجد کی علامتیں یہ رہ گئی تھی کہ داہنے ہاتھ کو حرکت میں لا کر ایک دو بار جھٹک دیا کرتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا کہ جو شخص مصافحہ کرتا یا بیعت سے مشرف ہوتا اس پر رقت طاری ہو جاتی[1]

ایک مرتبہ پاکپتن شریف جائے قیام موتی محل میں قوالی کے دوران قوال نے ایک شعر جب تکرار کے ساتھ پڑھا

رات اندھیری گھمن گھیری دریا ٹھاٹھاں مارے

او کی جانن سارا ساڈا جیہڑے رہن کنارے

پیر مہر علی شاہ صاحب وجد کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور مجلس میں ایک کہرام برپا ہو گیا اس عمارت کے دوسرے کمروں اور گیلریوں میں جو حضرات مقیم تھے وہ بھی اپنی اپنی جگہ پر تڑپنے لگ گئے قاری عبدالرحمان جونپوری اور مولوی محبوب عالم نے حضرت کی کمر تھام رکھی تھی اور خود بھی

[1] مہر منیر صفحہ 157

نالہ و فریاد کناں تھے پشاور کے حاجی عبد الکریم سیٹھی چیختے چلاتے ہال کمرے کے کبھی اس سرے پر جاتے کبھی اس سرے پر ان کے بعض پشاوری ساتھی ساتھ والے کمرے میں بستروں کے ڈھیر پر پڑے تھے اور وہیں لوٹنے لگے پھر یہ لہر بسرعت تمام محلے کی دیگر عمارات تک جا پہنچی جو بھی شور سن کر موتی محل کی طرف رخ کرتا ہوں بے اختیار گریہ وزاری کرنے لگ جاتا حضرت دیوان سید محمد سجادہ نشین پاکپتن شریف اپنے کمرے سے باہر نکل آئے اور دریافت حال کے لئے ایک خادم کو بھیجا لیکن وہ بھی وجد کرنے لگ گیا دیوان صاحب فرماتے ہیں کہ اس روز واقعی پاکپتن کے در و دیوار حرکت میں معلوم ہوتے تھے [1]

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ

میاں شیر محمد شرقپوری کو دن میں کئی کئی مرتبہ وجد آتا ہے کپڑے پھٹ جاتے مسجد کی صفیں لپٹی جاتی تھیں آپ قبرستان کی طرف دوڑ جاتے تھے اور کسی ٹوٹی قبر میں لیٹ جاتے ایک دن وجد کی وجہ سے آپ حلوائی کے چولہے میں پڑے ہوئے تھے۔ [2]

---

[1] مہر منیر صفحہ 158

[2] خزینہ معرفت تذکرہ اولیائے نقشبند صفحہ 205

سلف صالحین کے فتاویٰ جات

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا فتویٰ

قَدْ نَقَلَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ القلانسيُّ أَنَّ الْإِمَامُ أَحْمَدُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَنِ الصُّوفِيَّةِ: لَا أَعْلَمُ أَقْوَاماً أَفْضَل مِنْهُمْ، قِيلَ إِنَّهُمْ يَسْتَمِعُوْنَ وَيَتَوَاجَدُوْنَ، قَالَ: دَعُوْهُمْ يَفْرَحُوْنَ مَعَ اللهِ سَاعَةً[1]

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن عبد اللہ قلانسی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے صوفیاء کرام کے بارے میں فرمایا: میں ان سے افضل لوگ نہیں جانتا۔ کہا گیا کہ وہ سماع سنتے ہیں اور وجد کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کو (اپنے حال پر) رہنے دو کہ یہ اللہ کے ساتھ ایک گھڑی فرحت و خوشی میں (مست) ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ کا فتویٰ

جو شخص سماع، وجد اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے احوال کا انکار کرتا ہے وہ اپنی کم ظرفی کی وجہ سے کرتا ہے۔ وہ اس انکار میں معذور ہے جس چیز سے انسان

[1] غَذَاءُ الْأَلْبَابِ شَرْحُ مَنْظُوْمَةِ الآدَابِ لِلسَّفَارِيْنِی، مَطْلَبٌ فِیْ ذِكْرِ الخِلَافِ فِیْ حَظْرِ الغِنَاءِ وَإِبَاحَتِهِ

کو آشنائی نہ ہو اس پر ایمان رکھنا دشوار ہوتا ہے۔ وہ اس ہیجڑے کی مانند ہے جسے صحبت کی لذت کا علم نہیں ہوتا۔ اس لذت سے آشنائی قوت شہوت سے ہی ہو سکتی ہے۔ وہ اس قوت سے تہی ہے، وہ اس کی لذت کیسے جان سکتا ہے۔ اگر نابینا سبزہ اور آب رواں کے دلکش منظر سے انکار کر دے تو کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ تو نور بصارت سے محروم ہے، وہ لذت بینائی سے ہی جانی جا سکتی ہے۔ اگر بچہ ریاست و سلطنت، کار جہانبانی اور امور مملکت کی لذت سے انکار کر دے تو تعجب کیسا ہو سکتا ہے، وہ تو کھیل و کود کا خوگر ہے، امور جہانگیری سے آگاہ کیسے ہو سکتا ہے۔

وہ عوام الناس اور مدعیان علم و دانش جو صوفیائے عظام رحمہم اللہ کے احوال کا انکار کرتے ہیں وہ سب بچوں کی طرح ہیں۔ وہ اس چیز کا انکار کرتے ہیں جس تک ان کی رسائی ناممکن ہے۔ وہ شخص جس کے سر میں عقل و دانش کا کچھ حصہ بھی ہو گا وہ ان احوال کا اقرار کرتے ہوئے کہے گا: اگرچہ میری یہ کیفیت نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ ایسی کیفیات سے ضرور لذت اندوز ہوتے ہیں۔ وہ انہیں درست سمجھتا ہے اور ان پر ایمان رکھتا ہے، وہ شخص جو سوز

وگداز اور شوق وذوق کی ان کیفیات سے آشنا نہیں ہوتا، وہ انہیں محال سمجھتا ہے اور صوفیائے عظام رحمہم اللہ کو اپنے ہم مثل سمجھتا ہے۔ایسی ہی قوم کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ﴾[1]۔

اور کیونکہ انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوئی قرآن سے تو اب ضرور کہیں گے یہ تو وہی پرانا جھوٹ ہے۔[2]

حضرت امام سیوطی شافعی رحمہ اللہ کا فتویٰ

مَسْأَلَةٌ: فِي جَمَاعَةِ صُوفِيَّةٍ اجْتَمَعُوا فِي مَجْلِسِ ذِكْرٍ ثُمَّ إِنَّ شَخْصًا مِنَ الْجَمَاعَةِ قَامَ مِنَ الْمَجْلِسِ ذَاكِرًا وَاسْتَمَرَّ عَلَى ذَلِكَ لِوَارِدٍ حَصَلَ لَهُ، فَهَلْ لَهُ فِعْلُ ذَلِكَ سَوَاءٌ كَانَ بِاخْتِيَارِهِ أَمْ لَا، وَهَلْ لِأَحَدٍ مَنْعُهُ وَزَجْرُهُ عَنْ ذَلِكَ

[1] الأحقاف: 11

[2] کیمیائے سعادت، سماع کی اباحت اور اس میں سے حلال اور حرام کی وضاحت

الْجَوَابُ: لَا إِنْكَارَ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ. وَقَدْ سُئِلَ عَنْ هَذَا السُّؤَالِ بِعَيْنِهِ شَيْخُ الْإِسْلَامِ سراج الدين البلقيني فَأَجَابَ: بِأَنَّهُ لَا إِنْكَارَ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ، وَلَيْسَ لِمَانِعِ التَّعَدِّي بِمَنْعِهِ، وَيَلْزَمُ الْمُتَعَدِّي بِذَلِكَ التَّعْزِيرُ، وَسُئِلَ عَنْهُ الْعَلَّامَةُ برهان الدين الأبناسي فَأَجَابَ بِمِثْلِ ذَلِكَ، وَزَادَ أَنَّ صَاحِبَ الْحَالِ مَغْلُوبٌ، وَالْمُنْكِرَ مَحْرُومٌ مَا ذَاقَ لَذَّةَ التَّوَاجُدِ وَلَا صَفَا لَهُ الْمَشْرُوبُ، إِلَى أَنْ قَالَ فِي آخِرِ جَوَابِهِ: وَبِالْجُمْلَةِ فَالسَّلَامَةُ فِي تَسْلِيمِ حَالِ الْقَوْمِ ، وَأَجَابَ أَيْضًا بِمِثْلِ ذَلِكَ بَعْضُ أَئِمَّةِ الْحَنَفِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ كُلُّهُمْ كَتَبُوا عَلَى هَذَا السُّؤَالِ بِالْمُوَافَقَةِ مِنْ غَيْرِ مُخَالَفَةٍ.

أَقُولُ: وَكَيْفَ يُنْكَرُ الذِّكْرُ قَائِمًا وَالْقِيَامُ ذَاكِرًا وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ﴾ [1] وَقَالَتْ عائشة رَضِيَ اللهُ عَنْهَا :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ ، وَإِنِ انْضَمَّ إِلَى هَذَا الْقِيَامِ رَقْصٌ أَوْ نَحْوُهُ فَلَا إِنْكَارَ عَلَيْهِمْ،

[1] آل عمران: 191

فَذَلِكَ مِنْ لَذَّاتِ الشُّهُودِ أَوِ الْمَوَاجِيدِ، وَقَدْ وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ رَقْصُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَالَ لَهُ: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي، وَذَلِكَ مِنْ لَذَّةِ هَذَا الْخِطَابِ، وَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ هَذَا أَصْلًا فِي رَقْصِ الصُّوفِيَّةِ لِمَا يُدْرِكُونَهُ مِنْ لَذَّاتِ الْمَوَاجِيدِ، وَقَدْ صَحَّ الْقِيَامُ وَالرَّقْصُ فِي مَجَالِسِ الذِّكْرِ وَالسَّمَاعِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ كِبَارِ الْأَئِمَّةِ، مِنْهُمْ شَيْخُ الْإِسْلَامِ عز الدين بن عبد السلام[1]

ترجمہ: مسئلہ: جماعتِ صوفیاء کے لوگ جب محفل ذکر میں جمع ہوتے ہیں پھر کوئی شخص ذکر کی حالت میں محفل کے دوران کھڑا ہو جاتا ہے اور اسی حالت میں رہتا ہے جو اس (نور) کے باعث اسے حاصل ہوتی ہے۔ کیا اس کا یہ فعل درست ہے، چاہے اختیار سے ہو یا بلا اختیار؟ اور کیا ایسے شخص کی اس عمل پر روک ٹوک کرنا درست ہے؟

[1] الحاوی للفتاوی للسیوطی، الفتاوی المتعلقة بالتصوف، المسئلة الثانية

الجواب : اس شخص کے اس فعل پر کوئی انکار نہیں۔ یہی سوال شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی سے کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: اس شخص کے اس فعل پر کوئی انکار نہیں۔ اور یہی سوال علامہ برھان الدین ابناسی سے کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ صاحب حال تو (عشق کی لذت میں) مغلوب ہوتا ہے۔ منکر تو لذت وجد کو چکھنے سے محروم ہے۔ جواب کے آخر میں فرماتے ہیں: اس قوم کے حال کو تسلیم کرنے میں ہی سلامتی ہے، اور ایسے ہی جوابات بعض ائمہ احناف اور مالکیہ نے بھی دیئے ہیں۔ سب نے اس کے حق میں لکھا ہے بغیر کوئی مخالفت کیئے۔

میں کہتا ہوں : کھڑے ہو کر ذکر کرنے سے کوئی کیسے منع کر سکتا ہے جب کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ : (جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے)[1]

اور ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر لمحہ اللہ کا ذکر کرتے۔ اب اگر اس قیام کے ساتھ رقص یا اس کی مثل بھی تو

[1] (آل عمران : ۱۹۱)

ان پر کوئی انکار نہیں۔ یہ شہود ووجد کی لذت سے ہوتا ہے۔ حدیث میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کے سامنے رقص کرنا ثابت ہے جب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: تم صورت وسیرت میں میری مشابہت رکھتے ہو۔ یہ (وجد میں رقص کرنا) اس خطاب کے لذت کی وجہ سے تھا اور نبی کریم ﷺ نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔ تو یہی حدیث صوفیاء کے رقص کی اصل (دلیل) ہے۔ محفل ذکر وسماع میں قیام ورقص کی تصحیح کبار ائمہ کی جماعت نے کی ہے جن میں شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام بھی ہیں۔

حضرت امام ابن حجر ہیثمی شافعی رحمہ اللہ کا فتویٰ

وَسُئِلَ نَفَعَ اللهُ بِهِ عَن رَقْصِ الصُّوفِيَّةِ عِنْدَ تَوَاجُدِهِمْ هَلْ لَهُ أَصْلٌ فَأَجَابَ بِقَوْلِهِ نَعَمْ لَهُ أَصْلٌ فَقَدْ رُوِيَ فِي الْحَدِيْثِ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَقَصَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِي ﷺ لَمَّا قَالَ لَهُ أَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَذٰلِكَ مِنْ لَذَّةِ هٰذَا الْخِطَابِ وَلم يُنْكِرْ

عَلَيْهِ ﷺ وَقَدْ صَحَّ الْقِيَامُ وَالرَّقْصُ فِيْ مَجَالِسِ الذِّكْرِ وَالسَّمَاعِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ كُبَارِ الْأَئِمَّةِ مِنْهُمْ عِزُّ الدِّيْنِ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ عَبْدِ السَّلَامِ[1]

ترجمہ: (آپ سے) پوچھا گیا، اللہ اسے نفع بخش بنائے، صوفیاء کے حالت تواجد میں رقص کرنے کے بارے میں: کیا (شریعت میں) اس کی کوئی اصل (یعنی ثبوت) ہے؟

الجواب: جی ہاں! اس کی اصل موجود ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے سامنے رقص کیا جب آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم صورت و سیرت میں میری مشابہت رکھتے ہو۔ یہ (وجد میں رقص کرنا) اس خطاب کے لذت کی وجہ سے تھا اور نبی کریم ﷺ نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔ محفل ذکر و سماع میں قیام و رقص کی تصحیح کبار ائمہ کی جماعت نے کی ہے۔ جن میں شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام بھی ہیں۔

[1] الفتاوی الحدیثیۃ لابن حجر الهیثمی، باب التصوف، مطلب فی حکم مطالعة کتب ابن عربی وابن الفارض

حضور سیدنا غوث الاعظم الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

قَالَ اللهُ تَعَالیٰ: تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللهِ 1، وَقَالَ اللهُ تَعَالیٰ: أَفَمَن شَرَحَ اللهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللهِ 2، وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: جَذْبَةٌ مِن جَذْبَاتِ الحَقِّ تُوازِىْ عَمَلَ الثَّقَلَيْن. وَقَالَ عَلِیٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ: مَنْ لَّا وَجْدَ لَهُ لَا دِيْنَ لَهُ.

قَالَ الْجُنَيْدُ الْبَغْدَادِيُّ: الْوَجْدُ فِيْ مَصادفة البَاطِنِ مِنَ اللهِ وَارِدٌ يورثُ سُرُوْرًا وَحُزْنًا.

فَالْوَجْدُ عَلىٰ نَوْعَيْنِ: وَجْدُ الْجِسْمَانِيَّةِ النَّفْسَانِيَّةُ، وَوَجْدُ الرُّوْحَانِيَّةِ الرَّحْمَانِيَّةُ.

---

[1] الزُمَر: 23

[2] الزُمَر: 22

فَالْوَجْدُ النَّفْسَانِيَّةُ: أَنْ يَّتَوَاجَدَهُ بِقُوَّةِ الْجِسْمِ بِغَيْرِ قُوَّةِ الْجَذْبَةِ الْغَالِبَةِ الرُّوْحَانِيَّةِ مِثْلُ الرِّيَاءِ وَالسَّمْعَةِ وَالشُّهْرَةِ، وَهَذَا الْقِسْمُ كُلُّهُ بَاطِلٌ لِأَنَّ اخْتِيَارِهِ غَيْرِ مَغْلُوْبٍ وَمَسْلُوْبٍ، وَلَا يَجُوْزُ الْمُوَافَقَةُ بِمِثْلِ هَذَا الْوَجْدِ.

وَأَمَّا وَجْدُ الرُّوْحَانِيَّةِ: بِقُوَّةِ الْجَذْبَةِ بِمِثْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بِصَوْتٍ حَسَنٍ، أَوْ شِعْرٍ مَوْزُوْنٍ، أَوْ ذِكْرٍ مُؤَثِّرٍ، فَلَا يَبْقَى لِلْجِسْمِ قُوَّةٌ وَاخْتِيَارٌ، وَهَذَا الْوَجْدُ رُوْحَانِيٌّ وَرَحْمَانِيٌّ فَيُسْتَحَبُّ مُوَافَقَةٌ، وَإِلَيْهِ إِشَارَةٌ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ [1]، وَكَذَا صَوْتُ الْعُشَّاقِ وَالطُّيُوْرِ وَأَلْحَانُ الْأَغَانِيِّ، فَكُلُّ ذٰلِكَ قُوَّةٌ لِلرُّوْحِ لَا مَدْخَلَ لِلنَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ فِي مِثْلِ هَذَا الْوَجْدِ، لِأَنَّ الشَّيْطَانَ يَتَصَرَّفُ فِي الظُّلْمَانِيَّةِ النَّفْسَانِيَّةِ وَلَا يَتَصَرَّفُ فِي النُّوْرَانِيَّةِ الرُّوْحَانِيَّةِ، لِأَنَّهُ يَذُوْبُ فِيهَا كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ، وَكَذَا فِي الْحَدِيْثِ لِأَنَّهُ قَالَ قِرَاءَةُ الآيَاتِ وَأَشْعَارِ الْحِكْمَةِ وَالْمَحَبَّةِ وَالْعِشْقِ وَالْأَصْوَاتُ الْحَزِيْنَةُ قُوَّةٌ نُوْرَانِيٌّ لِلرُّوْحِ. فَالْوَاجِبُ أَنْ يَّصِلَ النُّوْرُ إِلَى النُّوْرِ، وَهُوَ

[1] الزُّمَر: الآيتان 17، 18

الرُّوحُ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالىٰ: وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبٰتِ[1]. أَمَّا إِذَا كَانَ الْوَجْدُ شَيْطَانِيًّا وَنَفْسَانِيًّا فَلَا يَكُونُ فِيهِ نُورٌ، بَلْ يَكُونُ ظُلْمَانِيًّا وَكُفْرًا، وَالظُّلْمَةُ تَصِلُ إِلَى الظُّلْمَانِيِّ وَهِيَ النَّفْسُ فَيُغْرِي بِجَلْسَتِهِ كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالىٰ: ﴿الْخَبِيثٰتُ لِلْخَبِيثِينَ...﴾[2] وَلَيْسَ لِلرُّوحِ فِيهَا قُوَّةٌ. فَحَرَكَاتُ الْوَجْدِ نَوْعَانِ: اِخْتِيَارِيَّةٌ وَاضْطِرَارِيَّةٌ. فَالْأُولَى الْحَرَكَاتُ الِاخْتِيَارِيَّةُ: كَحَرَكَةِ الْإِنْسَانِ الصَّحِيحِ لَيْسَ فِي جَسَدِهِ أَلَمٌ وَلَا مَرَضٌ وَلَا سَقَمٌ، فَهٰذِهِ الْحَرَكَاتُ غَيْرُ مَشْرُوعَةٍ كَمَا مَرَّ. وَالثَّانِيَةُ الْحَرَكَاتُ الِاضْطِرَارِيَّةُ: وَهِيَ الَّتِي تَحْصُلُ بِسَبَبٍ آخَرَ مِثْلُ قُوَّةِ الرُّوحِ، فَلَا تَقْدُرُ النَّفْسُ عَلىٰ مَنْعِهِ؛ لِأَنَّ هٰذِهِ الْحَرَكَاتِ غَالِبَةٌ عَلىٰ حَرَكَةِ الْجِسْمَانِيَّةِ مِثْلُ حَرَكَةِ الْحُمّٰى، فَإِذَا غَلَبَتِ الْحُمّٰى عَجِزَتِ النَّفْسُ عَنْ تَحَمُّلِهَا، فَلَا اِخْتِيَارَ لَهَا حِينَئِذٍ. فَالْوَجْدُ إِذَا غَلَبَتْ عَلَيْهِ الْحَرَكَاتُ الرُّوحَانِيَّةُ يَكُونُ حَقِيقِيًّا وَرَحْمَانِيًّا. وَالْوَجْدُ وَالسَّمَاعُ آلَةٌ مُحَرِّكَةٌ كَمَا فِي قُلُوبِ الْعُشَّاقِ وَالْعَارِفِينَ. وَالْوَجْدُ طَعَامُ الْمُحِبِّينَ، وَمُقَوِّي الطَّالِبِينَ.

---

[1] النور: الآية 26

[2] النور: الآية 26

وَقِيْلَ: إِنَّ السَّمَاعَ لِقَوْمٍ فَرْضٌ وَلِقَوْمٍ سُنَّةٌ وَلِقَوْمٍ بِدْعَةٌ. اَلْفَرْضُ لِلْخَوَاصِّ وَالسُّنَّةُ لِلْمُحِبِّيْنَ، وَالْبِدْعَةُ لِلْغَافِلِيْنَ، وَلِذٰلِكَ كَانَتِ الطُّيُوْرُ تَقِفُ عَلٰى رَأْسِ دَاوُدَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِاسْتِمَاعِ صَوْتِهِ.وَحَرَكَةُ الْوَجْدِ عَلٰى عَشَرَةِ أَوْجُهٍ: بَعْضُهَا جَلِيٌّ يَظْهَرُ أَثَرُهَا فِي الْحَرَكَاتِ. وَبَعْضُهَا خَفِيٌّ، يَظْهَرُ أَثَرُهَا فِي الْجَسَدِ كَمَيْلِ الْقَلْبِ إِلٰى ذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى، وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بِالصَّوْتِ الْحَسَنِ، وَمِنْهَا بِالْبُكَاءِ وَالتَّأَلُّمِ وَالْخَوْفِ وَالْحُزْنِ، وَالتَّأَسُّفِ وَالْحَيْرَةِ عِنْدَ ذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى، وَالتَّجَرُّدِ وَالنُّصْرَةِ، وَالتَّغَيُّرِ فِي الْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ، وَمِنْهَا الطَّلَبُ وَالشَّوْقُ، وَالْحَرَارَةُ[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: (اور اس سے ان کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں، اور انکے بدن خوف خدا سے ڈرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں رغبت سے انکی کھالیں اور دل نرم ہو جاتے ہیں۔)

[1] سِرُّ الْأَسْرَارِ، اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ عَشَرَ فِي بَيَانِ الْوَجْدِ وَالصَّفَاءِ

نیز فرمایا کہ : (پس جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور ہے۔ پس خرابی ہے اس شخص کے لیے جو سنگدل ہے اور وہ جن کے دل ذکر خدا کے لیے سخت ہو چکے ہیں۔)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ : وجد جذبات حق میں سے ایک جذبہ ہے جو دونوں جہاں کے اعمال کے برابر ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ : جسے نعمت وجد نصیب نہیں اسے دین بھی میسر نہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وجد جب اللہ تعالیٰ کی طرف دل میں ودیعت کیا جاتا ہے تو خوشی یا غم کا باعث ہوتا ہے۔

وجد کی دو قسمیں ہیں: جسمانی اور روحانی۔

جسمانی وجہ تو نفسانی ہوتی ہے۔ جو انسانی قوت سے وابستہ ہے اس میں روحانی ذوق و شوق کے غلبہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ وجد محض لوگوں کو دکھانے، سنانے اور شہرت و ناموری کے لیے مصنوعی طور پر کیا جاتا ہے۔ ایسا وجد بالکل غلط اور باطل ہے، کیونکہ اسکے اختیار کرنے میں حقیقتاً کوئی غلبہ نہیں۔ یہ تو محض اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے، ایسے وجد کی موافقت بالکل ناجائز ہے۔

وجد روحانی: وجد روحانی ایک ایسا جذبہ یا دل کا جوش ہے جو قرأت قرآن مجید پسندیدہ ودلکش آواز مناسب اور موزوں اشعار یا بہترین ذکر واذکار کی سماعت سے پیدا ہوتا ہے، اور اس وجد وجذبہ میں ایسی قوت اور طاقت ظہور پذیر ہو جاتی ہے جو روحانیت کی ترقی کا باعث بنتی ہے۔ جسم میں قوت واختیار تک نہیں رہتا اور صاحب وجد شخص پر بے اختیار وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے وجد کی موافقت و مطابقت جائز ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (لہٰذا ان لوگوں کو خوشخبری دیجیے جو کان لگا کر قول سنیں پھر نیکی پر عمل پیرا ہوں۔)

یوں ہی عاشقوں اور پرندوں کی دلربا صدائیں خوش الحانی اور اثر آفرینی سے بھرپور آوازیں یہ سبھی روحانی قوت میں اضافہ کا سبب ہیں۔ ایسے وجد میں نفس شیطانی کا قطعًا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا کیونکہ خواہشات نفسانیہ ظلمانیہ میں تصرف کرتا ہے۔ روحانی و نورانی معاملات میں اسکا بس نہیں چلتا کیونکہ نورانیت روحانی میں شیطان نمک کی طرح پگھل جاتا ہے، جیسے کلمہ حوقلہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ سے پگھل جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: تلاوت قرآن کریم، حکمت

بھرے اشعار، محبت و عشق اور غم سے بھری ہوئی آوازوں میں روح کو قوت نورانیہ حاصل ہوتی ہے۔

پھر لازماً نور روح سے متصل ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (طیبات طیبین کے ساتھ ہیں)۔ مگر جب وجد شیطانی اور نفسانی ہوتا ہے تو اس میں نورانیت بالکل نہیں ہوتی بلکہ تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے، یعنی کفر اور گمراہی کی تاریکی۔ پس ظلمت ظلماتی تاریکی یعنی نفس (امارہ) سے جو ملتی ہے تو جنس سے جنس کے اتصال کو تقویت ملتی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ (خبیث خبیثوں کے لیے)، کیونکہ ان میں روحانی غذا نہیں ہوتی۔

پھر وجد دو قسم پر ہے، اختیاری و اضطراری۔ اختیاری وجد ایسے شخص کی حرکت کی مثل ہے جس کے بدن میں کسی بھی قسم کی تکلیف، دکھ، رنج اور الم و درد کے آثار نمایاں نہ ہوں اور نہ ہی وہ کسی بیماری میں مبتلا ہو۔ پھر بھی وہ بناوٹی طور پر وجد کی کیفیت از خود اپنے وجود پر طاری کر لے، تو اس کی یہ تمام حرکات و سکنات خلاف شرع ہیں۔اور وہ حرکات جن کا تعلق اضطرار سے ہو یعنی بے اختیار اس پر وجد کی

حالت طاری ہو جائے۔ خارجی سطح پر کوئی تصنع یا بناوٹ کا تصور تک نہ ہو تو وہ روحانی قوت کی مانند ہو گا۔ اس لئے کہ نفس توان کے پیدا کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتا تھا بلکہ ایسی حرکات تو جسمانی حرکات پر غالب ہیں۔ جیسے کپکپی سے بخار کی حرکات آدمی پر ایسے غلبہ حاصل کر لیتی ہیں کہ ان کے روکنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا اس لئے کہ بحالت بخار اس کی حرکات اس کے اختیار اور کنٹرول سے باہر ہوتی ہیں، تو وہ بخار کے باعث کئی قسم کی حرکات کرنے لگتا ہے۔

ایسے ہی جب روحانی حرکات غالب آتی ہیں تو یہ روحانی اور حقیقی وجد ہوتا ہے۔

وجد و سماع دو آلے ہیں جو عرفاء اور عشاق کے جذبات کو متحرک کرتے ہیں اور وہ دونوں اہل عشق و محبت کی غذا اور طالبان حق کی قوت کو بڑھاتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق سماع کچھ لوگوں کے لیے فرض، کچھ لوگوں کے لیے سنت اور کچھ لوگوں کے لیے بدعت ہے۔ خواص کے لیے فرض، اہل محبت کے لیے سنت اور غافلین کے لیے بدعت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سر پر پرندے ٹھہر جاتے کہ آپ کی آواز سن سکیں۔

حرکت وجد کی دس صورتیں ہیں۔ بعض جلی ہیں جن کا اثر حرکت میں ظاہر ہوتا ہے اور بعض خفی ہیں کہ ان کا اثر جسم میں ظاہر نہیں ہوتا۔ مثلاً دل ذکر الٰہی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ آدمی خوبصورت آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگتا ہے، روتا ہے اور غم و الم کا اظہار کرتا ہے۔ خوف و حزن سے کانپ اٹھتا ہے۔ جب اللہ کا ذکر ہو رہا ہو تاسف اور حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ باطن و ظاہر میں تجرد، نصرت و تغیر ظاہر ہو جاتا ہے۔ طلب، شوق اور سوز وجد ہی کی صورتیں ہیں۔

حضرت مجددِ الف ثانی امام احمد سرہندی رحمہ اللہ اور وجد

حضرت مجدد الف ثانی امام احمد سرہندی رحمہ اللہ اس حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں کہ معرفت و قرب الٰہیہ کی دو راہیں ہیں ایک راہ ولایت ہے اور دوسری راہ نبوت۔ جب تک سالک راہ ولایت پر گامزن رہتا ہے اسے تجلیات، کیفیات وجد و تواجد رقص و سرور کے حالات پیش آتے رہتے ہیں لیکن جب سالک ان مقامات سے ترقی کر کے راہ نبوت کے فیضان کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر اسے ان تجلیات کی حاجت نہیں رہتی کیونکہ وہ مقامات ظلال سے آگے ترقی کر کے مقام اصل تک پہنچ گیا ہے۔ المختصر حضرت مجددؒ کے نزدیک وجد و غلبہ حال کی کیفیات اس سالک کو نصیب ہوتی ہیں جسکا

سفر سلوک اپنی منزل کو تاحال نہ پہنچا ہو۔اسی مضمون کو وہ ایک اور مقام پر یوں بیان کرتے ہیں:

سماع اور وجد اس جماعت کیلئے مفید ہے جو تقلب احوال (جن کے احوال بدلتے رہتے ہیں) سے متصف ہیں اور تبدیلیٔ اوقات کے ساتھ داغدار ہیں جو ایک وقت میں حاضر اور دوسرے وقت میں غائب ہو جاتے ہیں۔یہ لوگ کبھی واجد (اپنے مقصود کو پانے والے) ہوتے ہیں اور کبھی فاقد (گم کرنے والے)۔یہ لوگ ارباب قلوب ہیں۔چنانچہ یہ لوگ ابن الوقت ہیں اور وقت کے مغلوب ہیں کبھی عروج کرتے ہیں اور کبھی نیچے آجاتے ہیں لیکن ان کے برعکس ارباب تجلیات ذاتیہ جو مقام قلب سے کلی طور پر باہر آکر حق تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو گئے ہیں اور کلیتہً احوال کی غلامی سے نکل کر احوال کو تبدیل کرنے والے کی بارگاہ میں پہنچ گئے ہیں وہ لوگ سماع و وجد کے محتاج نہیں کیونکہ ان کا وقت دائمی ہے اور ان کا حال سرمدی ہے بلکہ ان کیلئے کچھ وقت و حال نہیں تو یہ لوگ ابو الوقت اور اصحاب تمکین ہیں اور یہی واصل ہیں جو رجوع سے قطعاً محفوظ ہیں اور ان سے ان کا مقصود گم نہیں ہو سکتا لہذا جن کا مقصود گم نہیں ہو سکتا ان کیلئے وجد نہیں[1]

[1] مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر 285

حضرت امام طحطاوی حنفی رحمہ اللہ کا فتویٰ

اَلْوَجْدُ مَرَاتِبٌ وَبَعْضُهُ يُسْلِبُ الِاخْتِيَارَ فَلَا وَجْهَ لِمُطْلَقِ الإِنْكَارِ. وَفِي التَّتَارْخَانِيَّةِ : مَا يَدُلُّ عَلَى جَوَازِهِ لِلْمَغْلُوبِ الَّذِي حَرَكَاتُهُ كَحَرَكَاتِ الْمُرْتَعِشِ[1]

ترجمہ: وجد کی کئی اقسام ہیں اور بعض اقسام ایسی ہوتی ہیں جو اختیار کو سلب کر دیتی ہیں۔ لہٰذا مطلقاً انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ مغلوب الحال جس کی حرکات مرتعش کی حرکات جیسی ہوتی ہیں (یعنی غیر اختیاری) اس کے لئے (نماز کے اندر بھی) یہ حالت جائز ہے۔

حضرت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کا فتویٰ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ: مجلس وعظ یا میلاد شریف میں لوگوں کو وجد آجاتے ہیں اس میں پاگل کی طرح ہاتھ اور پاؤں ہلاتے ہیں یہ کیسے جائز ہے یہ کیا بات ہے بعض آدمی سر ہلاتے نہ بیہوش ہوتے ہیں یہ

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، مفسدات الصلاۃ

کیا بات ہے یہ کیا علامت عشق ہے یا کیا ہے؟ تحریر فرما کر سرفراز فرمائیں۔

زیادہ سلام

الجواب: اس کی تین صورتیں ہیں، وجد کہ حقیقتاً دل بے اختیار ہو جائے اس پر تو مطالبہ کے کوئی معنی نہیں، دوسرے تواجد یعنی باختیارِ خود وجد کی سی حالت بنانا، یہ اگر لوگوں کے دکھاوے کو ہو تو حرام ہے اور ریا اور شرک خفی ہے، اور اگر لوگوں کی طرف نظر اصلاً نہ ہو بلکہ اہل اللہ سے تشبہ اور بہ تکلف ان کی حالت بنانا کہ امام حجۃ الاسلام وغیرہ اکابر نے فرمایا ہے کہ اچھی نیت سے حالت بناتے بناتے حقیقت مل جاتی ہے اور تکلیف دفع ہو کر تواجد سے وجد ہو جاتا ہے تو یہ ضرور محمود ہے مگر اس کے لئے خلوت مناسب ہے مجمع میں ہونا اور ریا سے بچنا بہت دشوار ہے، پھر بھی دیکھنے والوں کو بدگمانی حرام ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[1]

[1] الحجرات 12

(اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں)۔ نبی ﷺ

فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ[1]

(گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے)۔

جسے وجد میں دیکھو یہی سمجھو کہ اس کی حالت حقیقی ہے اور اگر تم پر ظاہر ہو جائے کہ وہ ہوش میں ہے اور باختیار خود ایسی حرکات کر رہا ہے تو اسے صورتِ دوم پر محمول کرو جو محمود ہے یعنی محض اللہ کے لئے نیکوں سے تشبہ کرتا ہے نہ کہ لوگوں کے دکھاوے کو، ان دونوں صورتوں میں نیت ہی کا تو فرق ہے اور نیت امر باطن جس پر اطلاع اللہ ورسول کو ہے جل وعلا و ﷺ، تو اپنی طرف سے بری نیت قرار دے لینا برے ہی دل کا کام ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں: اَلظَّنُّ الْخَبِيْثِ إِنَّمَا ينْشَأُ مِنَ الْقَلْبِ الْخَبِيْثِ[2] (خبیث گمان

[1] اخرجہ البخاری کتاب الوصایا

[2] فیض القدیر

خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے)۔ وَالْعِیَاذُ بِاللهِ تَعَالٰی۔ وَاللهُ تَعَالٰی أَعْلَمُ[1]

احکام شریعت میں اسی مسئلہ پر ہے:

مسئلہ ۷۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ذکر جلی کرنا جائز ہے یا نہیں اور آواز کس قدر بلند کر سکتا ہے کوئی حد معین ہے یا نہیں، حلقہ باندھ کر ذکر کرتے کھڑے ہو جانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا، ایک دوسرے پر گر پڑنا، لپیٹ جانا، رونا، زاری کی دھوم مچنا کیسا ہے۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔

الجواب: ذکر جلی جائز ہے حد معین یہ ہے کہ اتنی آواز نہ ہو جس سے اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑا ہو جانا وغیرہ افعال مذکورہ اگر بحالت وجد ہوں صحیح ہیں کوئی حرج نہیں

[1] فتاوی رضویہ، جلد23، مسئلہ 388

اور معاذ اللہ ریا کے لیے بناوٹ ہیں تو حرام بَیْنَهُمَا وَسْطٌ الا یذکر لِلْحَرَامِ۔

وَاللهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔[1]

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے:

اگر صادِقین کے ساتھ تَشَبُّہ بہ نیتِ خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حَسَن و محمود ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اُنہیں میں سے ہے)۔ اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ (اگر تم صادِقین میں سے نہ ہو تو ان کی مشابہت ہی اختیار کر لو کیونکہ اچھوں کی مشابہت میں کامیابی ہے)۔[2]

[1] احکامِ شریعت، مسئلہ 75

[2] ملفوظات

حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمہ اللہ کا فیصلہ

حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمہ اللہ جو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے مرشد زادے اور اجل اساتذۂ کرام میں سے ہیں، اپنی تصنیف نور علی نور میں لکھتے ہیں:

نور 38 : سماع کے وقت وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، یہ لوگوں کی طبیعتوں کے اختلاف سے اپنے احوال میں بھی مختلف ہے۔ کسی پر گریہ طاری ہوتا ہے کسی پر شگفتگی اور ہنسی۔ کوئی خاموش رہ جاتا ہے کوئی آہ واہ کرتا ہے۔ وعلیٰ ہذا وجد کے معنی ہیں وہ کیفیت جو دل پر طاری ہو، خواہ طرب کی صورت میں یا اندوہ وملال کی صورت میں۔ البتہ اس میں کسی تکلف یا نمائش کا دخل نہ ہو اور ایک چیز ہے تو جُدا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی ایسے اسباب اپنی کوشش سے مہیا کرے کہ وجد اصلی کی کیفیت پیدا ہو جائے، یہ بھی محمود وپسندیدہ ہے، بشرطیکہ نیت بالخیر ہو کہ **إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ** (اعمال کا مدار نیت پر ہے) صوفیائے کرام نے طلب پر اس حالت کے ورود کے وقت اس کی تعظیم وتکریم لازم قرار دی ہے، اس لیے کہ دراصل یہ اس تجلی کی تعظیم ہے

جو اس طالب پر جلوہ فرما ہے نہ کہ اس طالب کی ذاتی تعظیم۔ اب اگر اس کیفیت کا ظہور، طالب کی جانب سے محض نمائش اور بہ نیت فریب دہی ہے، تب بھی کوئی مضائقہ نہیں (ایسے مواقع پر حاضرین محفل کے لیے قرآنی حکم موجود ہے) کہ ﴿وَاِذَا مَرُّوْ بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ (اور جب وہ بے ہودہ پر گذرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گذر جاتے ہیں) اور اگر وہ اصلی و واقعی ہے اور کسی شخص نے اس کی تعظیم نہ کی تو اس شخص کی نسبت سلب ہونے یا نقصانِ عظیم پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے۔

بہر حال تعظیم واجب ہے، وجد اصلی ہو خواہ نہ ہو۔ اس لیے کہ دلوں کے عیوب پر علام الغیوب کے سوا کسی اور کو واقفیت نہیں اور اپنے گمان پر لگ کر اُسے محض نمائشی قرار دینا (جیسا کہ بعض لوگوں کا وطیرہ ہے) ہر گز روا نہیں کہ یہ بد گمانی ہے اور بد گمانی شرعاً حرام اور طریقت میں حرام تر (ایسے مواقع پر مسلمانوں پر نیک گمان اور) ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا پر کاربند رہنا چاہیئے۔[1]

[1] نورٌ علیٰ نور، نور 38

فقیہِ اعظم نور اللہ نعیمی رحمہ اللہ کا فتویٰ

فقیہِ اعظم ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی قادری رحمہ اللہ فتاوٰی نوریہ میں لکھتے ہیں:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اندریں مسئلہ کہ صوفیائے کرام کی محافلِ ذکر و سماع جہاں تلاوتِ کلامِ پاک نعت خوانی اور تقاریر ہوں، مزامیر کا استعمال نہ کیا جائے اور نماز کی پابندی اور وقت کا پورا پورا خیال رکھا جائے، نعتیں اور غزلیں عشقِ مصطفیٰ ﷺ اور محبتِ مشائخ میں پڑھی جائیں۔ محفل صرف و صرف روحانی ہو، ریاکاری اور نمود سے مکمل اجتناب کیا جائے، سامعین پر درد سوز و گداز اور عشق و مستی کا جذبہ طاری ہو اور بعض سامعین کو وجد و حال ہو جائے، بعض رو رہے ہوں اور نعرہ ہائے حق وھو اور یا رسول اللہ ﷺ کی آوازیں بلند ہوں، بعض سامعین بیہوشی میں گر پڑیں یا رقص کر رہے ہوں، بعض کی چیخیں نکل رہی ہو، بے خودی اور بے قراری کے عالم میں بعض واجدین رقص کرتے اور کبھی تالیاں بجاتے ہوں۔ آیا شرعًا بمطابق مذہب اہلِ سنّت و جماعت بموافق مشربِ مشائخ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ، یہ جائز ہے یا ناجائز، حلال یا حرام، ثواب ہے یا عذاب؟ آیا

یہ (وجد وحال) شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟ایسی محافل میں شرکت کرنا کیسا ہے اور واجدین پر اعتراض کرنا کیسا ہے۔ دلائل شرعیہ سے وضاحت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔والسلام مع الکرام.

نوٹ: واجدین کی مندرجہ بالا حرکات قابلِ مواخذہ ہیں یا نہیں ؟

الجواب: ایسی محافلِ قدسیہ غنیمت ہیں، اگر صورتِ سوال صحیح ہے تو بڑی نعمت ہے، باقی بے خودی میں آکر کسی کا رقص یا تالیاں بجانا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے گرفت تو عقل پر ہے۔اس میں سائل کو کیا چیز قابلِ اعتراض اور ناجائز نظر آتی ہے۔وہابیوں کی چوں کو کچھ نہ کہیں وہ لوگ تو مجبوراً ایسی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔قرآنِ حکیم میں ہے: وَافْعَلُوا الْخَيْرَ (الحج: 77) مگر یہ باقاعدہ تنقید کے ساتھ تحقیق کریں کہ واقعی کسی ریاکاری اور نمود سے مجلس پاک ہو تو پاک پر کیا اعتراض؟ واللہ تعالیٰ اعلم

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔[1]

[1] فتاوی نوریہ، جلد6، ص578

شیخ العلامہ زین الدین ابن نجیم قدس سرہ

شیخ العلامہ زین الدین ابن نجیم قدس سرہ بحر الرائق میں رقمطراز ہیں۔

نماز میں آہ، اوہ اور حروف پر مشتمل رونا نماز کو فاسد کرتا ہے۔ جب دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے صادر ہو اور اگر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے یہ حالات پیش آئیں تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی آنین یہ ہے کہ آہ کریں اور تاوہ کا مطلب ہے اوہ کریں اور بکاء مرتفع یہ ہے کہ اس کے ساتھ حروف بھی صادر ہو جائیں اور لا من ذکر جنتہ او نار کا قول آہ اوہ اور بکاء مرتفع تینوں کی طرف راجع ہے پس حاصل یہ ہے کہ اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو جائے تو زیادت خشوع کی دلیل ہے (اور نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر جنت دوزخ پر تصریح کی پس اس طرح کہا کہ " اے اللہ میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں"۔ تو تب بھی زیادت خشوع کی دلیل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر یہ اس درد اور مصیبت کی دلیل ہے۔

پس گویا اس نے کہا کہ میں مصیبت زدہ ہوں تو اس صورت میں نماز فاسد ہے)[1]۔

علامہ عالم بن علاء الدین الانصاری

فتاوی تاتار خانیہ میں ہے کہ، اگر کسی نے نماز میں آہ، اوہ کی یا رویا لیکن اس کا رونا مرتفع ہو گیا۔ فتاوی خانیہ میں ہے کہ مرتفع رونا یہ ہے کہ اس کی وجہ سے حروف حاصل ہو جائیں پس اگر یہ حالت جنت اور دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے تو نماز تام اور کامل ہے اور اگر دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے طاری ہو تو، اس کی نماز فاسد ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد دونوں کا قول ہے[2]۔

فتاوی عالمگیری

فتاوی عالمگیری میں مرقوم ہے کہ اگر کسی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کہا یا بکاء مرتفع سے رویا جس کی وجہ سے حروف حاصل ہوں پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ

---

[1] بحر الرائق، جلد دوم، صفحہ 4-3

[2] فتاوی تاتار خانیہ جلد اول صفحہ 579

سے ہو تو نماز صحیح اور کامل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہے تو پھر نماز فاسد ہے اگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے اوہ کیا تو بھی نماز فاسد نہیں ہے [1]

شیخ الاسلام برہان الدین امام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی

اگر نمازی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کیا اور اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف مشتمل ہو جائے پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہوئی تو نماز فاسد نہیں کرتے کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے یہ حالت ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں بے چینی اور افسوس کا اظہار ہے (اسے لوگوں کی عام باتوں میں شمار کیا جاتا ہے جس سے نماز فاسد جلد ہو جاتی ہے)[2]

[1] فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ 100

[2] هدایہ جلد اول۔ صفحہ 120

حاصلِ کلام

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ و احادیث طیبہ، آثارِ صحابہ و سلف صالحین، اور علماء کے فتاویٰ جات سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام و سلف الصالحین کو قرآن مجید کی سماعت پر خشیت الٰہی کے باعث وجد و حال کی کیفیات وارد ہوتی تھیں۔ تاریخِ اسلام میں تصوف پر لکھی جانے والی اولین کتب میں سے ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی (م 378) کی تصنیف کتاب اللمع فی التصوف، جس میں کتاب الوجد کے نام سے ایک مستقل باب ہے، اسی طرح ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی (م 427) نے قتلی القرآن کے نام سے ایک مکمل کتاب تالیف فرمائی جس میں صحابہؓ کرام اور سلف الصالحین کے ان خوش نصیب لوگوں کا تذکرہ کیا جو قرآنِ مجید کی تلاوت سننے کے باعث وصال فرمایا۔ حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش (م 464) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب کشف المحجوب میں وجد وحال پر سیر حاصل گفتگو فرمائی یہاں تک کہ وجد میں پھاڑے ہوئے کپڑوں کو شرکاءِ مجلس میں تبرکاً تقسیم کرنے کے شرعی مسائل بھی بیان فرمائے۔ اسی طرح الامام ابوالقاسم القشیری (م 465) نے اپنی کتاب الرسالۃ القشیریۃ اور الامام ابو حامد محمد الغزالی

(م505) نے احیاء علوم الدین میں جن کا شمار مصنف کی امہات الکتب میں ہوتا ہے، کتاب الوجد پر مستقل اَبواب قائم کیے۔ جیسے جیسے زمانۂ رسالت مآب کے قریب جائیں گے کتب تزکیہ، زہد اور تقویٰ میں وجد وحال کا زیادہ ذکر ملے گا حتیٰ کہ قتلی القرآن کے نام سے کتاب تصنیف کرنا اس پر بین شاہد ہے، کہ قرآن مجید سن کر خشیت الٰہی سے وصال فرما جانا دورِ سلف الصالحین میں نہ صرف وقوع پذیر ہوتا تھا بلکہ وجہ ُشرف اور فضیلت سمجھا جاتا تھا۔ اس بات کا اظہار کتبِ حدیث کے اَبواب اور عنوانات کا مطالعہ کرنے سے بھی ہوتا ہے۔ مثلاً امام بخاری اور امام مسلم دونوں حضرات نے اپنی صحیحین میں کتاب الرقاق اور کتاب الزهد والرقائق کو شامل کیا اور اس عنوان پر احادیث جمع کیں۔

اب آج اگر کوئی وجد وحال پر اعتراض کرے تو فقط اپنی سلف الصالحین کے اَحوال سے بے خبری اور امام اہل سنت کے بقول اپنے باطن کی خباثت کو ثابت کرتا ہے۔

بعض بدعقیدہ نام نہاد محبینِ قرآن ایسی کیفیات کے ظہور پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان پر کیوں وارد نہیں ہوتیں۔ ایسے لوگوں کے قرآن پڑھنے اور سننے کی مثال اس کیپسول کی ہے جو دوا سے خالی ہو۔ بظاہر تو قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی سماعت کر

تے ہیں لیکن ان کے قلوب خشیت الٰہی اور انوارات ذکر سے خالی ہوتے ہیں جس وجہ سے قرآن مجید کا ان پر اثر نہیں ہوتا نہ ہی ان پر کسی قسم کی کیفیات طاری ہوتی ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ یہ قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نہ اترے گا:

يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَمَنْ لَقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ عِنْدَ اللهِ لِمَنْ قَتَلَهُمْ[1]

ترجمہ: اخیر زمانہ میں کچھ نو عمر، بیوقوف اور کم عقل لوگ ظہور پذیر ہوں گے، لوگوں کی سب سے اچھی (دین کی) باتوں کو کہیں گے، قرآن پڑھیں گے، لیکن ان کے حلق سے نہ اترے گا، وہ اسلام سے ویسے ہی نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، تو جو انہیں پائے قتل کر دے، اس لیے کہ ان کا قتل قاتل کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعث اجر و ثواب ہے۔

[1] ابن ماجة في السنن في المقدمة

اور پھر صرف یہ نہیں کہ اثر نہ ہو گا، بلکہ گمراہی میں اضافہ ہو گا۔ مشہور مفسر قرآن امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیؒ رحمہ اللہ اپنی تصنیف تفسیر القرطبیؒ میں فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں کے دلوں کی سختی قرآن سننے سے بڑھ جاتی ہے[1]۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا[2]

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی

ذہن نشین رہے کہ یہ کیفیات جو ذکر اللہ و قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت نازل ہوتی ہیں، اس نور کے باعث ہے جو سینوں میں داخل ہوتا ہے۔ بعض لوگوں پر شیطانی اثرات کے باعث کچھ کیفیات وارد ہوتی ہیں۔ ان باطل کیفیات کی علامات یہ ہے کہ جن فساق و فجار پر یہ کیفیات وارد ہوتی ہیں وہ اپنے فسق و فجور میں ہی مبتلا رہتے ہیں بلکہ سنت اور شریعت سے دور کرتی ہیں۔ چناچہ امام قرطبیؒ علیہ الرحمہ اَفَمَنْ شَرَحَ

---

[1] تفسیر القرطبی تفسیر سورۃ الزمر الآیۃ 22

[2] سورۃ البقرۃ الآیۃ 10

اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت مرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ نے اس کے سینہ کو کیسے کھول دیا؟ فرمایا: جب نور دل میں داخل ہوتا ہے تو وہ کھل جاتا ہے ۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ، اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: جنت کی طرف متوجہ ہونا، دنیا سے پہلو تہی کرنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری کرنا۔[1]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی وجدانی کیفیات جو ذکر اللہ وسماعت تلاوت کلام پاک کے باعث ہوتی ہیں وہ انسان کو شریعت کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور سنت رسول ﷺ کے متبع کر دیتی ہیں۔ ان کو شیطانی اثرات سے تعبیر کرنا محض جہالت اور دین پر افتراء ہے۔

[1] تفسیر القرطبی تفسیر سورۃ الزمر الآیۃ 22

الحمد للہ دور حاضر میں محبوب سبحان مجدد دوراں مرشد جہاں ابو الحبیب حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی و خراسانی المبارک رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادگان والا شان اور خلفاء عظام خصوصاً خلیفہ اجل غوث جہاں ،طبیب روحاں حضرت میاں محمد حنفی سیفی دامت برکاتہم القدسیہ اور ان کے وابستگان بھی سینہ مصطفیٰ ﷺ کے نورِ ایمان سے مزین ہیں کہ جو کوئی بھی ان کی صحبت و سنگت میں بیٹھنے والا اپنے دل کے ادب، محبت اور سنگت پر استقامت کو ملحوظ خاطر رکھتا ہے، اسے خشیہِ الٰہی اور وجد و حال کی دولت نصیب ہوتی ہے۔وہ سرتا پا شریعت کا نمونہ نظرآنا شروع ہو جاتا ہے، اور اسے مکارم اخلاق، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہوتا ہے اور اسکے نفس کو اطاعت نصیب ہوتی ہے۔وہ بندگی میں ڈھل کر اپنی تخلیق کا مقصد پورا کرنے والا ہوتا ہے۔

حرف آخر

ایمان کیلئے ضروری ہے کہ اقرار بالسان کیساتھ تصدیق بالقلب بھی ہو۔ مسلمان کے گھر پیدا ہو کر ہم دل سے تو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں تو کیا ہمارے دل بھی مانتے ہیں؟

مثال کے طور پر ہم جانتے ہیں کہ شہ رگ کے بھی نزدیک ہمیں دیکھنے والا اور سننے والا رب ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ[1]

ترجمہ: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ[2]

ترجمہ: بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

لیکن ہمارا دل کسی عمل پر راغب ہوتا ہے۔ خواہ قول سے تعلق رکھتا ہو یا فعل سے اسے نہیں یاد ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے چھپا ہوا نہیں۔ دوسرے معنوں میں اسے اللہ کے ہونے کا ''علم الیقین'' تو ہوتا ہے حقیقتاً ''حق الیقین'' نہیں ہوتا۔ حضرت مجدد

[1] قٓ:16

[2] الحج:75

الف ثانی امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں[1] کہ قلب کے اندر ذکر الٰہی کا جاری ہونا، ماسوا کے اخراج، خشیہ کے ساتھ وجد و حال اسے حق الیقین کی کیفیت تک لے جاتا ہے۔اب یہ قلب ماسوا سے خالی ہو کر عرش معلیٰ

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللهِ تَعَالیٰ[2]

ترجمہ: مومن کا دل اللہ کا عرش ہے۔

کی طرح ہے۔اب اس انسان کی عبادت

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ[3]

ترجمہ: اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔

کے مصداق ہوتی ہے۔

یہ دین کی اصل نبی مکرم شفیع معظم ﷺ کی صحبت اور نسبت سے اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اجمعین کو میسر تھی۔اور آپ ﷺ کے طفیل آپ کے غلاموں کی صحبتوں اور نسبتوں میں سالکین کو میسر آتی رہے گی۔اور انسان اللہ جل شانہ کے

---

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، جلد، مکتوب نمبر97

[2] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، ج:ا، ص:120

[3] الحجر:99

فرمان یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا[1] (ترجمہ: اے ایمان والو ایمان رکھو۔) کے مصداق صورت ایمان سے حقیقت ایمان میں ڈھل کر عین شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہو گا۔ یہی حقیقت ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اللہ کے رسول ﷺ کی نسبت و صحبت سے میسر تھی۔ جسکی تاثیر انکے افعال میں بے ساختگی اور وارفتگی کی شکل میں عیاں تھی۔اس محبت اور صحبت کی بدولت یہ لوگ صحتِ عقیدہ، علم، عمل ،اخلاص اور وجد و حال سے مزین تھے۔ان اوصاف نے ان کی زندگیوں میں ""زندگی (حیات)""ڈال دی تھی۔بقول امام بخش ناسخ

زندگی زندہ دلی کا نام ہے　　　　مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

اس دور میں بڑے بڑے علماء حضرات بھی زندگی کی اس چاشنی سے نابلد ہیں اسلئے کہ یہ محسوسات چکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔جو نسبتوں اور صحبتوں کی بدولت میسر آتے ہیں ان انوار و تجلیات کا ورود سراجا منیرا ﷺ کے قلب اطہر کی دولت ہے ،جو نسبت اور صحبت سے تقسیم ہوتی ہے۔

---

[1] النساء:136

طیبہ سے منگائی جاتی ہے　　سینوں میں چھپائی جاتی ہے
توحید کی مے ساغر سے نہیں　　نظروں سے پلائی جاتی ہے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں اسی کیطرف اشارہ کیا ہے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا بھی دل چمکا دے چمکانے والے

اللہ کے محبوب ﷺ یہی دولت ایمان تقسیم کرنے کیلئے تشریف لائے تھے، جو آپ ﷺ نے یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ[1] کی صورت میں بدرجہ احسن انجام دیں۔ آج ''مکمل وراثت'' کی شکل میں یہ دولت اہلسنت کے اکابر علماء و مشائخ کے ذریعے تقسیم ہو رہی ہے۔ اور قیامت تک تقسیم ہوتی رہے گی۔ جو حضرات اسے مکمل حاصل نہ کر سکے وہ محروم ہیں۔

نیم حکیم خطرہ جان　　نیم ملا خطرہ ایمان

[1] آل عمران:164

امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فرمان : لَوْ لَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ[1] ترجمہ: اگر میرے دو سال تحصیل کمالات باطنیہ میں صرف نہ ہوتے تو نعمان بن ثابت ہلاک ہو جاتا۔

ان دو سالوں سے مراد وہ دو سال ہیں جن میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس طریقہ صدیقیہ نقشبندیہ میں کمالات باطنیہ حاصل کیں۔

اگر السُّنَّتَانِ (سین کے ضمہ اور نون مشدد منصوب) پڑھی جائے تو معنٰی یہ ہو گا کہ ''اگر دونوں سنتوں کو حاصل نہ کیا ہوتا''۔ یہاں دونوں سنتوں سے مراد علم ظاہر اور علم باطن ہیں جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے۔

وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَالِكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ[2]

---

[1] الحاوی و الحدیقه و رد المختار جلد اول صفحه 45

[2] مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الزهد، ما ذکر عن نبینا ﷺ فی الزهد رقم 34361 ؛ البیهقی فی شعب الایمان، رقم 1686 ؛ مشکاة المصابیح، رقم 270 ؛ سنن الدارمی، رقم 374؛ الترغیب والترهیب، رقم 139؛ الزهد والرقائق لابن مبارك، رقم 1161

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ علم جو دل کے اندر ہوتا ہے یہ علم تو نفع دیتا ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو زبان کے اوپر ہوتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی دلیل و حجت ہے اپنے بندوں پر۔

جو انہوں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صحبت میں تصوف و سلوک حاصل کیا تھا اس پر دلیل ہے۔

اللہ کا کروڑہا شکر کہ اس نے اس دور میں اپنے محبوب بندوں کی نسبت عطا فرمائی اللہ عزوجل ہمیں اپنے فضل و کرم، رسول اللہ ﷺ کے صدقے اپنے مرشدین کے طفیل اس نور سے مزین رکھتے ہوئے شریعت مطہرہ پر دوام اور استقامت عطا فرمائے۔

آمین، بجاہ النبی الکریم ﷺ

اظہار تشکر

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ

حضور نبی اکرم ﷺ کا اشاد مبارک ہے کہ جو شخص بندوں کا شکرادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا (بھی) شکر ادا نہیں کرتا۔

میں اس کام میں اپنے تمام معاونین کا بے حد شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شان کے مطابق صلہ عظیم، حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت اور اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی قربتیں، رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔

باالخصوص اپنے جامعہ کے مفتی پروفیسر ڈاکٹر محمد معظم فراز محمدی سیفی، اور مولانا محمد یوسف محمدی سیفی

ہمارے جامعہ کی ڈنمارک برانچ کے متہم مفتی طارق محمد امین محمدی سیفی،

اور ہمارے جامعہ کے سید طارف حسین شاہ محمدی سیفی، محمد ناظم محمدی سیفی،

پروف ریڈنگ کے لیے مفتی محمد فیضان محمدی سیفی

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر اور دین پر استقامت عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

ادارہ ھذا کی دیگر تصانیف

سلسلہ اربعینات

01 دن کا معمول بمطابق فرمان رسول ﷺ۔

02 الاربعین فی التوبہ والاستغفار۔ اسلوب توبہ واستغفار۔ چالیس احادیث۔

03 الاربعین فی ختم النبوۃ بمحمد ﷺ۔ ختم نبوت ﷺ۔ چالیس احادیث۔

04 الاربعین فی صفۃ صلاۃ النبی ﷺ۔ نمازِ رسول ﷺ۔ چالیس احادیث۔

05 الاربعین فی اسلوبِ الادبِ لِلوالدین۔ والدین کے ساتھ طرزِ ادب۔ چالیس احادیث۔

06 الاربعین فی معرفۃ النفس وتزکیتھا۔ نفس کی پہچان اور تزکیہ۔ چالیس احادیث۔

07 الاربعین فی احکام الصلوۃ۔ نماز کی فرضیت واہمیت۔ چالیس احادیث۔

08 الاربعین فی الصوم۔ روزہ کے احکام اور مسائل۔ چالیس احادیث۔

09 الاربعین فی الإعتکاف۔ اعتکاف۔ چالیس احادیث۔

10 الاربعین فی احکام الصلوۃ بالجماعۃ۔ نماز باجماعت کے فضائل واحکام۔ چالیس احادیث۔

11 الأربعین فی الوجد والحال۔ کیفیاتِ وجد وحال۔ چالیس احادیث۔

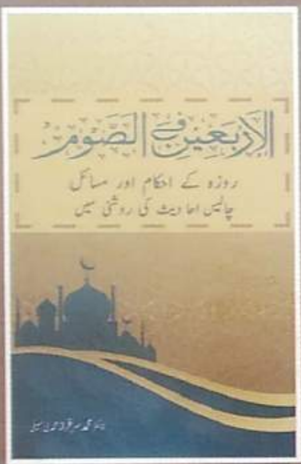
12 الأربعین فی أھمیۃ صحبۃ المرشد الکامل وأثرھا۔ صحبت مرشد کامل۔ چالیس احادیث۔

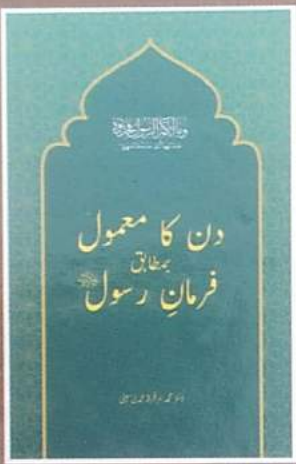
13 الأربعین فی آفات اللسان۔ زبان کی آفات۔ چالیس احادیث۔

14 الاربعین فی الأحکام اللباس والحجاب۔ لباس اور پردے کے احکامات۔ چالیس احادیث۔

15 الأربعین فی فضل الذکر والتقرب إلی اللہ تعالی۔ ذکر الٰہی اور تقرب الی اللہ۔ چالیس احادیث۔

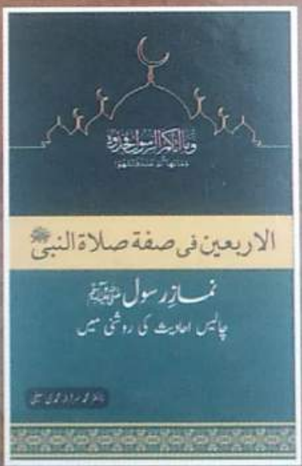
ادارہ ھذا کی دیگر تصانیف













ادارہ جامعہ محمدیہ سیفیہ سرفراز العلوم۔ اسلام آباد